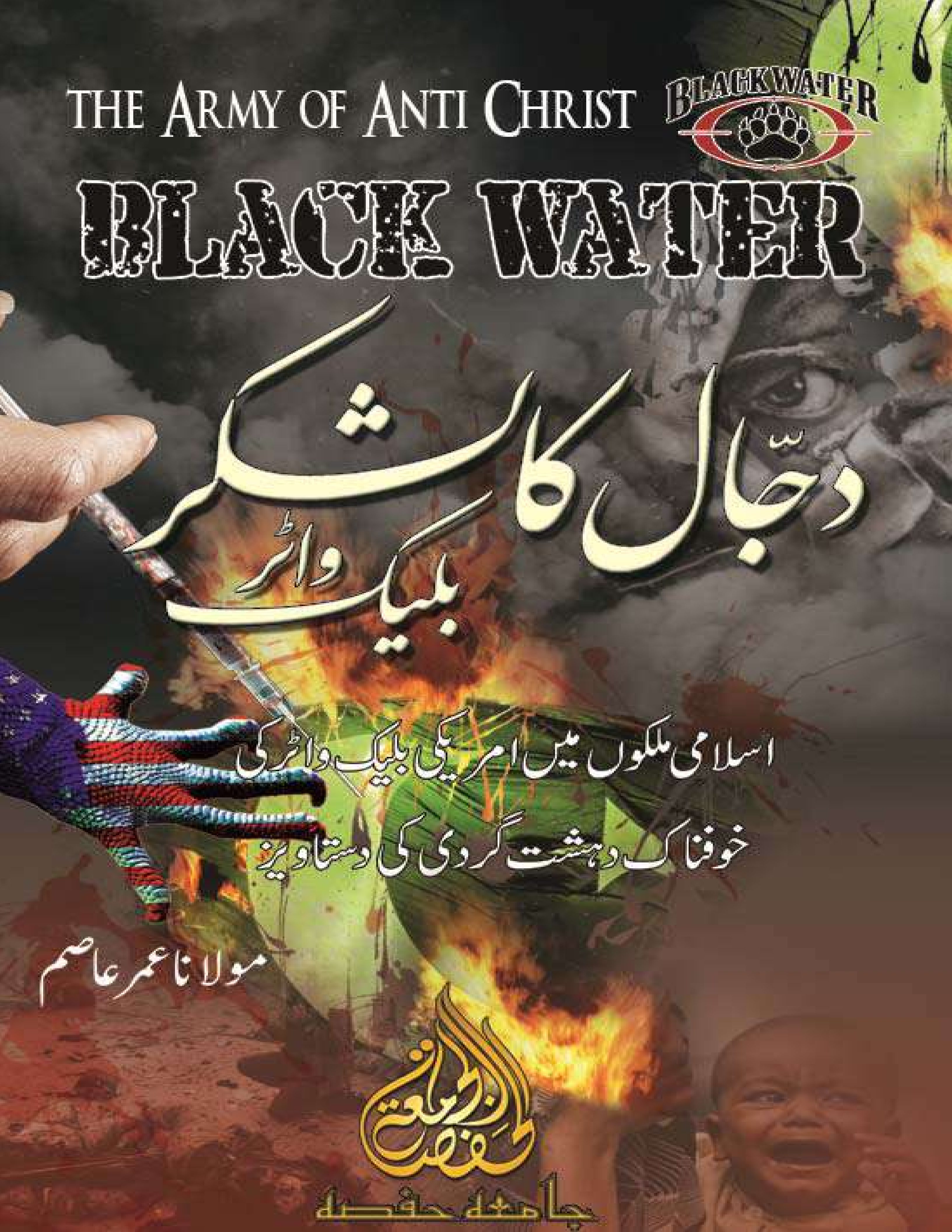

THE ARMY OF ANTI CHRIST

BLACK WATER

دجّال کا لشکر

بلیک واٹر

اسلامی ملکوں میں امریکی بلیک واٹر کی
خوفناک دہشت گردی کی دستاویز

مولانا عمر عاصم

جامعہ حفصہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب------------------------دجال کا لشکر بلیک واٹر

مؤلف------------------------------مولانا عمر عاصم

سن اشاعت-----------------------نومبر 2009ء

ناشر-----------------------------جامعہ حفصہ اُردو فورم

قیمت------------------------------ فی سبیل اللہ

نوٹ:۔ مزید ویڈیوز، کالمز، کتابیں پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

http://www.jamiahafsaforum.com/forum

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
پیش لفظ	10
اسلام آباد میں بلیک واٹر کا فوجی ٹریننگ سنٹر	14
کیپٹن زیدی کا ایک اور کارنامہ "را" کے لئے	18
بلیک واٹر۔۔۔۔۔ دجالی رہبر	20
لفظ دجال کا معنی و مفہوم	20
دجال کو مسیح کہنے کا سبب	20
دجال کا تعارف احادیث میں	23
دجال کا لشکر کون ہیں؟	24
آخر پاکستان ہدف کیوں؟	26
امریکا کی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی جاسوسی	31
تاریخ کا سبق	32

صلیبی کتے بلیک واٹر	36
بلیک واٹر کا دجالی صلیبی لوگو	37
پاکستان میں بلیک واٹر کی سرگرمیاں	43
اسلام آباد، پشاور، تربیلا میں پُراسرار سرگرمیاں	47
بلیک واٹر کے دہشت گرد سکواڈ	50
نوائے وقت کا پاکستان میں امریکی رسوخ پر اظہارِ تشویش	60
بلیک واٹر کے امریکی سفارت خانے سے تعلقات	63
کیا ہم غلام ہیں؟	70
جماعۃ الدعوۃ کے امیر حمزہ کا امریکیوں کو قتل کرنے کا حکم	79
بلیک واٹر ائیریشن اور معاشی بُحران	81
تیسری بڑی قوّت اور بلیک واٹر	85
بلیک واٹر کا انتشار امریکی راستہ ہموار	92
بلیک واٹر مزہبی جنونیوں کا گروہ	98

بلیک واٹر پر حقیقی الزامات	103
بلیک واٹر اور مذہبی جنونیت	107
یہودی پلان اور بلیک واٹر	110
وزارتِ داخلہ پر امریکی کنٹرول	116
ریڈیو پاکستان پر امریکی کنٹرول	118
پاکستان میں امریکی اڈے	119
پاکستان اور امریکی چالیں	124
آئی ایس آئی پر پابندی کی امریکی چال	129
بلیک واٹر قوائد و ضوابط سے بالاتر	136
بدنام زمانہ بلیک واٹر کے بانی کا تعارف	137
بلیک واٹر کا ٹریننگ سنٹر	139
بلیک واٹر کی سالانہ چالیس ہزار افراد کو ٹریننگ	140
بلیک واٹر کی کراچی سے بھرتیاں	141

بلیک واٹر کا طریقہ واردات	142
بلیک واٹر کے مطالبات پاکستان نے تسلیم کئے	144
پاکستان نے امریکی مطالبات مان لیے	147
پاکستان میں بلیک واٹر کے ٹھکانے	148
سرِعام سفارتی سطح پر بلیک واٹر کی مدد	150
بلیک واٹر کا مشن کیا؟	152
بلیک واٹر پر شور کیوں؟	153
امریکی فوج اور بلیک واٹر کے عقوبت خانے	166
عراق میں امریکی اڈے	167
کیمرے نے امریکیوں کے مظالم بے نقاب کر دیئے	169
فلوجہ میں عراقی مجاہدین کی گوریلا یلغاریں	170
امریکہ کے فوجی اور بلیک واٹر پر اخراجات	179
کتیا کا بچہ ـــــ بھونکتا ہے	180

افغانستان میں امریکی اور بلیک واٹر اڈے	183
ڈیگو گارشیا	184
تاجکستان	184
ترکی	185
بحیرۂ متوسط	185
کویت	185
دوحہ کیمپ	186
بحرین	186
امارت	186
عمان	186
اردن	187
جبوتی	187
بحیرۂ احمر	187

خلیج عرب	187
قطر	188
پاکستان سب سے بڑا امریکی اڈا	188
عافیہ کی پاکستان میں گرفتاری	189
ڈاکٹر عافیہ کی بگرام جیل میں موجودگی کی تصدیق	190
ڈاکٹر عافیہ کی ڈرامائی امریکہ منتقلی	190
وائٹ شوگر سے بلیک واٹر تک	194
امریکہ بدمعاش تاریخی دہشت گرد	197
جنسی تشدد ایک جنگی حربہ	202
جنسی تشدد کی وضاحت	203
تشدد امریکی وطیرہ	204
کرائے کے سپاہی	204
فدائیوں کی تربیت گاہ	206

سی آئی اے اور بلیک واٹر کی غیر قانونی سرگرمیاں	209
تشدد کی زندہ مثالیں	213
کیری لوگر بل کا متن	218
جیش محمد، لشکرِ طیبہ (جماعۃ الدعوۃ) القاعدہ، طالبان اور آئی ایس آئی کے انتہا پسند عناصر کو لگام ڈالنا	219
دہشت گردوں کی پناہ گاہوں کا خاتمہ	224
پاک فوج کی گردن میں غلامی کا طوق	228

پیش لفظ

اللہ رب العزت کے کچھ خاص بندے جو کہ کفریہ صلیبی طاقتوں سے دو ہاتھ ہیں۔ وہ اپنے اجڑے گھر چمن اور سب سے بڑھ کر اپنے بیوی بچوں سے دوری برداشت کر رہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ حصول زر کے لیے ہے؟ جی! بالکل نہیں یہ صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہے۔ جیسے جیسے صلیبی طاقتیں بڑھتے ہوئے ہنستے بستے شہروں پر اپنے مظالم کے جھنڈے گاڑھ رہی ہے توں توں مردانِ حُر بھی ان جھنڈوں کے سائے میں مخل ہیں۔ جو ان کو تار تار کر کے ان کو سائے سے محروم کر رہے ہیں۔ صلیبی سوچ ہے کہ ان کو جیلوں میں ڈالا جائے۔ ابو غریب جیسے عقوبت خانوں میں رکھ کر ان پر جدید ٹیکنالوجیکل قسم کے مظالم کے تجربات کیے جائیں۔ لیکن کیا جن پر یہ مظالم ہوئے وہ توبہ کر کے کسی اوٹ میں بیٹھ کر ان مظالم کو ایک ڈراؤ ناخواب جان کر ان سے پہلو تہی کر لیں گے۔ اگر کوئی معاف کرنے کا بھی سوچے تو کیا وہ کسی مسلمان کو معاف کر رہا ہے؟ وہ یہ جان لے کہ وہ صلیبی اور صیہونی قوتوں کو معاف کر رہا ہے۔ ان کو معاف کر رہا ہے جو پوری دنیائے انسانیت کو اپنا غلام بنانا چاہتی ہے۔ پوری دنیا کے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ 246 ممالک کو جیلوں اور کال کو ٹھڑیوں میں دیکھنا چاہتی ہے۔ اور خود ان 246 جیلوں کے سپرنٹنڈنٹ بن کر اپنی من مانی کرنا چاہتی ہیں۔ وہ دنیا کو زنجیروں میں لپٹی سوا چھ ارب غلاموں کی دنیا بنانا چاہتی ہے۔ کہ ان کے حکم کے بغیر کوئی آہ بھی نہ نکال سکے۔ وہ ہمیں مثالیں دکھا رہے ہیں۔ افغانستان، عراق، فلسطین، لبنان، صومالیہ اور کئی ملکوں میں بڑھکتی ہوئی آگ انہی کی سلگھائی ہوئی ہے۔ وہ اس ہری بھری دنیا کو خون سے رنگین دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم پوری دنیا کے حکمران نمبر ون ہیں۔

ہم ان زنجیروں میں بندھے غلاموں کو کیا کریں؟

کیسے رکھیں؟

ہماری مرضی ہم اپنے خلاف ہونے والوں کو گولی ماریں یا تختۂ دار پر صدام کو لٹکا کر مسلم امۃ کو عید قربان کا تحفہ دیں اور جسے چاہے ان غلاموں میں ان پر اپنا غلام سردار بنا دے۔ جو ہر دم ہماری غلامی کا دم بھرے۔ جس کے پاؤں کی زنجیر ہی ہمارے ہاتھ میں ہو کہ جب چاہا اسے گرا کر کوئی نیا غلام لے آئیں۔

کیا اب بھی کوئی سوچنے کا وقت ہے۔ کیا بلیک واٹر کی پاکستان میں آمد، ابو غریب، گوانتاموبگرام کے علاوہ کوئی نیا ایکشن دیکھنا ہے کیا صدام کے بعد کوئی دوسری مثال دیکھنا باقی ہے۔ غالباً یہ مثالیں پڑھ سن کر فرسودہ ہوگئی ہیں۔

۲۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء کے روز ایک معتدل موسم والے دن میں اردو بازار میں کچھ کتابیں خریدنے آیا جس میں کچھ وقت گزرا اچانک مجھے موبائل فون پر ایک SMS موصول ہوا جس میں ایک صحافی دوست نے مجھے ای میل نمبر بھیجا اور تاکید کی کہ آپ بلیک واٹر پر کتاب لکھنے جا رہے ہیں تو You Tube پر فلاں پروگرام اور ویڈیو ڈاؤن لوڈ کر لو تمہارے لئے اس کتاب کا بہترین مواد مل جائے گا میں اسی وقت انٹرنیٹ کیفے کی تلاش میں چل پڑا اور گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے ایک عقبی دروازے کے سامنے موجود پلازہ میں نیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس دوسری منزل سے یونیورسٹی کا نظارہ ہو جاتا ہے میں ابھی ڈاؤن لوڈنگ میں مصروف تھا کہ پلازہ سے ملحقہ کئی دوکاندار یونیورسٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور اونچی آواز میں شور سے پتہ چلا کہ کچھ امریکی آئے ہیں میں بھی باہر نکل کر دوسرے لوگوں کی طرح امریکی بندروں پر طنز کرنے لگا اور میری حیرت کی اس وقت حد رہ گئی جب میں نے ان مسلح کمانڈوز کی ٹی شرٹ پر غور کیا۔ ان ۹ کمانڈوز میں چار نے بلیک شرٹ پہن رکھی تھی جس پر دور سے Xe لکھا ہوا تھا میں تو اس موضوع پر کتاب لکھ رہا تھا اور اس بارے میں مجھے کافی معلومات تھی میں بڑا حیران ہوا کہ بلیک واٹر کے یہ دجالی صلیبی صیہونی لشکری یونیورسٹی میں کیا کر رہے ہیں میں دو دن اس بات پر سوچتا رہا بالآخر میرے سوالوں کا جواب مجھے مل گیا جب ہیلری کلنٹن لاہور کے دورے پر آئی اور GCU میں

گریجویٹ طلباء سے خطاب کیا۔ دراصل اُس دن بلیک واٹر والے اس گیٹ کی سکیورٹی چیک کر رہے تھے اس کے ساتھ ہی وہ ہال تھا جس میں ہیلری کلنٹن نے خطاب کرنا تھا یہاں اوپر نیچے خود ساختہ ریت کی بوریوں کے مورچے بنائے گئے رنگدار سیڑھیاں یونیورسٹی کی ۱۵۰ سالہ پرانی عمارت کے چھتوں تک نظر آنے لگی۔ جس چھت پر شاید کوئی نہیں چڑھتا۔ میں بھی امریکی گوروں اور کالوں کی سرکس دیکھنے کے شوق میں پھر اُسی پلازے میں پہنچا کہ لکی ایرانی سرکس میں جس طرح غیر ملکی کردار اپنے فن کا مظاہرہ کرتے ہیں آج ہم بھی امریکی بندروں کی سرکس دیکھیں لیکن وہ تمام ایریا سخت سکیورٹی کے حصار میں تھا اور سو سے زیادہ امریکی دجالی صلیبی ہیلری کی سکیورٹی میں مصروف تھے۔ اس کتاب میں بلیک واٹر کی سرگرمیوں خصوصاً پاکستان میں ان کی غیر قانونی مداخلت اور پاکستان کے خلاف امریکی سازشوں کا احوال پڑھیں گے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ بلیک واٹر اصل میں دجال کا لشکر ہے۔ یہ ایک صلیبی صیہونی سوچ کی پروان ہے اور مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کی ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے ایک باقاعدہ منصوبہ ہے ان کے منصوبہ سازوں کی تاریخ اور اس میں شامل تمام افراد ہی کٹر عیسائی و یہودی مذہب رکھتے ہیں اور فتنہ دجال میں کافر قوتیں ہی اس کا ساتھ دے گی۔ اس کتاب میں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو کیا تدابیر اختیار کرنا پڑے گی۔ ہم کسی کے ذہنی رویوں کو بدلنے کی کوئی جادوئی چھڑی نہیں رکھتے لیکن اگر کوئی محب وطن پاکستانی یہ کتاب پڑھ کر اگر ان دجالی قوتوں کے منصوبے میں جس میں پاکستان کے ٹکڑے کرنا شامل ہے کو سمجھ گیا تو شاید وہ اپنے کئی دوستوں کو بھی اس طرح سمجھا سکے گا اگر کسی کو اس میں کوئی شبہ ہو تو پھر وہ شخص اپنے ایمان پر غور کر لے کہ ان دجالی قوتوں کے بارے میں حقیقت پتہ چل جانے پر کیوں نہ میرا ضمیر اور ایمان جاگا۔ ،جاگ جا مسلمان‘ ۔

مولانا عمر عاصم

۱۱-۱۱-۱۴۳۰

بلیک واٹر کی طرف سے بھرتی فارم جو کہ انٹرنیٹ پر دستیاب ہے

U_S_ Training Center Promos - Register.mht

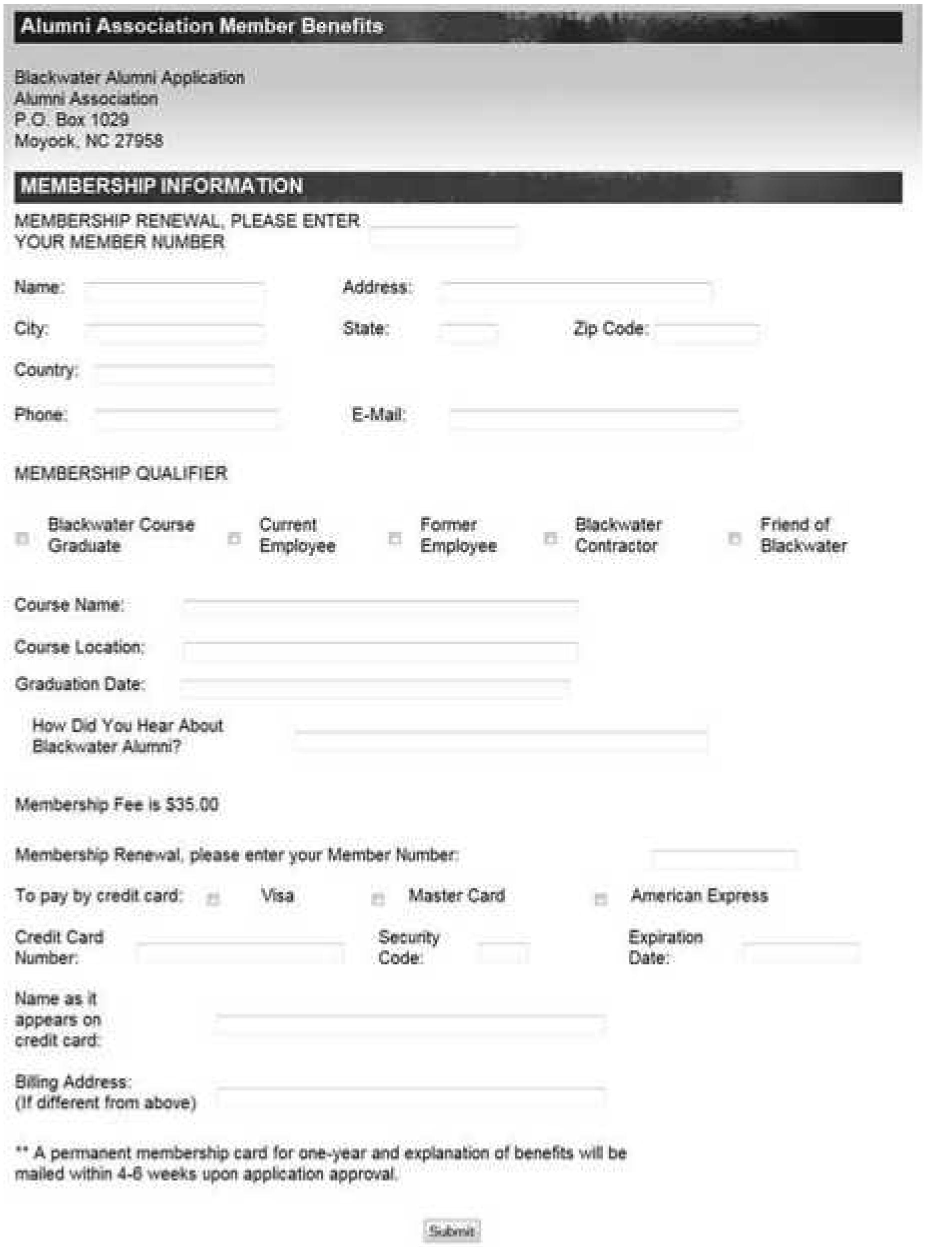

Alumni Association Member Benefits

Blackwater Alumni Application
Alumni Association
P.O. Box 1029
Moyock, NC 27958

MEMBERSHIP INFORMATION

MEMBERSHIP RENEWAL, PLEASE ENTER YOUR MEMBER NUMBER

Name: Address:
City: State: Zip Code:
Country:
Phone: E-Mail:

MEMBERSHIP QUALIFIER

☐ Blackwater Course Graduate ☐ Current Employee ☐ Former Employee ☐ Blackwater Contractor ☐ Friend of Blackwater

Course Name:
Course Location:
Graduation Date:
How Did You Hear About Blackwater Alumni?

Membership Fee is $35.00

Membership Renewal, please enter your Member Number:

To pay by credit card: ☐ Visa ☐ Master Card ☐ American Express

Credit Card Number: Security Code: Expiration Date:

Name as it appears on credit card:

Billing Address: (If different from above)

** A permanent membership card for one-year and explanation of benefits will be mailed within 4-6 weeks upon application approval.

اسلام آباد میں بلیک واٹر کا فوجی ٹریننگ سینٹر

یہ مضمون روزنامہ اُمت میں شائع ہوا تھا۔ جس میں جناب سیف اللہ خالد صاحب نے کئی انکشافات کئے جو کہ اس کتاب کا ابتدائیہ سمجھیں۔

ابتدائے بلیک واٹر ہے حیران ہوتا ہے کیا
آگے آگے پڑھئے ہو رہا ہے کیا

اسلام آباد میں غیر ملکی شہریوں کی یلغار اور ان کی مشکوک سرگرمیوں نے متعلقہ اداروں کو چوکنا کر دیا ہے۔ وزارتِ داخلہ نے گزشتہ روز ایک خط میں آئی جی اسلام آباد سے کہا ہے کہ وہ اسلام آباد کے مہنگے اور حساس سیکٹروں میں غیر ملکیوں کی دھڑا دھڑ آبادکاری کا نوٹس لیں اور اس حوالے سے مکمل تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ پیش کریں۔ اس حوالے سے بعض ذرائع کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ غیر ملکی شہریوں کی تعداد میں یہ تشویشناک اضافہ گزشتہ دو سے تین ماہ میں ہوا اور تقریباً تین سو غیر ملکیوں نے جن میں زیادہ تعداد اسرائیلی اور برطانوی شہریوں کی ہے جنھوں نے مہنگے کرائے کے مکانات حاصل کر لیے ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ان مکانات کا کرایہ ڈالرز اور پونڈز میں ادا کیا جاتا ہے اور یہ تمام گھر ایک نجی سکیورٹی ایجنسی نے کرایہ پر لے کر دیئے ہیں ایک اطلاع کے مطابق بعض جگہ پر مقامی لوگوں نے شکایت کی ہے کہ ان مکانات میں کوئی نہیں رہتا۔ البتہ رات کے وقت مشکوک قسم کی سرگرمیوں ، گاڑیوں کی آمدورفت اور چیزیں اتارنے چڑھانے کی آوازیں آنے کے سبب خوف پایا جاتا ہے اس سلسلے میں اسلام آباد پولیس کو وزارتِ داخلہ نے تحقیقات کا حکم دے دیا ہے دوسری طرف اسلام آباد میں ایک اور خوفناک اسکینڈل سامنے آیا ہے کہ ایک نجی سکیورٹی ایجنسی جس کا صدر

دفتر ایف-۶ سیکٹر کے حساس علاقے میں واقع ہے۔ پاک آرمی کے ایس ایس جی سے تعلق رکھنے والے ریٹائرڈ جوانوں، جے سی اوز، این سی اوز اور ریٹائرڈ افسروں کو بھرتی کرتی ہے جنہیں غیر ملکی تربیت دیتے ہیں۔ "امت" کی تشویش اور تحقیق کا آغاز ۲ اگست کے ایک قومی روزنامہ میں شائع ہونے والے اشتہار سے ہوا۔ جس میں پاک فوج سے ریٹائرڈ ہونے والے ایس ایس جی کے لوگوں کو پرکشش تنخواہ کا لالچ دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں رابطہ کرنے پر یہ انکشافات سامنے آئے کہ مذکورہ کمپنی خود ایس ایس جی کے ایک ریٹائرڈ کیپٹن علی جعفر زیدی چلا رہے ہیں جن کا اعلیٰ حلقوں میں اثر ورسوخ بہت زیادہ ہے۔ اس دوران "امت" کا اپنے ذرائع سے وہاں موجود ایس ایس جی کے ایک ریٹائرڈ جے سی او سے رابطہ ہوا، جو تربیت حاصل کرنے کے بعد ڈیوٹی کا منتظر تھا۔ "امت" سے تھوڑی سی بات چیت کے بعد سابق کمانڈو نے انکشاف کیا کہ وہ اپنی ضروریات کے حوالے سے پریشانی کے سبب یہ نوکری کر رہا ہے ورنہ اسے کمپنی کے معاملات مشکوک دکھائی دیتے ہیں۔ کمانڈو سے دستیاب معلومات کو جب دیگر ذرائع سے چیک کیا گیا اور کمپنی کے روات میں واقع تربیتی مرکز کے قریب ایک بظاہر موٹر ورکشاپ کا چکر لگایا گیا تو صورت حال واضح ہو گئی کہ مذکورہ سیکورٹی ایجنسی دراصل ایک غیر ملکی مافیا کا حصہ ہے جسے ایک برطانوی شہری میتھیو چلا رہا ہے۔

میتھیو کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق برطانوی فوجی کمانڈوز کے ادارے ایس اے ایس سے ہے۔ ذرائع جو بعض تحفظات اور خوف کے سبب نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے ان سے دستیاب تفصیلات اور ذاتی طور پر تربیتی مرکز کو دیکھنے کے بعد جو معلومات سامنے آئی ہیں، ان کے مطابق اخبار میں اشتہار اور کیپٹن زیدی کے ذاتی روابط کے ذریعے امیدوار سیکٹر ایف-۶ میں اکٹھے کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے تحریری امتحان، جسمانی ٹیسٹ وغیرہ لے کر انہیں ایک کڑے انتخاب سے گزارا جاتا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ مارچ ۲۰۰۹ء میں بھی اس طرح کے ایک اشتہار کے ذریعے ۱۰۰ افراد کو بھرتی کیا گیا تھا۔ وہ مختلف جگہوں پر اس نجی سیکورٹی کمپنی کی یونیفارم پہن کر ڈیوٹی کرتے رہے۔ بعد ازاں ان میں سے ۴۲

افراد کو منتخب کر کے ۱۰ جولائی سے تربیت کا آغاز کیا گیا جو ۳۰ جولائی تک جاری رہی۔ یہ تربیت اسلام آباد سے ۱۴ کلو میٹر دور جی ٹی روڈ پر واقع روات انڈسٹریل اسٹیٹ میں دی جاتی ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ بھرتی شدہ افراد کو بڑی گاڑیوں میں بھر کر سیکٹر ایف - ۶ میں کمپنی کے ہیڈ کوارٹر سے روات لے جایا گیا۔ وہ انڈسٹریل ایریا میں کار اینڈ کرافٹ آٹو موبائل ورکشاپ میں ٹھہرے اور اس جگہ انہیں تربیت دی گئی۔

تربیت حاصل کرنے والے ایک صاحب نے بتایا کہ انہیں ٹریننگ دینے والے پانچ سے چھ افراد میں میتھیو اور اس کے ۴ برطانوی ساتھی شامل ہیں جبکہ ایک بھارتی باشندہ بھی تربیت دینے والی ٹیم کا حصہ ہے۔ یہ لوگ شلوار قمیض پہنتے ہیں اور انہوں نے داڑھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں۔

۳۰ جولائی تک تربیت حاصل کرنے والے بیچ کو ۳۱ جولائی کو صوبہ سرحد روانہ کر دیا گیا۔ جہاں انہیں برطانوی قونصلیٹ سے رابطہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ جبکہ تقریباً اتنے ہی افراد پر مشتمل ایک دوسرا بیچ بھی اگست کے آغاز سے تربیت شروع کر چکا ہے۔ تربیت دینے والی اس ٹیم کا سربراہ میتھیو برطانوی فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد کابل میں امریکی نجی دہشت گرد فورس بلیک واٹر کا حصہ رہا ہے۔ بعد ازاں یہ ایک این جی او سے وابستہ ہو کر فاٹا آ گیا اور ان دنوں روات میں ایک تربیتی مرکز چلا رہا ہے ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ سیٹ اپ بھی بلیک واٹر کا ہی ایک حصہ ہو سکتا ہے یا اسی طرح کا کوئی اور نیٹ ورک ہے جس میں شامل ہونے والے لوگوں کو دورانِ ٹریننگ ۱۶ ہزار اور بعد میں ۴۰ ہزار تنخواہ اور دیگر سہولیات دی جاتی ہیں۔ ایک تربیت یافتہ کمانڈو نے بتایا کہ انٹرویو کے دوران اس سے پوچھا گیا کہ کیا وہ غیر ملکیوں کے ساتھ رہنا اور کھانا پینا پسند کرتا ہے۔ اگر اس کی ڈیوٹی کے دوران نماز کا وقت آ جائے اور نماز پڑھنے نہ دی جائے تو اس کا ردّ عمل کیسا ہو گا۔ کیا اس نے کبھی مجاہدین کے ساتھ کام کیا ہے۔ تربیت یافتہ کمانڈو نے بتایا کہ انٹرویو اور ٹیسٹ کے وقت کیپٹن زیدی کے ساتھ ساتھ برطانوی اور امریکی افسران بھی موجود ہے۔ منتخب ہونے والوں کو لال مسجد کے قریب ایک ریسٹ ہاؤس میں بلایا گیا۔ بعد میں ایک

نزدیکی ہوٹل میں جمع کر کے انہیں روات پہنچا دیا گیا۔ یہاں کسی کو بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ ذرائع نے بتایا کہ سکیورٹی گارڈ کے طور پر بھرتی کیے گئے ان لوگوں کو چھاپہ مارنے، گھات لگا کر حملہ کرنے، چھوٹے ہتھیاروں سے ہدف کو نشانہ بنانے اور دھماکہ خیز مواد کے استعمال کی تربیت دی گئی اور تربیت میں زیادہ استعمال ماڈرن ٹیکنالوجیز کا ہوا۔ ذرائع کے مطابق انہیں سب سے پہلے ایسی فلمیں دکھائی گئیں جن میں لال مسجد آپریشن، پاکستان کا پرچم جلائے جانے کی فوٹیج اور دیگر ایسی فوٹیج دکھائی گئیں جن میں غیر ملکیوں کے ہاتھوں پاکستانیوں کی تحقیر و تذلیل شامل تھی۔ اس دوران تربیت دینے والے مسلسل ایک بات کا احساس دلاتے رہتے کہ یہ ہو تم پاکستانی۔ کیا حیثیت ہے تمہارے پاکستان کی۔ تربیت حاصل کرنے والوں کے مطابق نفسیاتی طور پر تمام تربیت حاصل کرنے والوں کو پاکستانی کی حیثیت سے شرمندہ ہونے پر مجبور کیا گیا اور پھر انہیں کہا گیا کہ عزت کی خاطر ہمارے ساتھ جینا سیکھ لو۔ پھر مختلف تربیتی مشقیں کرائی گئیں اور تربیت مکمل ہونے کے بعد پہلا بیچ صوبہ سرحد روانہ کر دیا گیا ہے۔

بعد ازاں نمائندہ ”امت“ نے جب تربیتی مقام کا خود جا کر جائزہ لیا تو تربیت حاصل کرنے والے لوگوں کی باتوں کی تصدیق ہو گئی۔ اسلام آباد سے ۱۴ کلو میٹر دور لاہور کی جانب جی ٹی روڈ پر روات انڈسٹریل ایریا کے مین گیٹ سے اندر پونے ۴ کلو میٹر کے فاصلے پر کار اینڈ کرافٹ آٹو موبائل کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ اس بورڈ کے پاس سے سیدھے ہاتھ پر مڑیں تو نصف کلو میٹر کے فاصلے پر کار اینڈ کرافٹ کی وسیع عمارت ہے جس کے چاروں کونوں پر باقاعدہ چوکیاں بنا کر چاق و چوبند اور مسلح سکیورٹی گارڈ متعین کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دیواروں پر چاروں طرف برقی تار کے ذریعے اور خاردار تار لگا کر سکیورٹی کا انتظام کیا گیا ہے۔ سرخ اینٹوں سے بنی عمارت کے دروازے پولیس تھانوں کی طرح نیلے اور سرخ ہیں جبکہ سبز ترپال ڈال کر بعض حصوں کو چھپایا گیا ہے۔ بلڈنگ کے سامنے کی سائیڈ پر ۶ کیمرے نصب ہیں دو کونوں پر اور ۴ کیمرے دو گیٹوں پر لگے ہیں۔ اتنے ہی کیمرے پچھلی جانب نصب ہیں۔ فرنٹ سائیڈ اور بیک سائیڈ پر ایک ایک کار واش والے

ملازموں کے بجائے آتشیں اسلحہ لیے گارڈز تعینات ہیں۔ کسی آٹو موبائل کمپنی میں سیکورٹی کا اس طرح کا نظام ناقابل فہم ہے۔ نمائندہ ”امت“ جب گھوم کر عمارت کی پچھلی سمت گیا تو گارڈ کو نہ صرف مستعد بلکہ تشویش زدہ اور باقاعدہ گھورتے ہوئے پایا۔ اس موقع پر نمائندہ ”امت“ کے ساتھ موجود ایک تربیت یافتہ کمانڈو نے خبردار کیا کہ اس عمارت میں ایسا سیکورٹی نظام نصب ہے کہ ایک کلومیٹر تک کے فاصلے پر ہونے والی نقل و حرکت مانیٹر کی جاتی ہے اور ایک کلومیٹر کے دائرے میں زیر استعمال ہر موبائل کال سنی جاتی ہے۔

”کار اینڈ کرافٹ ورکشاپ“ کا ایک جائزہ ہی یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ اس ویرانے میں جہاں دور دور تک کوئی متنفس دکھائی نہیں دیتا، یہ عمارت کس کام کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ سیکورٹی ماہرین نے خدشے کا اظہار کیا ہے کہ بلیک واٹر پاکستان میں متحرک ہے اور یہ بھی اسی طرح کی کوئی چیز ہے جس کے سبب ملک میں بلوے اور قتل و غارت کی وارداتوں کا سلسلہ جاری ہے سوال یہ ہے کہ حکومت کی ناک کے نیچے یہ سب کچھ کیوں برداشت کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے وزارتِ داخلہ کے ایک ذریعے نے بتایا کہ حکومت جلد اس سلسلے میں اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے۔ مگر امریکی اثر و رسوخ کے آگے اس کا بس شاید نہ چل سکے۔ اس رپورٹ کی تیاری کے دوران مذکورہ سیکورٹی ایجنسی اور کیپٹن زیدی سے رابطہ کر کے ان کا مؤقف لینے کی متعدد بار کوشش کی گئی مگر کوئی بھی بات کرنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ سیکورٹی ایجنسی کے ٹیلی فون نمبرز پر بھی کال کسی نے اٹینڈ نہیں کی۔

(مطبوعہ روزنامہ ”امت“ کراچی ۱۶ اگست ۲۰۰۹ء)

کیپٹن زیدی کا ایک اور کارنامہ ”را“ کے لئے

یہاں کیپٹن زیدی کے ماضی کا مختصر ذکر کرتا چلوں۔ موصوف کا تعلق پاک فوج کے سپیشل سروسز گروپ

(کمانڈوز) سے ہے۔ ۱۹۸۷ء میں کیپٹن زیدی سیاچن میں ۲۶ ہزار فٹ بلند برفیلی چوٹی پر پاک فوج کی قائم کردہ OP Post قائد پوسٹ پر تعینات تھا۔ دنیا کے مقام پر پوسٹ قائم کرنے کے لئے پاک فوج کے درجنوں آفیسر و جوانوں نے خون کے نذرانے پیش کئے تھے جہاں سے نا صرف بھارتی فوج کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا آسان تھا بلکہ ان کے لئے مزید پیش قدمی ناممکن بنادی گئی تھی جیسے ہی دشمن کا کوئی سپاہی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا قائد پوسٹ پر موجود نشانہ باز اسے وہیں ڈھیر کر دیتے۔ ایک روز کیپٹن زیدی نے پیٹ میں مروڑ کر بہانہ کیا اور پوسٹ چھوڑ کر نیچے بیس کیمپ میں چلا گیا۔ اسی دوران بھارتی فوج نے حملہ کر کے وہاں موجود پاک فوج کے جوانوں کو شہید کیا اور پوسٹ پر قبضہ کر لیا۔ (کیا یہ سب اتفاق تھا یا مربوط منصوبہ بندی کا نتیجہ اس گتھی کو کیپٹن زیدی یا بھارتی سلجھا سکتے ہیں) یہ پاکستان کے لئے بہت بڑا دھچکا تھا۔ کیپٹن زیدی کے میڈیکل چیک اپ میں وہ صحت مند ثابت ہوا۔ جس پر کورٹ مارشل کر کے اسے تو فوج سے فارغ کر دیا گیا لیکن قائد پوسٹ ابھی تک بھارتی فوج کے قبضے میں ہے۔

(مضمون بلیک واٹر .... از.... طارق اسمعیل ساگر)

بلیک واٹر.... دجال رہبر

لفظ دجال کا معنی ومفہوم:

عربی گرائمر کے لحاظ سے لفظ ”دجال“ دجل سے مشتق ہے جو کہ باب **دَجَلَ یَدْجُلُ** (بروزن نصر) کا مصدر ہے۔ اور اس کا معنی جھوٹ بولنا دھوکا دینا اور خلط ملط کرنا ہے۔ اسی طرح دجال کا معنی ہے بہت زیادہ جھوٹا شخص اور بہت بڑا دھوکے باز۔

دجال کو مسیح کہنے کا سبب:

لغت میں لفظ مسیح کا معنی ہے بہت سیاحت کرنے والا شخص۔ (المنجد ص٨٣٦)

چونکہ دجال اپنے فتنے کو پھیلاتا ہوا پوری دنیا کی سیاحت کرے گا اس لئے اسے مسیح کہتے ہیں جیسا کہ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب قاموس رقمطراز ہیں ”دجال کو مسیح اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ (پوری) زمین اپنی لپیٹ میں لے لے گا“۔

(القاموس المحیط ٥٤٨/٣٠)

دجال کے معنی جھوٹے اور دھوکے باز کے سمجھ میں آ گئے ہوں گے اب آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ دجالی صفات جن لوگوں میں پائی جاتی ہیں وہ غالباً جلدی اس کے فتنے میں پڑ جائیں گے اور اس کے لشکر میں ایسے لوگ جلد

شامل ہونگے کیونکہ جھوٹے آدمی کا کوئی دین و مذہب نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر ہم دنیاوی اعتبار سے دیکھیں تو یہ صفت اس دور کی سب سے جابر دجالی طاقت امریکا کے حکمرانوں اور عوام میں پائی جاتی ہے ان لوگوں کے نزدیک جھوٹ دھوکہ فریب عبادت سمجھی جاتی ہے دجال کے بیٹے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کے کئی نمونے دکھا چکے ہیں۔ امریکی حکمران اور میڈیا کی دنیا ہی جھوٹ پر مبنی ہے۔ امریکا جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی کو اپنے ایٹمی تجربات میں آزما چکا ہے جو صرف بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ہی اپنا اصل فریضہ سمجھتے ہیں اور دجال کی مردہ روح کو مزید تقویت پہنچاتے ہیں کہ آقا دجال جلدی نکلو ہم نے دنیا کا میدان مار لیا، ہم نے عراق پر دو عشروں سے جنگ مسلط کی جس کی بنیاد ہی سب سے بڑا جھوٹ کہ عراق ایٹمی ملک ہے اس کو ایٹم بنانے سے روکو۔ افغانستان پر جھوٹی موٹی رپورٹیں تیار کر کے CIA اور دجال کے لشکر بلیک واٹر نے لشکر کشی کی اور جھوٹا الزام لگایا۔ طالبان ظالم ہے عورتوں کو کوڑے مارتے ہیں، پھانسی دیتے ہیں، لوگوں کے ہاتھ کاٹتے ہیں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہیں، حالانکہ طالبان کا افغانستان جس نے دیکھا وہ تو امن کا گہوارہ تھا۔ برطانوی صحافی مریم (یونی رڈلے) چند دن ان میں رہ کر مسلمان ہو گئی اگر امریکا افغانستان سے سارے طالبان اٹھا کر اپنے ہاں لے جائے تو کافر دھڑا دھڑ مسلمان ہونگے۔ طالبان نے اگر کسی کو شرعی سزا دی کسی کو ہاتھ کاٹا یا کوڑے مارے تو سزا پانے والوں نے بخوشی قبول کیا لیکن امریکا سات سمندر پار بیٹھا تشویش کرتا بالآخر حملہ کر کے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی پھر بھی لاکھوں افغانوں لاکھوں عراقیوں کے قتل کے بعد جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے انسانی حقوق کا چمپئن، عالمی امن کا علمبردار ٹھہرا اور دنیا کا نوبل انعام صدر اوباما کو دے کر انسانوں کے قاتلوں کو امن کا داعی بنا دیا۔ گویا پوری دنیا پر حکومت بھی امریکا کی، ایوارڈ بھی امریکا کے جس کو چاہے دہشت گرد بنا ڈالے۔ کون پوچھنے والا ہیں امریکا کا جو یار ہے اس کا بیڑا پار ہے۔ دجال کا لشکر امریکی بلیک واٹر اور اتحادی افواج کو کہا جائے تو اس میں مبالغہ آرائی نہ ہو گی۔ کیونکہ جس طرح دجال پوری دنیا کی سیر کرے گا۔ اور اس کے فتنے میں کافر لوگ تو جلد ہی آجائیں گے۔ یوں دجال وقت بھی سات سمندر پار سے اسلامی ملکوں پر حملہ آور ہیں۔ امریکا کا پوری دنیا میں اپنے اڈے قائم کرنا بھی اس بات کی طرف اشارہ دیتا ہے کہ وہ

دجال کی طرح پوری دنیا پر قبضہ اپنا حق سمجھتا ہے اور اس کے حق کے بارے میں کوئی رکاوٹ بنے تو جس طرح دجال کے خدائی دعوی میں کوئی رکاوٹ بنے گا اور اس پر ایمان نہیں لائے گا تو وہ فرد مار ڈالا جائے گا اسے دہشت گرد کا لقب دیا جائے گا۔ اسی طرح امریکا کے راستے میں رکاوٹ بننے والا بھی یا مار دیا جاتا ہے یا دہشت گرد بنا دیا جاتا ہے۔ حدیث پاک ﷺ میں ہے”لوگ دجال کے ڈر سے پہاڑوں میں چلے جائیں گے“۔ (مسلم)

چنانچہ اس کے بعد یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ موجودہ وقت میں دجالی قوتوں سے برسرپیکار افراد بھی ان دجالی قوتوں پر پہاڑوں سے ہی حملہ آور ہوتے ہیں اور انہی ویران پہاڑوں اور جنگلوں میں عسکری تربیت کے بعد دجالی قوتوں کے خلاف قافلے رواں دواں ہیں۔ نائن الیون کے بعد دجال اصغر صدر بش کے یہ الفاظ تھے اس جنگ میں امریکا تھکے گا نہ ناکام ہو گا۔ (بش 7اکتوبر 2001ء)

لیکن آٹھ سال بعد امریکی وزیر دفاع کے الفاظ شکستانہ بھی پڑھیں۔

”امریکی فوج اور قوم تھک چکی ہے، ہم افغانستان میں طویل جنگ کے متحمل ہیں“۔

(امریکی وزیر دفاع جولائی 2009ء)

جس طرح دجال پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔ امریکا کا بھی خواب ہے پوری زمین اس کی لپیٹ میں آجائے لیکن رسول اکرم a کی بات سچی ہے۔ ”میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لئے قتال کرتی رہے گی، جس نے ان سے دشمنی کی یہ اس پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ ان (مجاہدین) کی آخری جماعت دجال سے قتال کرے گی “ ۔ (ابوداؤد)

قرآن کی آیت کا ترجمہ ہے بے شک اللہ سچوں کے ساتھ ہے۔

اب اندازہ لگانا ہمارا کام ہے کہ دجال وقت امریکا اس کے اتحادی اور بلیک واٹر جھوٹوں کی جماعت ہے اور اس کے مقابلے میں حق پر لڑنے والے سچے لوگ ہیں لیکن جب ہم دجالی میڈیا کی طرف جاتے ہیں تو وہ ہمیں اس کے برعکس علیحدہ تصویر پیش کرتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ بھی ہے کہ آخری زمانے میں ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ لوگ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ مان لیں گے۔ اللہ ہمیں حق پر ڈٹے رہنے کی استقامت دے۔

دجال کا تعارف احادیث میں:

احادیث کے مطابق دجال کی آمد برحق ہے ایک روایت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دجال لامحالہ تم میں آکر رہے گا، اس کی آمد یقیناً برحق ہے اس کی آمد قریب ہے اور ہر آنے والا قریب ہوتا ہے“۔ (مسند بزار)

تمام انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو دجال سے ڈرایا۔ اسی کی تاکید نبی پاک ﷺ نے وقتاً فوقتاً کی۔ اور دجال کی شکل وصورت کے بارے میں نقل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا، اس کی آنکھ کیا ہے گویا پھولا ہوا انگور۔

دجال دنیا کا سب سے بڑا فتنہ ہے ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک اللہ کی مخلوق میں سے (جسم کے لحاظ سے) دجال سے بڑا اور کوئی نہیں ہوگا۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

اے لوگو بلاشبہ زمین میں دجال کے فتنے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس دجال کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”فتنہ دجال کے مقابلے میں مجھے تمہارے آپس کے فتنہ وفساد کا زیادہ خطرہ ہے۔ پہلے لوگوں میں سے جو کوئی اس فتنے سے محفوظ رہا وہ دراصل محفوظ ہے اور آج تک دنیا میں کوئی بھی چھوٹا یا بڑا فتنہ ظاہر ہوا ہے وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے۔“ (مسند احمد:۵/۳۲)

دجال کا لشکر کون ہیں؟

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ ” (ایران کے شہر) اصفہان کے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) یہودی سیاہ (یا سبز) چادریں اوڑھے ہوئے دجال کا ساتھ دیں گے“۔ (مسلم)

دجال کا لشکر مکہ اور مدینے کے سوا ہر شہر روند ڈالے گا لیکن مکہ اور مدینہ کی طرف اس کے مقابلے میں فرشتے کھڑے ہونگے۔ وہاں وہ داخل نہ ہو سکے گا۔ اس کے فتنے میں زیادہ تر عورتیں مبتلا ہونگی۔ حدیث پاک کے مطابق مرد اپنی عورتوں ماں، بہن، بیٹی تک کو رسیوں سے باندھ ڈالیں گے اس ڈر سے کہ کہیں وہ دجال سے جا نہ ملیں۔

(مسند احمد:۲/۶۷)

درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ دجال کا لشکر یہودی ہوں گے کیونکہ وہ خود انہی میں سے ہو گا۔ علاوہ ازیں چوڑے اور موٹے چہروں والی اقوام بھی اس کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ اور ممکن ہے یہ اقوام چین، جاپان، کوریا اور روس وغیرہ کے لوگ کافر و منافق بھی اس کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے۔ اس کے فتنے کا شکار ہونے والوں میں سب سے زیادہ خواتین ہونگی۔ گویا دجال کے لشکری سیاہ وسبز چادروں سمیت اس کے لشکر میں شامل ہونگے شاید بلیک واٹر کے دجالی صلیبی سربراہ نے اس لئے اس کے نام میں بلیک (سیاہ) شامل کیا تاکہ دجال کے لشکر کی نشانیاں پوری کر دی جائے۔ موجودہ حالات میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا لشکر اپنی پوری تیاری کر چکا ہے لیکن مسلمان غافل بیٹھے ہیں۔ ہم کو چاہئے

ان کالوں کے خلاف سیاہ جھنڈے والے لشکر جو کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مل جائیں گے۔ اس کی تیاری کریں ہم سب کو چاہئے کہ سب مسلمانوں کو دجال کے فتنے سے بچانے کے لیے لوگوں کو آگاہ کرے اور دجال سے مقابلے کے لیے تیار رہیں۔

آخر پاکستان ہدف کیوں؟

پاکستان کے حالیہ حالات پر بے شک درد مند اور محب وطن مسلمان بہت پریشان ہیں کہ اس ملک کو تو لاکھوں قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے تاکہ اس پر ایک اسلامی نظام اور اسلامی معاشرہ وجود آسکے لیکن دجالی میڈیا اور امریکی دہشت گردی نے تو اب لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کا ایک غلط تصور ڈال دیا ہے کہ مسلمانوں کے مدارس، سکول سب دہشت گردانہ اڈے ہیں ہر ڈاڑھی والا دہشت گرد گردانا جاتا ہے۔ بات یہاں تک آپہنچی کہ اب کسی گھر میں ایک نے ڈاڑھی رکھی ہو تو اس کو منڈوانے کا کہا جاتا ہے کہ کہیں دہشت گردی کے شبے میں دھڑ نہ لیا جائے۔ ہمارے ایک دوست مفتی صاحب چند دن پہلے پاسپورٹ بنوانے گئے تو وہاں پر ان کی پگڑی، ٹوپی وغیرہ اُتار دی گئی ایک افسر سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ وفاقی حکومت کی طرف سے ایک لیٹر دکھایا جس میں پگڑی اور ٹوپی پر X کانٹے کا نشان لگا تھا اس افسر نے یہ خدشہ بھی ظاہر کیا کہ مفتی صاحب آنے والے وقت میں شاید اس خانے میں ڈاڑھی کا بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ جس کے بعد کوئی بھی ڈاڑھی والا پاکستانی بیرون ملک بھی شاید نہ جانے پائے۔

پاکستان میں بڑھتی ہوئی حالیہ دہشت گردی کے واقعات میں کچھ عجیب و غریب سی صورتحال پیدا ہو گئی ہے کہ طالبان کسی دھماکے کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں تو کسی سے وہ بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ تو اس تناظر میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ کونسی دوسری خفیہ طاقت ہے کہ جو ملک میں کراچی سے لیکر خیبر اور گوادر تک پھیلی ہوئی جنگی کاروائیوں سے اپنا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک پاکستان کو نقصان پہنچا رہی ہے ہماری اس کتاب کا موضوع نہ تو طالبان عسکریت پسند ہیں اور نہ ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے اور افواج پاکستان ہیں۔ ان آپس کی جنگوں سے قطع نظر اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ دوسری

قوت امریکی بلیک واٹر ہے۔ ہمارا مقصد ان دو گروہوں کی آپس کی چپقلش کو ہوا دینا بھی نہیں کہ ہم یا افواج پاکستان کے لئے کتاب لکھ کر کوئی میڈل یا ایوارڈ حاصل کرنا چاہتے ہیں نہ ہی ہم پاکستانی طالبان کے لئے کوئی کتابی جواز پیش کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جنگیں تو کتابوں سے نہ رُک سکتی ہیں۔ اور نہ ہی مخالف فریقین پر تنقید یا کیچڑ اچھالنے سے بند ہو سکتی ہے۔ ان پر دو گروہوں کے پاس اپنے علماء اسکالر اور دانشور موجود ہیں وہ یہ کام ان سے بخوبی لینا جانتے ہیں۔ ہمارا مقصد ایک محب وطن کی حیثیت سے پاکستان کی بقاء اور سالمیت کا خواہاں ہے۔ ان حالات میں مذہبی جماعتیں بشمول جمعیت علمائے اسلام (ف) (س) اور جماعت اسلامی کے منور حسن صاحب موجودہ حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں کہ آپریشن مسئلہ کا حل نہیں اس سے مزید مسائل جنم لیتے ہیں۔ پی ٹی وی پر جمعیت علماء اسلام سے تعلق رکھنے والے ایک وزیر 29 اکتوبر کی رات کو پروگرام میں اس موضوع پر بحث کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب نے تو حکومت سے درخواست کی کہ میں حکومت اور طالبان کے ساتھ مذاکرات کے لئے تیار ہوں اور وہ اب بھی اس بات پر قائم ہیں۔ وزیر موصوف فرمارہے تھے کہ ہماری پیشکش کو ٹھکرا کر حکومت نے ایک غلطی کی ہے لیکن اس کے برعکس کوئی عوام میں سے کوئی کسی فریق کی حمایت کرلے۔ تو وہ مار دیا جاتا ہے یا اغواء کر لیا جاتا ہے۔ ہماری حکومت وقت، خفیہ اداروں اور افواج وقت سے یہ بھی گذارش ہے کہ اگر کوئی صحافی مصنف، اینکر آپ کے نقطے سے متفق نہ ہو تو وہ سزاوار ٹھہرتا ہے لیکن پارلیمنٹ ہاؤس میں بیٹھے نرم کرسیوں والے اس سے بری الذمہ ہے اگر آپریشن راہِ نجات کا ایک سین اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر دھرا دیا جائے تو یقیناً طالبان حامی عناصر سے نجات اور چھٹکارا مل سکتا ہے اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو پھر ہم بحیثیت قوم تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں کو یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ کرسی، اقتدار اور ڈالروں کی جنگ ہے اور اس دہشت گردی میں صاحب اقتدار بھی شامل ہیں لیکن ان سے نجات شاید کسی کے بس میں نہیں۔ ہیلری کلنٹن، رچرڈ ہالبروک اور کیری صاحب اس لئے بڑی تیزی سے دورے کر رہے ہیں اور اس دفعہ وہ اپنے ساتھ لوگر نام کا ایک امریکی امپورٹ شدہ لالی پوپ لے آئے ہیں۔ یہ لالی پوپ بظاہر میٹھا ہے لیکن اس کا اثر زہر سے بھی تیز ہے۔ اس لالی پوپ کے خواہش مندوں کے منہ سے رال ٹپک رہی

ہے کہ کب یہ ہمارے منہ کو لگے گا۔ یہ مصرعہ بھی اس جگہ صادق آتا ہے۔

ایسی لگی ہے ظالم کہ چھوٹتی ہی نہیں۔

ہیری کلنٹن کے دورہ پاکستان پہنچنا اور پشاور میں پاکستانی تاریخ کا بدترین سانحہ رونما ہونا جس میں ۱۵۰ معصوم بے گناہ پاکستانی دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے اور سینکڑوں ساری زندگی اپاہج بن چکے اس حوالے سے حیرت انگیز اخباری بیانات آتے رہے ان میں سے کچھ کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہم ابتداء ایک سیکولر اخبار سے کرتے ہیں اگر یہاں کسی دینی مجلے یا روزنامے کا حوالہ دیا جائے تو ہم پر الزام لگتا کہ یہ ”دہشت گردوں“ کے حمایتی ہیں لیکن ایکسپریس گروپ جو کہ بائیں بازو کے افکار میں جنگ گروپ سے بھی زیادہ ترقی کر چکا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ایکسپریس کے مشہور صحافی عبداللہ طارق سہیل اپنے سلسلے وار کالم وغیرہ وغیرہ میں لکھتے ہیں۔

”بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردی میں براہ راست بھارت ملوث ہے۔ بھارت کے افغانستان میں ۹ سفارت خانے پاکستان میں دہشت گردی کے لئے لوگوں کو تربیت دے رہے ہیں۔ بلوچستان میں ہونے والی ۹۵ فیصد دہشت گردی میں بھارت ملوث ہے اور سیستان (ایران) کے دھماکے میں بھی بھارت کا ہاتھ ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ پاکستان اور ایران کے تعلقات اچھے ہوں“۔

یہ بیان بلوچستان کے وزیر تعلیم شفیق احمد خاں کا ہے جو انہوں نے ۲۴ اکتوبر کو دیا تھا۔ اگلے ہی روز انہیں راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اسی روز کی خبر ہے کہ پشاور کی مارکیٹ میں ہونے والا دھماکہ ریموٹ کنٹرول کے تحت کیا گیا۔ اس دھماکے کی ذمہ داری لینے سے طالبان نے انکار کیا تھا۔ اسلامک یونیورسٹی کے دھماکے میں جس لاش کو خودکش حملہ آور قرار دیا گیا، وہ یونیورسٹی کے طالب علم کی تھی جس کا شناختی کارڈ بھی پیش کیا گیا۔

دھماکوں کی منڈی میں زیادہ دکانیں طالبان کی ہیں لیکن کچھ نئے کارٹل بھی اب اس میں جگہ بنا رہے ہیں جن میں سے ایک کی نشاندہی مرحوم شفیق احمد نے کی، دوسرے کا نام کالا پانی (Black Water) پیلا پانی (American)وغیرہ لیا جارہا ہے لیکن کوئی نشاندہی کرنے کی جرأت نہیں کرتا شاید شفیق احمد خاں کے انجام سے ڈرتا ہے۔

یہ خبر ملاحظہ ہو۔ وفاقی پولیس نے سیکٹر ایف ایٹ سے چار امریکیوں کو جدید اسلحہ اور جعلی نمبر پلیٹوں والی گاڑیوں سمیت حراست میں لیا جنہیں بعد ازاں احکام کی مداخلت پر رہا کر دیا گیا اور کوئی مقدمہ بھی درج نہیں ہوا۔ پولیس نے ناکے پر روک کر تلاشی لینا چاہی لیکن انہوں نے خود کو میرینز ظاہر کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ ان سے ممنوعہ بور کی متعدد رائفلیں، دو پسٹل اور دستی بم برآمد ہوئے۔ نیوز ایجنسی کے مطابق چاروں امریکی حساس عمارتوں کی تصاویر اتار رہے تھے۔ پولیس نے بتایا کہ امریکی شہریوں اور بلیک واٹر کی سرگرمیاں حد سے بڑھ رہی ہیں۔ حکام نے کہا ہے وزارت داخلہ کو اس پر خط لکھا جائے گا۔

خط لکھنے سے کیا ہو گا، جو لکھیں گے کہیں وہی پکڑ میں نہ آجائیں۔ پچھلے دنوں سکیورٹی اداروں کی مداخلت کے بعد سے ان لوگوں کی سرگرمیاں کچھ کم پڑ گئی تھیں اب پھر سے اودھم مچانا شروع کر دیا ہے۔ تین روز پہلے پشاور میں شہریوں کو ہراساں کرتے ہوئے پائے گئے۔ اب اسلام آباد میں دستی بموں سمیت پکڑے گئے اور چھوڑ دیئے گئے۔ یاالٰہی، لاوارث ملک کی خیر ہو۔ (۲۹اکتوبر ۲۰۰۹ء ایکسپریس)

پتوکی میں ایکسپریس سے سنی تحریک کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے رکن حافظ شاہد حسین نے کہا ہے کہ پاکستانی حدود میں پاکستانی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے امریکیوں کو کسی سفارش پر چھوڑ دینا ملکی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ (۲۹اکتوبر ۲۰۰۹ء روزنامہ ایکسپریس)

ڈی آئی جی اسلام آباد کا ۳۰ اکتوبر کے تمام اخبارات میں یہ بیان ریکارڈ پر ہے کہ امریکیوں کو میں نے اپنی صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنی ضمانت پر رہا کیا ہے جبکہ اُن کی گاڑی پر لکھی ہوئی نمبر پلیٹ جعلی تھی۔ بعض سفارتی مجبوریوں کی وجہ سے غیر ملکی سفارت کاروں کے لئے کچھ مراعات دینا ضروری ہوتی ہے۔

امریکا کی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی جاسوسی

”ایشین ایج“ نے معروف ویب سائٹ ”انٹرنیشنل اینالسٹ نیٹ ورک“ کی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے دعوی کیا ہے کہ پاکستانی ایٹمی پروگرام کی خفیہ نگرانی ثابت کرنے کے لئے ٹھوس شواہد موجود ہیں اور یہ تصدیق شدہ ہے کہ امریکی سفارت کار اور حکام کہوٹہ میں جاسوسی کر رہے ہیں جہاں اہم جوہری تنصیبات قائم ہیں۔ رپورٹ کے مطابق پاکستانی حکومت کے مختلف عناصر بھی جاسوسی کیلیئے ان کی مدد کر رہے ہیں، اس سلسلے میں وزرات داخلہ کا کردار سوالیہ نشان بنا کر پیش کیا گیا ہے جو امریکیوں کو مشکوک سرگرمیوں کی اجازت دے رہے ہیں وزرات داخلہ نے تسلیم کیا تھا کہ امریکی دفاعی کنٹریکٹرز خفیہ انٹیلی جنس ایجنسیوں کو آگاہ کیے بغیر پاکستان کی سرزمین پر مشکوک سرگرمیاں کرتے ہیں۔ گذشتہ دنوں رپورٹ سامنے آئی تھی کہ امریکی حکام سہالہ پولیس تربیتی کالج کے ذریعے کہوٹہ میں جوہری تنصیبات کی نگرانی کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ ۲۰۰۳ء سے جاری ہے۔ سہالہ میں زمین کے بڑے حصے پر امریکی بیس قائم ہے جس کے گرد اونچی دیوار ہے اور اس میں تربیتی کالج کی سینئر مینجمنٹ کو بھی داخلے کی اجازت نہیں۔ امریکی حکام نے بیس کے گرد بڑی تعداد میں سائن بورڈز نصب کر رکھے ہیں جن میں غیر ملکیوں کا داخلہ ممنوعہ قرار دیا گیا ہے ادھر سینئر پاکستانی حکام امریکی مداخلت کا معاملہ مسلسل اٹھارہے ہیں مگر ان کے تحفظات نظر انداز کئے جارہے ہیں۔

پاکستانی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے امریکیوں کو چھوڑنا زیادتی ہو گی۔

تاریخ کا سبق

تاریخ شاہد ہے کہ انگریز فرنگی صلیبی وصیہونی جس بھی سرزمین پر قدم رکھتے ہیں تو ان کے ناپاک قدموں اور ذہنوں کی گلکاریاں خونِ مسلم کے بہتے قید خانوں کے آباد ہونے، مسلمانوں کی بستیاں اُجڑنے، لیرز گائیڈڈ، ڈراؤن ٹیکنالوجی، ڈیزی کٹر، فاسفورس بم نہ جانے نت نئے فسادات کو یہ جنم دیتے ہیں۔ برصغیر میں جب گوری چمڑی اور کالے دھندے والے لوگ وارد ہوئے تو اس وقت ہندوستان میں مسلم حکمران براجمان تھے۔ وہ اپنے طرز عمل اور عوامی رہن سہن میں اسلامی نظام حکومت کا مکمل ضابطہ حیات یا نظام شریعت نافذ نہ کرسکے لیکن ان کا آمرانہ نظام میں کچھ جھلک اسلام کے حق میں بھی نظر آتی تھی۔ ان میں کچھ نیک حکمران بھی گزرے ہیں لیکن جب کوئی برا وقت آتا ہے تو نیک لوگ بھی رخصت ہوتے جاتے ہیں ان میں بعض جرأت مند اور فرنگی راج کو تاخت و تاراج اور ان سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے بھی گزرے ہیں۔ شیر میسور سلطان ٹیپو بھی ان سے خوب لڑے اور کئی محاذوں پر فرنگیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ ان کا یہ تاریخی محاورہ آج بھی زبان زدعام ہے۔ کہ ”شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے“ ۔

کاش موجودہ وقت کے تمام مسلم ممالک کے حکمران اس جملے پر ہی عمل پیرا ہو جائیں کیونکہ قرآن و حدیث اور اسلامی نظام سے وقت کے کئی مسلمانوں کو اب چڑ سی ہوگئی ہے۔ میں نے ایک میگزین میں یہ مضمون پڑھا تھا کہ جس کا عنوان تھا۔ ” ستاون اسرائیل“ غالباً مضمون نگار، دور حاضر کی سپر طاقت گھمنڈ کے نشے میں مست امریکا کی اسلامی ملکوں پر پھیلی بساط اور اثر و رسوخ کی وجہ سے یہ نام اسلامی ملکوں کو دینے پر مجبور ہوا۔ ہمارا مسلم معاشرہ جس طرح فرنگی تہذیب میں ڈھلتا گیا جونہی وہ اسلام سے دور ہوتا گیا۔ دورِ حاضر کے مسلمانوں کا بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ بھارتی، یہودی وعیسائی

دجالی میڈیا دیکھ کر ان لوگوں کی زندگی طرز بود و باش ہر وقت ٹی وی سکرین پر دیکھ کر ان کا رنگ اپنانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مسلمان نوجوان معاشرے کی روشن خیالی، یونیورسٹی، کالجوں اور سکولوں کے مخلوط نظام تعلیم میں نوخیز لڑکیوں کے ساتھ انجوائے میں گزارتے ہیں، ان یونیورسٹی، کالجوں، اور سکولوں میں بچپن سے ہمارے معصوم بچے، بچیوں کو انڈین اور انگلش گانوں اور میوزک پر رقص کرنا سکھایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ خوبصورت بچوں کو چاہے وہ سگے بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں، ان چھوٹے معصوم بہن بھائیوں کو دولہا اور دلہن کا کردار کرنے کے لئے دیا جاتے ہیں۔ اس طرح کے کئی واقعات جدید نظام تعلیم سے وابسطہ سکولوں میں پیش آتے ہیں جن میں ایک حقیقی کردار بھی آپ کے سامنے پیش ہے۔ جو کہ ایک فرنگی نظام تعلیم جس پر ہمارے مسلمان فخر کرتے ہیں پیش آیا۔ جس میں سکول ٹیچر ان بچوں کو سالانہ سکول کی تقریبات سے مہینہ پہلے نام چن کر ان کو اس قبیح ڈراموں کی ایکٹنگ سکھاتے ہیں۔ مقررہ تاریخ پر اسٹیج سجایا جاتا ہے بہن بھائی کا نکاح پڑھنے والا بھی نقلی ڈاڑھی لگا کر ایک بچہ لایا جاتا ہے۔ دونوں سے کلمے پڑھوائے جاتے ہیں، جہیز کی لاکھوں پر مشتمل اشیاء کی لسٹ پڑھی جاتی ہے کیونکہ یہ تو ڈرامہ ہوتا ہے اس میں فریقین کے والدین بھی بچے ہوتے ہیں جو آپس میں ہنسی خوشی سب قبول کر لیتے ہیں۔ اسی ہنسی خوشی میں بھائی بہن کو قبول کر لیتا ہے اور ایک خود ساختہ کمرے کا دروازہ ڈرامے کے آخر میں بند ہو جاتا ہے اس سے آگے اس عاجز میں بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ جو اس روشن خیالی کا کوئی اثر بھی ان کے والدین پر نہیں ہوتا حتیٰ کہ تقریب کی کرسیوں میں ان بچوں کے والدین بھی مدعو ہوتے ہیں۔ یہ تو ہم ایک اُولیول سسٹم سے تعلق رکھنے والے سکول کا حقیقی واقعہ بتارہے ہیں جو بچے سکولوں میں یہ کردار کریں گے کیا وہ گھروں میں اس سے محفوظ رہیں گے۔ یہ ان تمام مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کو انگلش سکولوں، صلیبی این جی اوز کے اداروں کی بجائے کسی اسلامی سکول میں داخل کروائیں تاکہ بچہ کم از کم ماں، باپ اور بہن، بھائی کا تقدس تو سیکھ سکے۔ اس واقعے پر مجھے رائیونڈ میں ایک تبلیغی جماعت کی کارگزاری یاد آگئی جو کہ نائن الیون کے وقت امریکا میں کافی مشکلات کے بعد پاکستان پہنچی میں خصوصی طور پر اس جماعت سے ملا اور ان کی کارگزاریوں میں ایک بات اب تک عرصہ آٹھ سال گزرنے کے بعد بھی گونج رہی ہے۔ جس کے

الفاظ کچھ یوں تھے کہ "امریکی شہریت رکھنے والے مسلمان وہاں کے مخلوط ماحول سے بہت تنگ ہیں۔ کیونکہ اس معاشرے میں رشتوں کی کوئی تمیز نہیں ہوتی کئی مسلمان جو کہ بظاہر دین دار ہیں اور مسجد میں نمازیں بھی ادا کرتے ہیں۔ اگر کوئی جماعت جائے تو اس کی بات بھی سنتے ہیں بلکہ ان کے پاس کوئی بھی اسلامی تنظیم بات کرنے جائے تو ان کو توجہ سے سنتے ہیں۔ کئی امریکی مسلمان امریکی قانون کی وجہ سے اپنی بیٹی کو نہیں پوچھ سکتے کہ تو نے دن اور رات کہاں گزاری بلکہ ان کے گھر میں کسی بیٹی کا دوست آجائے تو اس لڑکے کو بھی لڑکی والدین سے ملانے کے بعد سیدھا اپنے کمرے میں لے جاتی ہے۔ اور کئی امریکی مسلمان اس بات پر شکر ادا کرتے ہیں کہ ہماری بیٹی اگر گھر سے باہر رات گزارے تو کم از کم کسی مسلمان کے ساتھ نہ کہ وہ کسی غیر مسلم کے ساتھ اپنی رات گزارے۔ نہایت ہی دکھ افسوس کا مقام ہے یہ کوئی من گھڑت بات نہیں اور میں حلفاً اپنے کانوں سے یہ الفاظ سن چکا ہوں اور اس کارگزاری کو بیان کرنے والا زار و قطار رونے کے ساتھ ہمیں بھی رُلا بیٹھا"۔

انگریز نے جب سے اس خطے میں قدم رکھا وہ ہمیں جدید نظامِ تعلیم کا تحفہ لارڈ میکالے کا نظامِ تعلیم دے چکا۔ خود لارڈ میکالے کے الفاظ ہیں "ہم نے مسلمانوں کو ایسا نظامِ تعلیم دے دیاہیکہ بظاہر مسلمان اندر سے عیسائی بنا دیا ہے"۔ اور مسلمانوں پر اپنی دہشت گردی مسلط کی تو اس کے نتیجے میں یہ جنگیں خون خرابے، مسلمانوں کی عزتیں پامال ہوئی انگریز ہندوستان میں آیا کالا پانی، مالٹا اور جزائر انڈیمان جیسے قید خانے بنے۔ انگریز مخالف مسلمانوں کو ظلم و تشدد سے دبایا جو ان کے خلاف ہوئے ان کو ان کالے پانیوں میں پہنچا دیا گیا۔ انگریز افغانستان میں آیا جنگوں کے آلائم قید خانوں گوانتانامو، شبرغان کی تاریخی جیل، پل چرخی، بگرام، قندھار کی تاریخ دھرا گیا۔ انگریز پاکستان میں آیا۔ تو ڈاکٹر عبدالقدیر جیسے محسن کو سپرد قید کیا گیا۔ پوری مسلم امت کی بیٹی عافیہ صدیقی کو اپنے تین دودھ پیتے بچوں سمیت اپنے وطن کی دھرتی پاکستان سے اُٹھا کر ڈالر کے پجاریوں نے امریکا پہنچا دیا، بلوچستان میں 200 کے لگ بھگ مسلمان بہنوں کو قوم پرستی کے جرم میں غائب کر دیا۔ شمسی ایئر بیس، شہباز ایئر بیس، تربیلا جیکب آباد بالخصوص اسلام آباد ان بلیک واٹریوں نے اپنے ناپاک وجود

سے سیاہ آلود کر دیا۔ ہر طرف دھماکوں کی اک لہر چل پڑی۔ معصوم بے گناہ مسلمان امریکی جنگ کے ایندھن میں بھسم ہو گئے۔ ہیلری کلنٹن ۲۸ اکتوبر کو جونہی پاکستان آئی تو پشاور میں سو سے زیادہ افراد دہشت گردی کے نتیجے میں شہید ہو جاتے ہیں۔ دو سو سے زیادہ افراد ساری عمر کے اپاہج بن گئے۔ کئی عمارتیں زمین بوس ہو گئی ان شہیدوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ دہشت گردی کا عفریت کھل کر سامنے آچکا ہے اس کو پہچانیے یہی ملک پاکستان کے دفاع کے لئے بہتر ہے۔ نہ جانے کسی کالے کرتوت والے کی نظر اس ملک کو لے بیٹھی اللہ تعالیٰ اس ملک سمیت تمام اسلامی دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دے اور خلافت اسلامیہ نصیب فرمائے۔

انگریز عراق میں آئے اور اپنے بلیک میل بلیک واٹر کے ساتھ خوب خونِ مسلم کو بہاتے رہے دو لاکھ عراقی اب تک امریکی بمباری اور فائرنگ سے ابدی نیند سو چکے ہیں۔ ابو غریب جیل، کیمپ کروپر اور بلیک واٹر کے زیر اہتمام ۱۸ جیل خانے مسلمانوں سے آباد ہوئے۔ ہر ذی شعور کو چاہیئے کہ اس پر سوچیں کہ ہمیشہ یہ گورے رنگ کے کالے کتے ہی مسلمان ملکوں پر چڑھ دوڑتے ہیں مسلمان تو کبھی کسی ملک پر حملہ آور نہیں ہوتے ہمیشہ ابتدا تو ان انگریزوں نے ہی کی ہے۔ لیکن صیہونی صلیبی فسادی دنیا کے امن انعام یافتہ بنائے جاتے ہیں یوں بھی جب سے امریکا پر سیاہ فام بلیک رنگت والا صدر آیا ہے بلیک واٹر کی دھوم بھی پوری دنیا میں مچ گئی ہے۔ افسوس صد افسوس کہ امن کا نوبل انعام یافتہ ہی مسلم ممالک پر بمباری کرنے والے اور مسلمان بچوں عورتوں کو شہید کرنے والے کو ملتا ہے گویا انگریزوں نے ثابت کر دیا کہ رنگ چاہے گورا ہو یا کالا لیکن جس کے کالے کرتوت زیادہ ہونگے وہی امن کا داعی ہے۔ اس لئے اگر بروقت ہم کفار و منافقین و مرتدین کی چالوں کو نہ سمجھ سکے تو تمہاری داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں۔

صلیبی کُتے بلیک واٹر

بلیک واٹر کی تخلیق ۱۹۹۷ء میں امریکی ریاست کیرولینا میں عمل میں آئی۔ یہ تنظیم ہر سال چالیس ہزار جنگجوؤں کو تربیت دیتی ہے۔ ایرک پرنس اور کلارک اس کے موجدوں میں شامل تھے۔ ان کی خدمات قتل وغارت، تباہ کاری کرائے پر حاصل کی جاتی ہے۔ یہ نہایت بے حس وسفاک قسم کے لوگ ہیں۔ غالباً امریکہ میں جو بھی ناجائز بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو یہ تنظیم گود لے لیتی ہے اور اس کی پرورش اس انداز میں کی جاتی ہے کہ ان کی شخصیت میں بے حسی کا عنصر کُوٹ کُوٹ کر بھرا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ تمام قسم کے رشتوں سے عاری ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو انسانوں سے جانوروں جیسا سلوک کرنے میں کوئی ندامت پیش نہیں آتی۔ ان کی نہ تو کوئی ماں ہوتی ہے اور نہ ہی باپ بھائی۔ یوں تو امریکی معاشرہ ویسے ہی فحاشی کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس معاشرے میں لڑکا لڑکی کے ناجائز تعلقات کو عیب نہیں سمجھا جاتا اور نہ ہی سرعام سڑکوں، بازاروں میں بوس وکنار وزنا پر پابندی ہے۔ یہاں تک کہ مرد سے مرد، عورت کی عورت سے شادی کو بھی قانونی تحفظ حاصل ہے۔ شاید اسی لئے امریکی حکومت نے فحاشی عام کر رکھی ہے کہ بلیک واٹر میں بھرتی ہونے والوں کی کمی سے بچا جاسکے اور روز بروز ان کی تعداد میں اضافہ ہوسکے تاکہ دوسرے ممالک میں ان کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے باآسانی استعمال کیا جاسکے۔ امریکی اس بات کا بخوبی ادراک رکھتے ہیں کہ اگر ان ممالک میں جہاں ان کو اپنی فوجی طاقت ظاہر نہ کرنی مقصود ہو وہاں پر باقاعدہ آرمی کے استعمال میں اس لئے بھی دشواری ہو کہ اگر ان کی باقاعدہ فوج کو بڑے پیمانے پر نقصان اٹھانا پڑا اور ملک کے اندر شور برپا ہونے کا خدشہ ہو تو اس لئے بھی بلیک واٹر کو استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ ان کے آگے پیچھے رونے والا یا شور مچانے والا کوئی نہیں ہوتا پس اس تناظر میں امریکی اس کا استعمال بہتر سمجھتے ہیں۔ امریکا اور یورپ ممالک کو تو Heaven of Gays یعنی ہم جنس پرستوں کی جنت کہا جاتا ہے اور امریکا میں ہر ایک گھنٹے کے دوران دوسو زنا ہوتے ہیں۔

پوری دنیا میں سب سے زیادہ چھپنے والے اور مشہور امریکی میگزین Time نے تو اپنی ایک سٹوری اور میگزین کا ٹائٹل تک اس لئے خاص کر دیا۔ اس شمارے کے ٹائٹل پر ایک 12 سالہ بچی کی تصویر لگی ہوئی ہے اور انگریزی میں یہ لکھا ہے The Children Having Children یعنی بچے بھی بچے رکھتے ہیں اس بچی کو اس ٹائٹل میں حاملہ دکھایا ہے اور وہ اپنے حاملہ پیٹ کے ساتھ مسکرا رہی ہے۔ وہ بچی بچے کی ولادت کے لئے تیار بیٹھی ہے اس کی ہنسی میں Time میگزین یہ واضح کر رہا ہے کہ یہ بچی اپنی خوشی سے حاملہ ہو رہی ہے کیونکہ امریکہ میں یہ رواج بھی ہے کہ چاہے حرامی بچہ بھی پیدا ہو تو اس پر بھی پورا گھرانہ خوشی مناتا ہے اور بڑے فخر سے امریکی کہتے ہیں۔ ہمارے گھر میں Baby born ہوا ہے۔ یہ تمام باتیں امریکا ہی کا میڈیا بتا رہا ہے۔ بلیک واٹر کے گرگے سول لباس زیب تن کرتے ہیں، کم بولتے ہیں اور زیادہ تر ہتھیاروں کی زبان استعمال کرتے ہیں۔ ان سے زیادہ تر سیاسی نوعیت کے قتل کی وارداتیں سرانجام دی جاتی ہیں۔ جن ممالک میں بلیک واٹر سے خدمات لینی ہوں تو وہاں پر امریکی حکومت متعلقہ حکومت پر دباؤ دھونس اور لالچ کے بل بوتے پر کئی قسم کی سہولیات بھی باہم پہنچاتی ہے میں ان کی رہائش کا انتظام، بغیر ویزہ آنے جانے کی سہولت، جدید آلات کی رسائی، ہتھیاروں کا آزادانہ استعمال وغیرہ شامل ہیں۔

بلیک واٹر کا دجالی صلیبی لوگو:

مخصوص نشان جسے انگریزی میں Logo اور اُردو میں اس کا مطلب معنی ہے دراصل یہ لوگو ہی کسی تنظیم نیٹ ورک اور کمپنی کی اصل شناخت ہوتی ہے۔ آپ کوکا کولا کمپنی کو لے لیجئے جنھوں نے صرف اپنے لوگو کو بنانے کے لئے پوری دُنیا کے اخباروں میں اشتہارات دیے اور کئی ویب سائٹس پر اس کا اعلان کیا کہ جو ڈیزائنر بھی سب سے بہترین لوگو بنائے گا اُسے لاکھوں ڈالر انعام دیا جائے گا۔ اس میدان میں لاکھوں کمپیوٹر ڈیزائنروں نے تیر آزمائے لیکن ایک عیار حرامی نسل امریکی نے اس لوگو کی تخلیق صلیبیانہ انداز میں کی۔ اس بدبخت نے کوکا کولا کے لئے انگلش کا ایک فونٹ استعمال کیا۔

کوکا کولا کسی بھی کوکا کولا بوتل کو آپ لے کر شیشے میں اس لوگو کو رکھ کر پڑھیں تو اس لوگو کا شیشے میں اُردو زبان کا لکھا ہوا یہ پڑھا جائے گا لا محمد لا مکہ (نعوذ باللہ) یہود و نصاریٰ کے نزدیک اصل میں خانہ کعبہ بیت اللہ اور

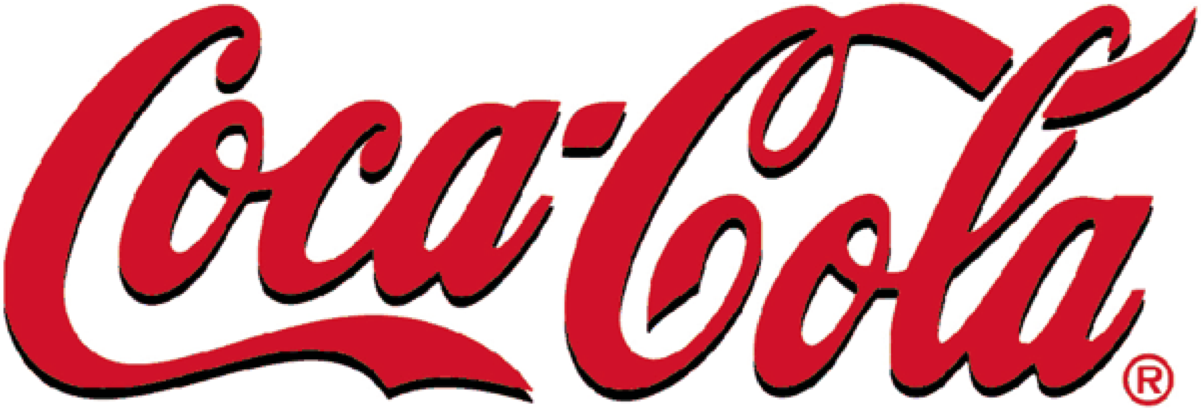

کوکا کولا کمپنی کا انٹرنیشنل لوگو اصل شکل میں

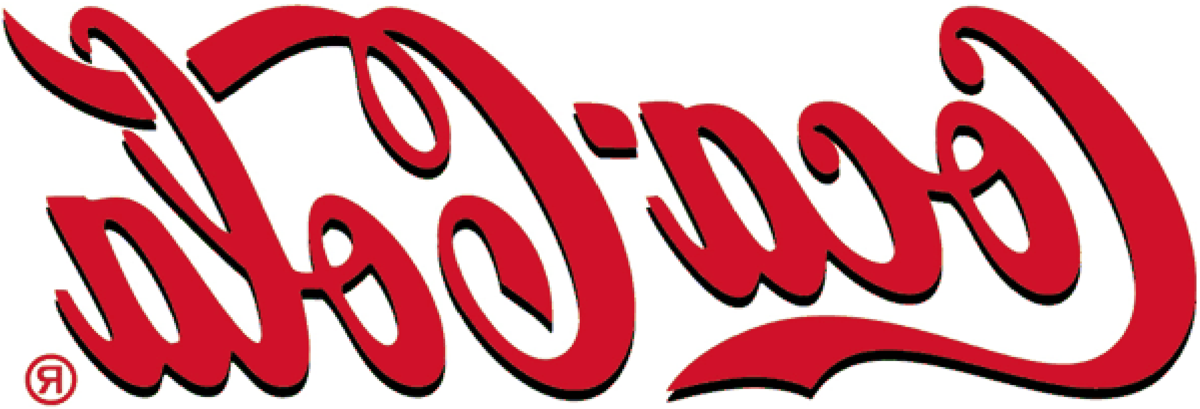

لا محمد لا مکہ (نعوذ باللہ)

کوکا کولا اُلٹی شکل میں صاف پڑھا جا رہا ہے۔

پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی توہین ہی ان کا مشغلہ بن چکا ہے۔ اس لئے امریکا اسرائیل کو مستحکم کر کے قبلہ اول مسجدِ اقصیٰ پر قابض کروا کر دجالی طاقت کے لئے مستقبل میں راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ جس طرح ہر کمپنی نے اپنے لئے ایک لوگو مختص کر رکھا ہے اسی طرح اس تنظیم نے بھی اپنے لئے ایک منفرد لوگو مختص کر رکھا ہے مگر ان کا لوگو عجیب و غریب معنی رکھتا ہے۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو اس پر یورپی دنیا کا نقشہ دکھایا گیا ہے اور جیسے بندوق سے کسی چیز کو ہدف بنایا جائے تو اس پر ایک گول دائرہ ابھر آتا ہے یہ گول دائرہ دنیا کا نقشہ ہے اور اس پر ایک شیطانی پنجہ گاڑ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پوری زمین پر قبضہ ہمارا ہدف ہے۔ اس دائرے پر ایک کراس کا نشان بھی ظاہر کیا گیا ہے جو دراصل صلیب کا نشان ہے جو پوری دنیا کو یہ پیغام دینے کے لئے کافی ہے کہ پوری دنیا پر دجالی صلیبی پنجہ گاڑ کر قبضہ کرنا ہمارا مشن ہے۔ بدنام زمانہ بلیک واٹر کے خونی پنجے جب بری طرح بے گناہوں کے خون میں رنگین ہو کر بدنام ہونا شروع ہوئے جس طرح اس بلیک واٹر نے فلوجہ کو غارت کیا، عراق میں بھی ان کی خدمات حاصل کی گئیں اور جون ۲۰۰۴ء تک جنگی زون میں جنگی جرائم کے ارتکاب کے لئے ان کو تین سو بیس ملین ڈالر سے زائد رقم ادا کی گئی اور اس قدر خونریزی کروائی گئی کہ ہر طرف ان کی بدنامی کا شور برپا ہو گیا تب منصوبہ بندی کے تحت ان کا نام تبدیل کر کے Xe رکھ لیا۔ ایکس کو اس طرح ڈیزائن کیا گیا کہ اس سے صلیب ظاہر ہو اور ساتھ E کا مطلب Earth (زمین) شامل کیا گیا جس سے نتیجہ از خود اخذ کرنا مشکل نہ رہا کہ روئے زمین پر صلیبی دجالی قبضہ عالمی استعماری طاقتوں کے سرخیل امریکہ نے اس ناجائز صلیبی کتوں کے بچوں کو دوسروں کے گلے کاٹنے کے لئے پروان چڑھا رکھا ہے۔ ان کے مخصوص لوگو نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کا مقصد پوری دنیا پر صلیبی پنجہ گاڑ کر اپنی حکمرانی قائم کرنا ہے۔ دجال کے یہ لشکری دراصل دنیا کے تمام وسائل اپنے قبضے میں لے کر دوسری قوموں کو اپنا محتاج بنانا چاہتے ہیں۔ آج کل انہوں نے پاکستان میں اپنے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ اسلام آباد، پشاور، کراچی تک ان کی رسائی ہو چکی

ہے۔ یہ لوگ پاکستان میں اپنے جیسے بے حس لوگوں کو بھرتی کر رہے ہیں اور دجالی لشکر میں اُجرتی قاتلوں کا اضافہ کر رہے ہیں۔ خاص طور پر ایس ایس جی کے ریٹائرڈ کمانڈو بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ اگرچہ حکومت وقت ان کے وجود کی تردید کر رہی ہے مگر یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ بلیک واٹر کمپنی نام نہاد پاکستانی کنٹریکٹرز کے ساتھ کام کرنے کے لئے پشاور پہنچ چکی ہے جس نے پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں متعدد مکانات کرائے پر حاصل کر لئے ہیں۔ پاک فوج کے ایک ریٹائرڈ کیپٹن علی جعفر زیدی کو بلیک واٹر کمپنی کے لئے کنٹریکٹ پر بھرتیاں کر کے افراد مہیا کرنے پر حساس اداروں نے گرفتار کر لیا ہے۔ بلیک واٹر پاکستان کے مختلف چھ بڑے شہروں میں ڈیرے ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے امریکی ماہرین سندھ کے علاقہ سکھر کا دورہ بھی کر چکے ہیں۔ اس دورے کا مقصد ایک مخصوص جگہ کی تلاش تھی جہاں پر مختلف دفاتر قائم کر کے ڈرون حملوں کے لئے شہباز ائیر بیس کو استعمال کرنا اور کراچی جیسے شہر کو بلیک واٹر کا مسکن بنانا ہے۔ پشاور اسمبلی میں بھی بلیک واٹر کے خلاف ایک قرارداد پیش ہوئی مگر حکومت کی کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ امریکی پاکستان کے مختلف علاقوں میں سرگرم ہیں۔ یہ لوگ پورے پاکستان کو اپنے گھیرے میں لینا چاہتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت یہ لوگ پاکستان پر کنٹرول حاصل کر سکیں اور پاکستان کی بھاگ دوڑ سنبھال سکیں۔ وادئ سوات میں جاری کشیدگی بھی امریکی منصوبہ بندی کا حصہ ہے کیونکہ جس طرح حال ہی میں معاہدے کے بعد جنگ شروع کر دی گئی یہ دراصل امریکی سازش کا حصہ تھی جس کا واشنگٹن پوسٹ میں یہ بیان جاری کر کے انکشاف کیا گیا کہ سوات پر حملہ واشنگٹن کے حکم پر کیا گیا۔ ان تمام حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بلیک واٹر کے Logo پر نظریں ٹھہر جاتی ہیں اور دماغ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان بے حس لوگوں کے Logo پر دنیا کے نقشے پر شیطانی پنجہ گاڑنا ایک سوچی سمجھی منصوبہ بندی ہے۔ دراصل صلیب کے پجاری پوری دنیا پر اپنا کنٹرول کر کے خاص طور پر مسلم ممالک کے وسائل کو لوٹنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی عیاشیوں کے سامان با آسانی مہیا ہو سکے اور ان کی اجارہ داری پوری دنیا پر قائم ہو سکے۔ دجالی لشکر کا سرخیل امریکہ اس جنگ میں اپنی پوری توانائی صرف کر رہا ہے۔ پاکستان میں خاص طور پر اس کا نشانہ پشتون علاقے ہیں جن میں وہ خود اور اپنے اتحادیوں کے ذریعے کاروائیاں کر کے پختون کا خون پانی کی طرح بہا رہا ہے اور

پاکستان کے صوبہ سرحد کو مختلف طریقوں سے برباد کر رہا ہے کیونکہ امریکہ اس وقت اپنا سب سے بڑا دشمن پختون کو سمجھ رہا ہے وہ اس لئے کہ پختون قوم سر کٹوانے میں مشہور ہے سر جھکانے میں نہیں۔ اس کا تجربہ امریکہ نے افغانستان میں کر لیا یہ اب وہ صوبہ سرحد کو ہر ممکن طریقہ سے کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس تناظر میں بلیک واٹر آرمی کو جو کہ کرائے کے ٹٹوؤں کے نام سے مشہور ہے دھڑا دھڑ پشاور شہر میں آباد کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے شہر میں پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کا سودا بھی کر رکھا ہے تا کہ ان صلیبی کتوں کو ہر سہولت میسر آسکے۔ یاد رہے کہ پرل کانٹی نینٹل ہوٹل اور میرٹ ہوٹل اسلام آباد کے مالک ہاشوانی کے نیویارک ہوٹل میں آصف علی زرداری بھی حصہ دار ہیں۔ بلیک واٹر کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کے لئے جب امریکہ کو کسی سیاسی جماعت کی ضرورت پڑی تو سندھ کی سطح پر ان کی چاکری کرنے کے لئے ایم کیو ایم سب سے پہلے آگے ہوگی جس کو امریکہ نے اپنے لے پالک بچے کی طرح گود لے لیا ہے کیونکہ بلیک واٹر اور ایم کیو ایم میں کوئی فرق نہیں۔ ان کے غنڈے بھی نہایت بے رحم قاتل ہیں جس کی وجہ سے وہ کراچی پر راج کرتے ہیں۔ قتل و غارت گری، بھتہ خوری، بوری بند لاشیں، قبضہ گروپ اس جماعت کو زندہ رکھے ہوئے ہے اب امریکی ڈالروں سے اس کی اور زیادہ چاندی ہوگئی۔ موجودہ حالات میں حکومت وقت امریکہ کی وجہ سے ایم کیو ایم سے خائف ہے۔ حکومت صوبہ سرحد میں آپریشن پر آپریشن کر رہی ہے مگر معصوم لوگوں کے قاتل ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن سے گریزاں ہیں وہ اس لئے کہ ان لوگوں کو امریکی حمایت حاصل ہے اور ان کے کارکن بڑی تعداد میں بلیک واٹر کا حصہ بنتے جا رہے ہیں بلکہ یہ کہنا قرین حقیقت ہوگا کہ ایم کیو ایم پاکستانی بلیک واٹر ہیں۔ امریکہ ہر اس تنظیم جماعت کو کیچ کر رہی ہے جو پاکستانی مفاد کے خلاف کام کرتی ہے۔ وادی سوات میں جاری کشیدگی بھی اس کا شاخسانہ ہے کیونکہ صلیبی دجالی لشکر پاکستان کے اندر آغا خانی ریاست قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس میں وادی سوات کو سنیوں سے پاک کر کے اس ریاست میں ضم کرنے کا ارادہ ہے مگر صوبہ سرحد کے بہادر عوام سینہ سپر ہو کر ان امریکی منصوبوں کو خاک میں ملانے کا عزم رکھتے ہیں۔ آغا خانی ریاست میں بھی بلیک واٹر کے اڈے قائم کئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیانی فرقہ کو بھی پھلنے پھولنے کا بھرپور موقع دیا جا رہا ہے۔ نجی ٹی وی چینل

کی اینکرز اور دفاعی تجزیہ نگار ثناء اعجازی اپنے ایک انٹرویو میں بتاتی ہیں۔ کراچی میں حکومت کی ایک اہم اتحادی جماعت کے ساتھ کئی مہینوں سے بلیک واٹر کی میٹنگ ہو رہی ہیں۔ کراچی کے پوش علاقوں میں بلیک واٹر کے لئے کئی گھر کروڑوں ڈالروں کے عوض لئے جا چکے ہیں اور ایم کیو ایم کے قائد اور پاکستانی حکومت کو مطلوب دہشت گرد ہے جو کہ اس سرزمین پر قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ لندن میں بیٹھے بیٹھے بیان بازی کرتا ہے کہ قادیانیوں کو بھی تبلیغ کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے اگر ہماری حکومت آئی تو ہم ان کو عبادت گاہیں بنانے کی اجازت بھی دیں گے۔ یوں لگتا ہے کہ مبینہ طور پر الطاف حسین شراب کے کالے گلاس میں اپنی کالی شکل دیکھ کر اور یہ گلاس اپنے اندھیروں میں ڈوبے جسم میں انڈیلنے کے بعد اگر اپنی کالی زبان استعمال کرتا ہے تو اس سے اپنی سیاہ تاریخ کے سیاہ کارناموں میں اضافہ کر رہا ہے۔ اس تناظر میں آگے چل کر بحث کریں گے اور قارئین کو حقائق سے روشناس کریں گے۔

مستقبل میں اس دجالی لشکر کے مقاصد بہر طور پر پاکستانی ریاست کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے مگر حکومتی خاموشی کیا معنی رکھتے ہے اس راز سے پردہ اٹھانا از حد ضروری ہے۔ وہ کون سی طاقت ہے جس نے ان کے لبوں پر چُپ کی مہر لگادی ہے۔ فی الحال تو سمجھ میں اتنا آرہا ہے کہ یہ امریکی ڈالروں کی چمک کا کرشمہ ہے جس سے امریکی بہی خواہوں کی آنکھیں بند ہو چکی ہیں جن سے پردہ کب اٹھے گا اور ان کو ملکی مفاد نظر آئے گا۔

پاکستان میں بلیک واٹر کی سرگرمیاں

قارئین پہلے بھی پڑھ چکے ہیں کہ امریکہ کی باقاعدہ فوج کے متوازی پرائیوٹ فوج کی بنیاد ایک کھرب پتی امریکی بنیاد پرست عیسائی ایرک پرنس نے شمالی کیرولینا میں ۱۹۹۶ء میں رکھی اور اسی بلیک واٹر کا نام دیا۔ اس کے لئے ۲۰۰۰ ایکڑ پر پھیلے وسیع و عریض خطے پر سیکورٹی ایجنسی کے نام پر ٹریننگ کا بندوبست کیا گیا ہے۔ شروع میں اس کا نام بلیک واٹر یو ایس ای رکھا گیا جو ۲۰۰۷ء میں بدل کر بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ کر دیا گیا۔ ۱۳ فروری ۲۰۰۹ء کو اس کا نام Xe کے طور پر سامنے آیا۔ اس کمپنی کی آمدن کا انحصار سرکاری ٹھیکوں پر ہے۔ ایرک پرنس کے سابق امریکی نائب صدر ڈک چینی، وزیر دفاع رمز فیلڈ جیسے بڑے لوگوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے عراق میں سیکورٹی کا ٹھیکہ بھی اسی کمپنی کو ملا جہاں کی سیکورٹی کے بجٹ کا دو تہائی حصہ اسی کو حاصل ہے۔ بلیک واٹر کی حرکات کا نوٹس محب وطن عراقیوں نیا اس طرح سے لیا کہ ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو فلوجہ میں اس کے تین کارندوں کو قتل کر کے ان کی لاشیں پل پر لٹکا دی گئیں۔ اسی ایک واقعہ کی وجہ سے بلیک واٹر کا نام دنیا بھر میں جانا جانے لگا۔ ویسے اس سے بہت عرصہ پہلے سے ہی جارجیا میں امریکی مفادات کی نگرانی کے لئے امریکی حکومت نے اسی کا انتخاب کیا تھا۔

سرحد کے گورنر جناب اویس غنی نے ۱۵ جون کو پریس کے سامنے یہ انکشاف کیا کہ ستمبر ۲۰۰۸ء تک پاکستان میں ۱۵۰۰۰ ہزار اجرتی قاتلوں کی بھرتی کی جا چکی تھی۔ انہیں ۸۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ روپے تک ماہانہ تنخواہ، مفت کھانا، ڈیزل، جدید اسلحہ اور 4x4 گاڑیاں فراہم کر کے ملک بھر میں تخریب کاری کے لئے تیار کیا گیا۔ اتنے سارے لوگوں کے لئے مستقل بنیادوں پر تنخواہوں کی ادائیگی، کھانے پینے اور دوسری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک بہت بڑے منظم

ادارے کی ضرورت ہے۔ یہ کام کسی قبائلی سردار یا طالبان کے کسی گروہ کی اہلیت اور دسترس میں نہیں ہو سکتا۔ ایسے منظم ادارے جو اس طرح وسیع پیمانے پر مصروف کار ہوں کسی طرح بھی زیادہ دیر تک گمنامی میں نہیں رہ سکتے۔ وہ حکومتی پناہ اہلکاروں کو خوف یا لالچ دے کر حاصل کرتے ہیں۔

پاکستان سے نیٹو کے لئے گزرنے والی سپلائی کے سینکڑوں کنٹینروں اور ٹینکروں میں بھی ان ہی تخریب کاروں کے لئے اسلحہ، ایندھن اور دوسرا سامان آتا ہو گا۔ ان کنٹینروں میں گاہے بگاہے اسلحہ اور دوسرا سامانِ جنگ بلیک واٹر کے تخریب کاروں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ سوات، مینگورہ، مالاکنڈ، دیر، شمالی جنوبی وزیرستان اور اب اسلام آباد اور لاہور میں ہونے والی تخریب کاری کے بڑے بڑے واقعات کی پیچھے ایسے ہی منظم گروہ کی نشاندہی ہوتی ہے جسے وسائل کی کوئی کمی نہیں ہے۔

۲۰۰۲ء سے گمشدہ لوگوں کی تلاش میں سرگرداں ان کے عزیز و اقارب کے پیچھے ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت حساس ایجنسیوں کو لگا دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ عدلیہ کی آزادی کا مسئلہ منسلک کر کے تفتیش کا رخ بھی بڑی کامیابی کے ساتھ پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں کی طرف موڑ دیا گیا ہے۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ ۹/۱۱ کے کچھ ہی عرصہ بعد بڑی بڑی تنخواہوں پر فوج کے ریٹائرڈ افسروں کی جو بھرتیاں امریکیوں نے کی تھیں ان میں نظریاتی لوگوں کے جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم ڈالروں کی لالچ اور شراب کی کشش کے سامنے ڈھیر ہونے والوں کی تلاش میں انہیں چنداں دشواری نہیں ہوئی ہو گی۔ یہی وہ ناعاقبت اندیش لوگ تھے جو مشرف کے دورِ حکومت میں کالے شیشوں والی بڑی بڑی امریکی گاڑیوں میں بیٹھے گوروں کے آگے آگے بڑی مرسڈیز کاروں میں بیٹھے ان کے لئے راستہ بنواتے اور ان کے کرائے کے محافظ بنے نظر آتے تھے۔ گمشدہ لوگوں کے بارے میں جو خبریں منظر عام پر آئی ہیں ان میں رات کے پچھلے پہر ایسے ہی لوگوں کی نشاندہی کی گئی تھی اس لئے گمان غالب ہے کہ ان افراد کو بھی اسی امریکی کمپنی نے ہمارے ہی ریٹائرڈ افسروں کی مدد سے اٹھوایا ہو گا

جن کے سامنے مقامی پولیس کو دم مارنے کی بھی جرأت نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک حکومت ایسے سینکڑوں لوگوں کی بازیابی نہیں کرا سکی۔ انکا سراغ سرکاری فائلوں میں بھی نہیں مل سکا۔

اسلام آباد کے میریٹ ہوٹل اور حال ہی میں پشاور کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں بلیک واٹر کے اہلکاروں کی ہلاکت بھی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ ادارہ ہمارے ملک میں تخریبی کاروائیوں میں سرگرم عمل ہے۔ ڈالروں کے بدلے بڑے ہوٹلوں کے مالکان نے پاکستان میں ان کے قیام کو آرام دہ پناہ گاہیں بنا کر ان کے کام کو آسان کر دیا ہے جبکہ ان کی وجہ سے ہوٹلوں کے دوسرے گاہکوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ گئی ہیں۔ یاد رہے کہ آصف علی زرداری کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ملک کے صدر بننے سے قبل ہی میریٹ اور پرل کانٹی نینٹل کے مالک ہاشوانی کے نیویارک کے ایک ہوٹل میں حصہ دار ہیں۔ پشاور کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کی دو منزلوں پر بلیک واٹر نے اپنے ڈیرے ڈال رکھے تھے اور اس عمارت کیارد گردان کی حفاظت کے لئے ایک اونچی اور مضبوط حفاظتی دیوار کھڑی کرنے کا پروگرام ترتیب دیا جا چکا تھا کہ ۹ جون کا حادثہ ہو گیا جس میں ہوٹل کی بیشتر عمارت تباہ ہو گئی۔ اسی ہوٹل کی بلیک واٹر کو فروخت کی خبریں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ وہ پاکستان میں مستقل بنیادوں پر قیام کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ کسی طرح بھی ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ عراق کے بعد افغانستان اور اب پاکستان میں نام نہاد القاعدہ کے ملوث ہونے کی خبروں اور کاروائیوں کے پیچھے جنگی سماں جاری رکھنے کے لئے بلیک واٹر کا اس کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ پاکستان میں بلیک واٹر گذشتہ سال سے نمایاں ہوئی ہے۔ پشاور میں اس کا باقاعدہ دفتر کھلنے کی خبروں اور اغوا برائے تاوان کے حوالے سے وہاں کے شرفاء سہمے ہوئے ہیں اور دوسرے صوبوں سے اپنے دوستوں کو پشاور آنے سے ایک عرصہ سے منع کر رہے ہیں۔ ایک غیر ملکی کمپنی کے خوف سے ایک صوبے کو یرغمال بنا کر دوسرے صوبوں میں تخریب کاری کے اس گھناؤنے کھیل کو جتنی بھی جلدی ہو سکے ختم کیا جانا ضروری ہے۔ دہشت گردی کے اس پنپتے ہوئے درخت کو جڑ سے اکھاڑنے کی ضرورت ہے۔ سپلائی کے کٹ جانے سے اس

کی شاخیں اور پتے خود بخود خشک ہو کر نیچے آ گریں گے۔

حکومت کو پاکستان میں بلیک واٹر کی سرگرمیوں پر مکمل پابندی لگا کر اس سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو قرار واقعی سزا دے کر ملک سے دہشت گردی کے اس امریکی ناسور کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہیے۔ بلیک واٹر کی ملک بدری سے انشاءاللہ پاکستان میں دہشت گردی رک جائے گی۔ اس سلسلہ میں کوئی بھی تاخیر ناقابل فہم ہو گی۔ دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنے ہی ملک میں لاکھوں لوگوں کو بے گھر کرنے اور بے گناہ عوام کی زندگیوں سے کھیلنے سے کہیں بہتر ہے کہ ایک بلیک واٹر پر توجہ مرکوز کر کے اس سے نجات حاصل کی جائے۔ اس سلسلے میں کسی سفارتی دباؤ کو قبول کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ بلیک واٹر بظاہر ایک کمپنی ہی تو ہے اور ایک خود مختار ملک کے قوانین میں اتنی گنجائش بہرحال ہوتی ہے کہ وہ ایک غیر ملکی کمپنی کا بوریا بستر لپیٹ سکے۔ یہ کام اس وقت اور بھی آسان ہو جانا چاہیئے جب ایسی کمپنی ملک کے اندر تخریب کاری میں ملوث پائی جائے۔

حقوق انسانی کی بین الاقوامی تنظیمیں کیا اندھی ہیں کہ بدنام زمانہ بلیک واٹر کی سرگرمیاں انہیں نظر ہی نہیں آتیں؟ روس اور چین جیسے امریکی اثر ورسوخ سے باہر ممالک اقوامِ متحدہ سے پاکستانی جہادی تنظیموں پر پابندی لگوانے کی بجائے بلیک واٹر اور اس کے سرپرستوں پر پابندی کیوں نہیں لگواتے؟ حکومت پاکستان کو دوست ممالک اور انسانیت کے علمبردار ممالک سے رابطہ کر کے بلیک واٹر کو ختم کرانا چاہیئے تاکہ دنیا میں امن اور سکون کی فضا پیدا کی جا سکے۔

اسلام آباد، پشاور، تربیلا میں پراسرار سرگرمیاں

بدنام زمانہ بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ (Black Water World Wide) یا Xe زی کے غنڈے پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں۔ اسی طرح پشاور، کوہاٹ، تربیلا اور بعض خبری ذرائع کے مطابق کراچی سمیت دیگر کئی شہروں اور حساس علاقوں میں ان کی موجودگی اور پراسرار سرگرمیوں کی اطلاعات ایک تسلسل سے آرہی ہیں۔ بعض باخبر حلقے دعویٰ کرتے ہیں کہ پاکستان میں اب تک ہونے والی دہشت گردی کی وارداتوں میں بلیک واٹر تنظیم اور امریکی خفیہ ایجنسیاں جو پاکستان میں موجود ہیں کہ افراد ہی ملوث تھے۔ ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ اسلام آباد میں بلیک واٹر کے اہلکاروں کے لئے ۲۵۰ سے زائد مکانات انتہائی اہم اور حساس علاقوں میں حاصل کئے جاچکے ہیں اور ان حساس علاقوں میں وہ علاقہ بھی شامل ہے جہاں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا گھر واقع ہے۔ بلیک واٹر کی موجودگی کی اطلاعات گذشتہ تین ماہ سے آرہی ہیں لیکن ہمارے وزیراعظم، وزیرداخلہ سمیت دیگر تمام اعلیٰ حکومتی عہدیداران ان افراد کی موجودگی اور ان کی قابل اعتراض سرگرمیوں سے لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ معاصر جریدہ ہفت روزہ ندائے ملت اس حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ”اخباری اطلاعات کے مطابق گذشتہ دنوں وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی نے کراچی کے وزیراعلیٰ ہاؤس میں صوبائی کابینہ کے اجلاس کے بعد ایک پریس کانفرنس میں دیگر سیاسی اور ملکی معاملات پر بات چیت کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ بلیک واٹر کی پاکستان میں کوئی سرگرمیاں نہیں، باتیں ڈس انفارمیشن ہیں۔ پاکستان میں جمہوریت کے لئے بہت قربانیاں دی گئی ہیں۔ سیاسی قیادت پر یہ بڑی ذمہ داری عائد

ہوتی ہے کہ وہ جمہوریت کو کامیاب کریں اور جمہوریت ضرور کامیاب ہو گی۔ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات و امور کشمیر و شمالی علاقہ جات قمر الزمان کائرہ نے اسلام آباد میں وقت نیوز چینل کے پروگرام ”بروقت“ میں دیگر سیاسی معاملات پر اظہارِ رائے کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بلیک واٹر کا ملک میں نہ کوئی وجود ہے اور نہ اسے کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

جس وقت وزیر اعظم صاحب نے یہ بیان دیا انہی دِنوں سابق سکیورٹی انچارج برائے فاٹا بریگیڈئیر (ر) محمود شاہ کا یہ کہنا تھا کہ بلیک واٹر اور ڈائنا کور کو ملک سے نہ نکالا گیا تو نقصان ہو گا۔ دوسری جانب آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل نے ایک معاصر روزنامے کو انٹرویو دیتے ہوئے بلیک واٹر کے حوالے سے حکومتی مؤقف کے بارے میں کہا کہ حکومت غلط بیانی سے کام لے رہی ہے، معاہدے ہوئے ہیں اور وہ (بلیک واٹر) ان معاہدوں کے تحت یہاں آپریٹ کر رہے ہیں۔ یہ معاہدے این آر او کا حصہ ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو این آر او کو قومی اسمبلی میں کیوں نہیں لے کر گئے۔ اگر پارلیمنٹ اپنا کردار ادا کرے تو یہ ساری چیزیں درست ہو سکتی ہیں۔ امریکی پاکستان میں بہت خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں اور وہ ہمارے ایٹمی اثاثے چرانے کی مشقیں بھی کر چکے ہیں۔

ان انکشافات کے بعد بلیک واٹر کے حوالے سے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے بیان کو یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ یا تو انہیں بالکل ان باتوں سے الگ رکھا گیا ہے یا پھر وہ

”تجاہل عارفانہ“ سے کام لے رہے ہیں۔ دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی بات ہو قوم کے لئے خاصی تشویش کا پہلو رکھتی ہے کہ ایک ایسی بدنام زمانہ تنظیم جس نے پشاور اور اسلام آباد جیسے اہم شہروں میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں پاکستانی عوام اور سکیورٹی اہلکاروں کی تذلیل کرتی ہو اور تو اور بعض مغربی سفارتخانوں کی سکیورٹی کی آڑ میں ان عمارتوں کے سامنے بڑی بڑی شاہراہوں کو پاکستان کے لئے ”نوگو ایریا“ بنا چکی ہو ان کے بارے میں ہمارے وزیراعظم صاحب اور وفاقی وزیر اطلاعات یہ فرمائیں کہ ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں، سمجھ سے بالاتر ہے۔

کچھ عرصہ قبل بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ یہ بات حکومتی ذرائع پھیلاتے رہے کہ اسلام آباد پر طالبان قبضہ جما سکتے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طالبان کی آڑ میں کوئی اور اسلام آباد پر مسلط کیا جا چکا ہے“

(بحوالہ ہفت روزہ ندائے ملت لاہور ۱۰ تا ۱۶ ستمبر ۲۰۰۹ء)

بلیک واٹر کے دہشت گرد سکواڈ

ایک معروف دہشت گرد تنظیم کے افراد کا پاکستان کے دارالحکومت سمیت دیگر کئی حساس علاقوں بالخصوص شمالی علاقہ جات اور جنوبی وشمالی وزیرستان کے اطراف تک ان کی رسائی یا موجودگی کیا پاکستان کی سالمیت کو درپیش خطرات کا کھلا ثبوت نہیں ہے؟ کیا یہ لوگ حکومتی رٹ کو چیلنج نہیں کر رہے؟ ۱۸ ستمبر کے اخبارات میں شائع ہونے والی ایک خبر میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکی پاکستان کے مختلف شہروں میں بڑے پیمانے پر زمینیں خرید رہے ہیں۔ خبر ملاحظہ ہو:

> ”اسلام آباد، ڈیرہ غازی خان، پشاور، خوشاب سمیت بعض اہم مقامات پر امریکیوں کی جانب زمینوں کی خریداری کے عمل اور بعض پراسرار سرگرمیوں پر بعض ذمہ دار اداروں نے شدید تحفظات ظاہر کئے ہیں اور حکومت کو اپنی رپورٹس میں اس عمل کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے اور باور کرایا ہے کہ مذکورہ مقامات ہماری نیوکلیئر صلاحیت سمیت بعض حساس معاملات کے حوالے سے اہم ہیں لہذا یہ دیکھنا چاہئے کہ امریکیوں نے زمینوں کی خریداری کے عمل کی کیسے، کن کی اجازت سے اور کن مقاصد کے لئے شروع کیا ہے کیونکہ یہ امر اور عمل کسی طرح بھی ہماری آزادی، خودمختاری اور دفاعی تقاضوں کے حوالے سے درست نہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض اداروں کی جانب سے پیش کئے جانے والے تحفظات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امریکیوں کی جانب سے زمینوں کی خریداری کے عمل میں تعمیراتی سرگرمیوں کے ساتھ بعض ایسے حساس

آلات بھی لائے جا رہے ہیں جن کی کسی طور پر بھی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ ذمہ دار ذرائع کے مطابق امریکیوں کی جانب سے پاکستان میں زمینوں کی خریداری کے عمل کا بعض ادارے سنجیدگی سے جائزہ لے رہے ہیں اور حکومت کو اس سے مسلسل آگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ دوسری جانب مسلح افواج کے سابق چیف ”ریٹائرڈ جنرل مرزا اسلم بیگ“ نے کہا ہے کہ زمینوں کی خریداری کے عمل سے پراسرار سرگرمیوں تک یہ سارا وہ عمل ہے جس کے بارے میں رچرڈ ہالبروک نے کچھ روز قبل یہ کہتے ہوئے اطمینان ظاہر کیا تھا کہ ہمارے معاملات مشرف حکومت سے بھی زیادہ احسن انداز میں اس حکومت سے چل رہے ہیں اور جو آسانیاں اور سہولتیں ہمیں ماضی میں حاصل رہیں وہ اور بہتر انداز میں مہیا رہیں گی۔ جنرل اسلم بیگ نے مزید کہا کہ امریکیوں کے مقاصد کیا ہیں؟ وہ جو کرنا چاہ رہے ہیں وہ ڈھکا چھپا نہیں۔ بد قسمتی سے حکومتی ذمہ دار اداروں اور عوام کے اندر تشویش موجود ہے جبکہ حکومت نے پراسرار خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کم از کم حکومت اور حکومتی اداروں کو یہ تو دیکھنا چاہیئے کہ زمینوں کی خریداری کے عمل میں فرنٹ مین کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہر آنے والا دن ملکی آزادی و خودمختاری کے حوالے سے نئے خدشات لے کر آ رہا ہے لیکن ہم آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں ورنہ ”روات“ میں قائم ٹریننگ سنٹر سے ہی ہمیں پتہ چل جانا چاہیئے کہ یہ سارا کھیل کیونکر ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس سارے خوفناک کھیل پر پارلیمنٹ کے اندر بات ہونی چاہیئے اور یہ ”ڈیلوں کے کھیل“ قوم کے سامنے بے نقاب ہونے چاہئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ گلگت، بلتستان کی خودمختاری اور اب

> بلتستان کے مشرق جانب سو سوا سو کلو میٹر پر ایک نئے اڈے کی تشکیل اور یہاں ہیلی کاپٹر کی پروازیں کیوں ہیں؟ اس پر بھی بات ہونی چاہئے کیونکہ اس کے ساتھ ”چین کا نیوکلیئر زون“ ہے اور یہ آنے والے وقت میں پاکستان اور چین کے تعلقات پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پر اسرار سرگرمیاں، پر اسرار پروازیں اور پر اسرار اڈے ہماری آزادی و خود مختاری کے لئے سوالیہ نشان ہیں۔ آج اگر ہم نے اس پر خاموشی اختیار کئے رکھی تو کل ہم کچھ بولنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے“۔
>
> (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۸۱ ستمبر ۲۰۰۹ء)

اسلام آباد اور پشاور سے موصولہ اطلاعات کے مطابق سینکڑوں لوگ بلیک واٹر کے ہاتھوں تنگ آنے کی شکایات کر چکے ہیں۔ یہ بات سرحد کی صوبائی حکومت کے نوٹس میں بھی لائی جا چکی ہے لیکن امریکی دباؤ اور خوف کے تحت حکومتی ذمہ داران کے خلاف کسی قسم کی کاروائی تو درکنار اس پر دبے لفظوں میں احتجاج کرنے سے بھی عاجز نظر آتے ہیں جبکہ وفاقی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کا رویہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ وہ ”بلیک واٹر“ کے دہشت گردوں کی پاکستان موجودگی سے انکار یا تصدیق کرنے سے بھی گریزاں ہیں۔ پرائیوٹ ٹی وی چینلوں کے مختلف پروگراموں میں ڈاکٹر شیریں مزاری، لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل، تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اور مسلم لیگ (ن) کے عہدیداروں سمیت دیگر کئی اہم سیاسی رہنما اس بات پر حکومتی عہدیداروں کی توجہ مبذول کرا چکے ہیں کہ ”بلیک واٹر“ Xe کے افراد پاکستان میں موجود ہیں اور ان کی تعداد ۳۰۰ کے لگ بھگ ہو چکی ہے۔ اسلام آباد، تربیلا، کوہاٹ، پشاور اور بعض اطلاعات کے مطابق کراچی تک ان کا دائرہ کار پھیل چکا ہے۔ بالخصوص تربیلا میں ان کے مراکز قائم ہونے کے حوالے سے ڈاکٹر شیریں مزاری اپنے متعدد کالموں میں تذکرہ کر چکی ہیں۔

ڈاکٹر شیریں مزاری کے مطابق چکلالہ ائیر بیس پر امریکی کمانڈوز کی آمد خفیہ طور پر جاری ہے۔ یہ سلسلہ کراچی میں بھی شروع ہو چکا ہے، بغیر پاکستانی ویزے اور دیگر قانونی کاروائیوں سے مستثنیٰ انہیں پاکستان میں داخلے کی اجازت ہے اور یہ لوگ کسی کو جوابدہ بھی نہیں ہیں اور ان کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ یہ لوگ اپنے مخصوص لباس اور انداز کے ساتھ رہتے ہیں۔ ڈاکٹر شیریں مزاری کے بقول بلیک واٹر یا امریکی فوج کے مسلح اہلکاروں کی پاکستان میں موجودگی اور ان کی پراسرار سرگرمیوں پر ہمارے پڑوسی ملک اور دیرینہ آزمودہ دوست "چین" کو بھی شدید تحفظات ہیں۔ چین کے سفیر نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کر کے اس کا برملا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ چین اس صورتحال کا بغور جائزہ لے رہا ہے اور ہم نے اپنے تحفظات سے حکومت کو بھی آگاہ کر دیا ہے۔ جس پر وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے کہا تھا کہ ہم چین کے تحفظات دور کر دیں گے، تشویش کی کوئی بات نہیں ہے۔ حمید گل نے آج نیوز کے پروگرام میں " ندیم ملک " سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلیک واٹر کے لوگ امریکی سفارتخانے کے تعاون سے پاکستان میں بھرتیاں کر رہے ہیں اور پاک فوج کے ریٹائرڈ ایس ایس جی (SSG) کمانڈوز کو خاص طور پر بھرتی کیا جا رہا ہے۔ تاہم حکومتی ذمہ داران نے اس واقعہ کی تردید کر دی تھی لیکن ۱۴ ستمبر ۲۰۰۹ء کو ہی پرائیوٹ چینل "آج نیوز" نے یہ خبر دی کہ بلیک واٹر کمپنی پاکستانی کنٹریکٹرز کے ساتھ کام کرنے کے لئے پشاور پہنچ گئی ہے۔ بعدازاں یہ خبر بھی آگئی کہ پاک فوج کے ایک ریٹائرڈ کیپٹن علی جعفر زیدی کو بلیک واٹر کے لئے کنٹریکٹ پر بھرتیاں کر کے افراد مہیا کرنے پر حساس اداروں نے گرفتار کر لیا ہے۔ ذرائع نے یہ اطلاع بھی دی تھی کہ کیپٹن زیدی ۲۰۰ سے زائد افراد کو کنٹریکٹ پر بھرتی کر کے بلیک واٹر کمپنی کو فراہم کر چکا ہے۔

بلیک واٹر کے پاکستانی ایجنٹ کیپٹن زیدی۔

> "تھانہ کوہسار پولیس نے ۱۹ ستمبر ہفتہ کی صبح اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے اور دیگر امریکی دفاتر سے منسلک سکیورٹی فرم "انٹر رسک" کے مالک علی جعفر زیدی کے گھر پر

چھاپہ مار کر وہاں سے بڑی تعداد میں غیر ملکی اسلحہ برآمد کر لیا اور دو افراد گرفتار کر لئے گئے جبکہ اس حوالہ سے امریکی سفارتخانے کے ترجمان کا کہنا تھا کہ ہم نے اس فرم کی خدمات مستعار لیتے وقت حکومت پاکستان کو مطلع کر دیا تھا۔ ذرائع کے مطابق "انٹر رسک" سکیورٹی ایجنسی نے اسلام آباد کے نواح میں تربیتی مرکز قائم کر رکھا ہے"۔ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۱ ستمبر ۲۰۰۹ء)

مندرجہ بالا خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار لکھتا ہے کہ

"امریکہ جس سرعت کے ساتھ ہماری سرزمین پر اپنے پر پھیلا رہا ہے اس سے شہریوں کی جان و مال کو ہی نہیں بلکہ ملک کی سلامتی کو بھی خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ بلیک واٹر نامی ایجنسی کی وطن عزیز میں موجودگی اور سرگرمیاں زبان زد و عام ہیں جس کے بارے میں کم و بیش ہر حلقے میں ہی رائے زنی ہو رہی ہے کہ بلیک واٹر کو ہماری ایٹمی تنصیبات کو ناکارہ بنانے کا مشن سونپا گیا ہے جس کے لئے اس نے اسلام آباد کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا کر یہاں مستقبل ڈیرے جمانے کی نیت سے بیسیوں مکان بھی کرائے پر حاصل کر لئے ہیں اور اپنی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے مقامی باشندوں کی پرکشش تنخواہوں پر بھرتیوں کا سلسلہ بھی شروع کیا ہوا ہے۔ اب "انٹر رسک" سکیورٹی ایجنسی کے مالک کے گھر سے کثیر تعداد میں غیر ملکی اسلحہ کی برآمدگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہماری گردن ناپنے کے لئے دشمن ہمارے گھر تک پہنچ چکا ہے۔ اس صورتحال میں حکومت کو ہماری سلامتی کے منافی کسی امریکی کاروائی پر رسمی

احتجاج نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اسلام آباد اور ملک کے دیگر شہروں میں مقیم امریکی باشندوں کی کڑی نگرانی کرنی چاہیئے اور امریکی سفارتخانے کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھنی چاہیئے۔ اگر امریکی سفارتخانہ کے ذرائع علی جعفر زیدی کی کمپنی ”انٹر رسک سکیورٹی ایجنسی“ کی خدمات حاصل کرنے کا اعتراف کر رہے ہیں تو اس ایجنسی کی کاروائیوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ کن مقاصد کے تحت ان پرائیوٹ سکیورٹی ایجنسیوں کو استعمال کر رہا ہے“۔

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۱ ستمبر ۲۰۰۹ء)

جمعرات یکم اکتوبر کو اسلام آباد میں امریکی نائب سفیر ”جیرالڈ فیئرسٹین“ نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکی سفارتخانہ کو سکیورٹی فراہم کرنے والی نجی کمپنی انٹر رسک پاکستانی کمپنی ہے جو یہاں رجسٹرڈ ہے ہمارا ان سے معاہدہ پاکستانی قوانین کے عین مطابق ہے اور یہ شفاف معاہدہ ہے۔ حکومت پاکستان اور ”انٹر رسک“ کے درمیان جو بھی معاملہ ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ امریکی سفیر نے انٹر رسک اور امریکی سکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر کے درمیان کسی تعلق کی تردید کی تاہم انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کے عملہ کے لئے ۱۰۰ گھر کرائے پر لئے گئے ہیں۔“(بحوالہ روزنامہ ایکسپریس ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

”جبکہ ۱۲ اکتوبر کے اخبار میں ہی یہ خبر بھی شائع ہوئی تھی کہ کالعدم پرائیوٹ سکیورٹی کمپنی ”انٹر رسک“ کے ذریعے امریکہ سے منگوایا گیا جدید اسلحہ بھی برآمد کر لیا گیا

ہے۔ گذشتہ ہفتے سیکٹر ایف-۱۶ میں امریکی سفارتخانے کو سیکورٹی فراہم کرنے والی کمپنی ”انٹر رسک“ کے مالک کیپٹن ریٹائرڈ سیّد علی جعفر زیدی کی رہائش گاہ سے ۱۸ جدید ترین رائفلز، قانون نافذ کرنے والے اداروں نے برآمد کی تھیں جنہیں MI.16 کہا جاتا ہے۔ یہ ۱۸ جدید ترین امریکی گنیں کچھ عرصہ قبل ایک معاہدہ کے تحت انٹر رسک سیکورٹی کمپنی کے لئے منگوائی گئی تھیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے یہ جدید گنیں قبضہ میں لے کر تحقیقات شروع کر دی ہیں“۔

(بحوالہ روزنامہ ایکسپریس ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

اسی حوالہ سے ایک اور خبر ملاحظہ ہو:

”امریکی سفارتخانہ اور اس سے منسلک امریکیوں کو مبینہ سیکورٹی فراہم کرنے والی کمپنی ”انٹر رسک“ کے مالک کیپٹن ریٹائرڈ علی جعفر زیدی کو تھانہ کوہسار پولیس نے ایڈیشنل سیشن جج اسلام آباد محمد تنویر میر کی عدالت سے ضمانت قبل از گرفتاری منسوخ ہونے پر کمرۂ عدالت سے گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس کے مطابق ملزم کے خلاف دھوکہ دہی، فراڈ اور ناجائز اسلحہ کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ انٹر رسک سیکورٹی کمپنی پر چھاپے میں پکڑی گئی رائفلز میں سے سات ٹیمپرڈ نکلی ہیں۔ ایس ایچ او ”رانا اکرم“ نے بتایا کہ ملزم کے خلاف مکمل تفتیش میں تمام تر حقائق کو بے نقاب کیا جائے گا“۔ (بحوالہ روزنامہ ایکسپریس ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء)

۴ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق:

”انٹر رسک کا مالک کیپٹن ریٹائرڈ علی جعفر زیدی آئندہ چند دنوں میں اہم انکشافات کرنے جا رہا ہے۔ انگریزی اخبار ”دی نیشن“ (The Nation) کے مطابق بدنام زمانہ انٹر رسک سیکورٹی کمپنی کے مالک علی زیدی کے بارے میں علم ہوا ہے کہ آئندہ چند روز میں وہ چند دہلا دینے والے انکشافات کریں گے اس سے قبل کے انکشافات پہلے ہی محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ اطلاعات کے مطابق علی زیدی کے بارے میں علم ہوا ہے کہ دورانِ تفتیش انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ زیادہ ریکروٹس جنہیں وہ کمپنی کے سیکورٹی گارڈ قرار دیتے ہیں انہیں پشاور میں قونصلیٹ کے دفتر پر تعینات کیا گیا ہے ان لوگوں کے پاس ممنوعہ بور کے ہتھیار موجود ہیں۔ ان گارڈز کو مبینہ طور پر امریکی تحفظ حاصل ہے اور تفتیش کرنے والے ان سے تفتیش نہیں کر سکتے۔ انتہائی باخبر ذرائع کے مطابق پاکستانی حکام کو سب سے بڑا درپیش مسئلہ ان ریکروٹس تک پہنچنا ہے۔ اگر ان تک رسائی ممکن ہو جائے تو کسی کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ اس حوالے سے ذرائع نے بتایا کہ زیدی سے تربیت پانے والے ریکروٹس کے بارے میں ابھی تک علم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے کیسے تربیت حاصل کی ہے؟ ذرائع کے مطابق امریکی سفارتخانہ (پہلے سے گرفتار شدہ) جمیل اور زیدی کو بچانے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔ اس نے اعلیٰ سطح پر ان ریکروٹس کو میڈیا اور سیکورٹی ایجنسیوں سے بچا کر رکھنے کے لئے اقدامات کا آغاز کر دیا ہے“۔ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

سیاسی جماعتوں اور عوامی حلقوں کی جانب سے امریکی اہلکاروں کی اسلام آباد میں سرگرمیوں کے بارے میں حکومت کی جانب سے جب مجبوراً قدرے سخت اقدامات کرتے ہوئے چند لوگوں کو گرفتار اور ویزہ نہ دینے کا فیصلہ کیا گیا اور بعض اہلکاروں کو ملک سے چلے جانے کے احکامات جاری کئے گئے تو امریکہ میں پاکستانی سفیر حسین حقانی چیخ اٹھے۔ چنانچہ اس ضمن میں تبصرہ کرتے ہوئے "ہفت روزہ ندائے ملت" اپنے ادارتی نوٹ میں لکھتا ہے:

> "اخباری اطلاعات کے مطابق واشنگٹن میں تعینات پاکستانی کے سفیر "حسین حقانی" نے سیکرٹری خارجہ امور اور آئی ایس آئی کے سربراہ کو خط لکھا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں امریکیوں کو پیش آنے والے واقعات کی نشاندہی کی جائے۔ پاکستان میں امریکیوں کو ہراساں کرنے اور ویزہ نہ دینے سے ملک کا امیج متاثر ہوتا ہے۔ اس طرح کے واقعات کی بھاری قیمت چکانا پڑتی ہے۔ امریکی صحافیوں اور این جی اوز کو بلیک لسٹ کرنے سے نقصان ہوا ہے۔ ایک نجی ٹی وی کے مطابق جب واشنگٹن میں پاکستانی سفارتخانے کے ترجمان سے اس خط کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس پر تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ قومی رازوں پر کھلے عام بات کرنا مناسب نہیں۔

اس خط میں اگر کوئی حقیقت ہے تو یہ انتہائی عجیب وغریب اور تشویش ناک صورتحال ہے کہ واشنگٹن میں موجود پاکستانی سفیر، پاکستان کے اہم اور حساس اداروں کو نہ صرف امریکی سرگرمیاں جاری رکھنے کی کھلی چھٹی دینے کا کہیں بلکہ دھمکی آمیز انداز میں یہ بھی باور کرایا کہ اس قسم کے اقدامات کی بھاری قیمت چکانا پڑتی ہے.......!! اس لب ولہجے سے اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ موصوف واشنگٹن میں پاکستان کے لئے

سفارتی خدمات انجام دے رہے ہیں یا ایک جیب میں پاکستانی اور دوسری جیب میں امریکی پاسپورٹ رکھ کر اور پاکستانی خزانے سے تنخواہ لے کر امریکہ کے لئے خدمات انجام دیتے ہیں۔ اس طرح کی خدمات امریکی حکام کے لئے افغانستانی نژاد امریکی زلمے خلیل زاد بھی دے چکا ہے کیونکہ امریکی حکام کا اس سے وعدہ تھا کہ وہ زلمے خلیل زاد کو مستقبل میں افغانستان کا صدر بنائیں گے جو پورا نہ ہوا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اسلام آباد میں موجود امریکی سفیر ”مس پیٹرسن“ واشنگٹن میں امریکی حکام کو یہ خط لکھتی کہ وہ اسلام آباد اور پاکستان کے دیگر علاقوں میں جاری سکیورٹی کے نام پر امریکیوں کی قابل اعتراض سرگرمیوں کا تدارک کریں کیونکہ اس سے پاکستانی عوام میں شدید تحفظات بڑھ رہے ہیں لیکن ایسا تو نہیں ہو سکا البتہ حقانی صاحب نے سفارتکاری کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتے ہوئے غیر ملک میں بیٹھ کر اپنے ہی وطن کی انتظامیہ کو موردِ الزام ٹھہرانا شروع کر دیا۔ کیا حقانی صاحب کو اس بات کا علم ہے کہ اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کے نائب سفیر ”جیرالڈ فیسٹائن“ نے برطانوی ریڈیو کے لئے اپنی خصوصی گفتگو میں اعتراف کیا ہے کہ پاکستان میں امریکی سفارتخانوں کی توسیع کے بعد ان کا عملہ اور فوجیوں کی تعداد کو دوگنا کر دیا جائے گا۔ کراچی میں موجود امریکی کونسل خانے میں ایک برس سے اس قسم کا کام جاری ہے جبکہ پشاور کے فائیو سٹار ہوٹل ”پرل کانٹی نینٹل“ کی خریداری کے لئے مالکان سے بات چیت ہو رہی ہے۔

دوسری جانب اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کی توسیع کا سب سے بڑا منصوبہ

شروع کیا جارہا ہے جس کے لئے کچھ زمین حاصل کرلی گئی ہے اور مزید کے لئے پاکستانی حکام سے بات چیت جاری ہے۔ اس سلسلے میں امریکی سفارتی عملے کی تعداد فوجیوں سمیت ۲۵۰ سے بڑھا کر ۵۰۰ کردی جائے گی۔ امریکی نائب سفیر کا کہنا ہے کہ ان فوجیوں کی تعداد کا انہیں تاحال صحیح علم نہیں ہے لیکن وہ آتے جاتے رہیں گے جبکہ امریکہ سفارتخانوں میں کام کرنے والے پاکستانیوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے، اس میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکی نائب سفیر نے اس بات کی تردید بھی نہیں کی کہ پاکستان میں بلیک واٹر یا Xe نامی سکیورٹی ایجنسی کو کوئی ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ پاکستان کو دی جانے والی اضافی امداد سے کئی ترقیاتی منصوبے شروع کئے جارہے ہیں جن کی نگرانی کے لئے مزید عملے کی ضرورت ہے۔ امریکی نائب سفیر کے ان اعترازات سے مستقبل قریب میں وطن عزیز کی سکیورٹی کے حوالے سے خاصی مایوس کن صورتحال ابھرتی محسوس ہو رہی ہے۔ یہ وہ اعترافات ہیں جن سے امریکہ کی پاکستان کے حوالے سے آئندہ حکمت عملی بھی کھل کر سامنے آرہی ہے"۔ (بحوالہ ہفت روزہ ندائے ملت ۱۷تا۲۳ ستمبر ۲۰۰۹ء)

نوائے وقت کا پاکستان میں امریکی رسوخ پر اظہارِ تشویش:

اسی حوالے سے "روزنامہ نوائے وقت" کے ادارتی نوٹ کے چند فکر نگیز اقتباسات بھی ملاحظہ کرلیجئے۔

اخبار لکھتا ہے:

”پاکستان کا ایٹمی و میزائل پروگرام آج بھی بھارت و اسرائیل کی طرح امریکہ و یورپ کے لئے بھی سوہانِ روح ہے۔ افغانستان میں امریکی ناکامیوں کے علاوہ بھارت کی مداخلت کی وجہ سے پاکستان میں حالات خراب ہوئے۔ بلوچستان کے علاوہ سوات اور قبائلی علاقوں میں بھارت کی مداخلت کے ثبوت منظر عام پر آ چکے ہیں جبکہ امریکہ اسلحہ بھی برآمد ہو چکا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ امریکہ کو پاکستان میں کاروائی کی راہ دکھا کر ایک طرف تو نئی دلدل میں پھنسایا جا رہا ہے اور دوسری طرف نیوکلیئر اسلامی ریاست پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کیا جا رہا ہے۔ اس تاثر کو تقویت اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کی توسیع کے نام پر Xe (بلیک واٹر) نامی بدنام زمانہ تنظیم کے اہلکاروں کی تعیناتی۔ ایک رپورٹ کے مطابق اسلام آباد کے رہائشی علاقوں میں امریکہ کی طرف سے دو سو رہائش گاہیں حاصل کرنے کی مصدقہ اطلاعات، وفاقی دارالحکومت میں مشکوک مسلح گوروں کی سرگرمیوں سے بھی ملتی ہے جن میں سے بعض کو پولیس نے گرفتار بھی کیا۔ ریٹائرڈ فوجیوں کو Xe یا بلیک واٹر کے لئے بھرتی کرنے کے الزام میں ”انٹر رسک“ نامی ایجنسی کے دفتر پر چھاپہ بھی مارا گیا ہے اور اس کے مالک کی گرفتاری بھی عمل میں آئی مگر امریکی سفارتخانے کی مداخلت پر اسے رہا کر دیا گیا۔ البتہ تھانہ کوہسار نے دو افراد کا جسمانی ریمانڈ لے لیا ہے۔ تربیلا کے قریب ایک ایسے اڈے کا انکشاف بھی ہو چکا ہے جو امریکہ کے زیر استعمال ہے اور ڈرون حملوں کی منصوبہ بندی میں ملوث ہے۔ امریکی نائب صدر ”جوزف بائیڈن“ کی طرف سے امریکی کمانڈوز کو پاکستان پر توجہ مرکوز رکھنے کی تلقین پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ

ہے۔ یہ پاکستان کے قومی مفادات، سلامتی اور دفاع کے لئے شدید خطرہ ہے۔ پاکستان کو امداد کا لالچ دے کر میدانِ جنگ بنایا جارہا ہے اور پاکستان میں القاعدہ کی موجودگی کے پروپیگنڈا کے ذریعے نہ صرف گوریلا کارروائیوں بلکہ میزائل و ڈرون حملوں کا دائرہ وسیع کرنے کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ جس کا نتیجہ خدانخواستہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر امریکی کنٹرول اور پاکستان کی سلامتی کے لئے خطرات کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ امریکہ کے نائب صدر تو کھل کر امریکی کمانڈوز کو پاکستان میں کاروائیاں شروع کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں لیکن ہمارے حکمرانوں کی کوتاہ نظری کا یہ عالم ہے کہ صدر آصف علی زرداری کی سوئی امداد کے عوض امریکی جنگ میں ہر طرح کے تعاون پر اٹکی ہوئی ہیں۔ افغانستان میں امریکہ کی کامیابی کی راہ تو شاید کبھی بھی ہموار نہ ہوسکے اور امریکہ القاعدہ و طالبان کو شکست دینے کا خواب پورا ہونے سے پہلے ہی اسی طرح افغانستان سے نکلنے پر مجبور ہو جائے جس طرح ۱۹۸۸ء میں سودیت یونین اور گذشتہ صدی میں برطانیہ کو خاک چاٹ کر نکلنا پڑا لیکن اگر اپنا نیٹ ورک قائم کرنے کے بعد امریکہ نے سی آئی اے، ایف آئی اے اور بلیک واٹر یا Xe کے ذریعے پاکستان میں کاروائیاں شروع کر دیں تو یہ ایک ایسی نئی جنگ کا نقطہ آغاز ہو گا جو کسی وقت بھی "تیسری عالمگیر جنگ" کا روپ دھار سکتی ہے کیونکہ ایک طرف تو نیوکلیئر اسلامی ریاست (پاکستان) کے عوام اس میں مداخلت اور جارحیت کو برداشت نہیں کریں گے تو دوسری طرف چین بھی بالآخر اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے اس جنگ میں کودنے پر مجبور ہو گا۔ اس لئے حکومت پاکستان کو مزید کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرنا

> چاہئے اور متوقع حالات کا درست اندازہ لگا کر امریکی شکنجے سے نکلنے اور پاکستان میں امریکی دراندازی کو ختم کرنے کے لئے فوری طور پر مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں"۔ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۵ ستمبر ۲۰۰۹ء)

بلیک واٹر کے امریکی سفارت خانے سے تعلقات:

بلیک واٹر کمپنی پاکستان میں کس حد تک فعال ہو چکی ہے اس کا اندازہ اسلام آباد، تربیلا، کوہاٹ اور پشاور میں ان کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ سرعام کسی بھی جگہ کسی بھی شخص کو روک کر اس کی جامع تلاشی لینا شروع کر دیتے ہیں۔ کرائے پر لئے گئے مکانات سے ملحقہ مخصوص علاقوں کو رکاوٹیں کھڑی کر کے انہوں نے راستوں کو بند کر رکھا ہے اور اس علاقے کے رہائشی روزمرہ کے معمولات میں مداخلت پر سخت پریشان ہیں۔ راستے بند اور ناروا پوچھ گچھ کے باعث لوگوں میں نہ صرف خوف و ہراس پیدا کیا جاتا ہے بلکہ انتہائی غلط لہجے اور الفاظ میں تذلیل کر کے انہیں متبادل راستوں سے اپنے گھروں کو جانے کی سخت تنبیہ بھی کی جاتی ہے۔ اسلام آباد کے بعض علاقوں میں بلیک واٹر کے افراد پاکستانی پولیس افسروں کو زدوکوب بھی کر چکے ہیں اور یہ بات میڈیا پر بھی آچکی ہے۔

ڈاکٹر شیریں مزاری کے بقول:

> "امریکی کمانڈوز کے لئے پاکستانی حکومت خصوصی مراعات دے رہی ہے اور اس حوالے سے بعض خفیہ معاہدے بھی کئے جا چکے ہیں جو ملکی سالمیت کے لئے خطرناک ہیں"۔

شیریں مزاری کے بقول:

”امریکی سفارتخانے کی بے جا توسیع پر ہماری حکومت کا مؤقف انتہائی نامناسب اور غلط ہے۔ امریکی سفارتخانہ پہلے ہی غیر ضروری طور پر وسیع و عریض رقبہ پر قائم ہے اور اب انہیں مزید توسیع کے لئے ۱۸ ایکڑ اراضی اور بعض اطلاعات کے مطابق ۲۵ ایکڑ اراضی فراہم کی گئی ہے۔ اس طرح امریکی قونصل خانے کا رقبہ ۵۶ ایکڑ تک پھیل جائے گا اور یہاں ۱۳۰۰۰ افراد کی رہائش کے لئے کمروں اور تہہ خانوں کی صورت میں نئی تعمیرات کی جا رہی ہیں۔ امریکی سفارتخانہ میں ضروری عملہ کے افراد ۲۰ سے ۶۰ تک ہو سکتے ہیں اور غیر معمولی صورتحال میں یہ تعداد ۱۰۰ تک بھی جا سکتی ہے لیکن ۱۳۰۰۰ افراد کی گنجائش پر مشتمل تعمیرات اور ان میں امریکی کمانڈوز کی تعیناتی ایک خطرناک معاملہ ہے۔ امریکی سفارتخانہ پاکستان کے دارالحکومت کے عین وسط میں واقع ہے اور یہاں اطراف میں پاکستان کی کئی حساس تنصیبات، پارلیمنٹ، ایوانِ صدر، وزیر اعظم ہاؤس، سپریم کورٹ اور انٹیلی جنس اداروں کے مرکزی دفاتر کی موجودگی اور اہم قومی شخصیات کی رہائش گاہوں کے قریب بلیک واٹر سمیت دیگر امریکی ایجنسیوں کی سرگرمیوں کو مزید پیچیدہ اور مشتبہ بنا دیتی ہے۔ وزیر داخلہ رحمان ملک صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ امریکی سفارت خانے کے ۲۶۱ اہلکار ہیں جنہوں نے اسلام آباد میں گھر لئے ہیں تاہم انہوں نے پاکستان میں امریکی میرینز کمانڈوز کی موجودگی کی تردید کرتے ہوئے ان اطلاعات کو غلط قرار دیا ہے جبکہ دوسری طرف بلیک واٹر کی سرگرمیوں کے حوالہ سے قائم شدہ قومی اسمبلی کی ”جائزہ کمیٹی برائے انسانی حقوق“ نے ملک میں امریکی سیکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر کی مبینہ موجودگی

اور خفیہ سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے معاملے کا جائزہ لینے کے لئے جاوید ہاشمی کی سربراہی میں پانچ رکنی ذیلی کمیٹی تشکیل دے گی ہے۔ ۲۹ ستمبر کو کمیٹی کے اجلاس میں انسپکٹر جنرل پولیس اسلام آباد "کلیم امام" نے کمیٹی کو بتایا کہ وفاقی دارالحکومت میں موجود امریکیوں کی حتمی تعداد تو وزارتِ خارجہ ہی بتا سکتی ہے تاہم ایک اندازے کے مطابق ۴۰۰ سے ۵۰۰ امریکی اس وقت امریکی سفارتخانے کے ساتھ منسلک ہیں جن میں یہاں کام کرنے والی امریکی سکیورٹی ایجنسی اور این جی اوز کے اہلکار بھی شامل ہیں۔ آئی جی اسلام آباد نے بتایا کہ امریکی سفارتخانے کے پاس ڈپلومیٹک انکلیوز میں ۲۰ گھر ہیں جبکہ اسلام آباد شہر میں انہوں نے ۲۴۰ گھر کرائے پر لے رکھے ہیں جن میں امریکی سفارت خانے کے عملے کے ساتھ ساتھ ایک امریکی سکیورٹی ایجنسی کے اہلکار بھی مقیم ہیں۔ امریکی سکیورٹی ایجنسی کے یہ اہلکار پاکستانی سکیورٹی اہلکاروں کو تربیت دینے پر مامور ہیں۔ آئی جی سرحد "ملک نوید خاں" نے کمیٹی کو بتایا کہ صوبہ سرحد میں بلیک واٹر نامی تنظیم کا کوئی وجود نہیں تاہم ایک امریکی ایجنسی "ڈائنا کور" کے ۲۹ غیر ملکی اور ۶۵ پاکستانی کام کر رہے ہیں۔ غیر ملکی اہلکار پاکستانی اہلکاروں کو تربیت فراہم کرنے کے علاوہ امریکی قونصلیٹ کی سکیورٹی پر بھی مامور ہیں"۔

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء)

وزیر داخلہ رحمان ملک نے ۲۶۱ امریکی اہلکاروں کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے جبکہ آئی جی اسلام آباد"

کلیم امام” بتا رہے ہیں کہ امریکیوں کی تعداد ۴۰۰ سے ۵۰۰ کے قریب ہے۔ اصل تعداد کچھ بھی ہو مگر دونوں اعلیٰ عہدیداروں کے تسلیم کر لینے سے کم از کم یہ بات تو ثابت ہو رہی ہے کہ امریکی ایجنسیوں کے لوگ اسلام آباد میں ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں جو یقیناً اہل پاکستان کے لئے تشویشناک بات ہے۔

ڈاکٹر شیریں مزاری کا کہنا ہے کہ

> ”بلیک واٹر اور امریکی فوجی کمانڈوز جن علاقوں میں اپنی رہائش گاہیں حاصل کر رہے ہیں ان کے درمیان ہمارے ایٹمی مرکز کہوٹہ کی حساس تنصیبات اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی رہائش گاہ بھی آتی ہے ان لوگوں نے کرائے پر حاصل شدہ گھروں پر خفیہ کیمرے، سیٹلائٹ انٹینے اور خفیہ معلومات کے لئے دیگر کئی حساس آلات نصب کر رکھے ہیں۔ ایک طرح سے انہوں نے اسلام آباد کو اپنی جاسوس الیکٹرانک تنصیبات کی زد میں لے لیا ہے اور ہماری تمام سرگرمیاں مانیٹر کی جا رہی ہیں۔ اپنے گھر کے اطراف میں بلیک واٹر ایجنسی کے مراکز قائم ہونے کی اطلاعات پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ اگر بلیک واٹر ایجنسی میرے گھر کے قریب آ گئی ہے تو یہ حکومت کی ذمہ ہے کہ وہ اپنے ہر شہری کی حفاظت کرے۔ ڈاکٹر قدیر کا کہنا تھا کہ امریکہ کا اصل ہدف پاکستان کا ایٹمی اثاثے اور ہمارا میزائل پروگرام ہے۔ کیری لوگر بل میں عائد کردہ شرائط کے حوالہ سے ڈاکٹر قدیر کا کہنا تھا کہ اس بل میں پاکستان اور امریکہ نے میرے بارے میں جو طے کیا ہے میں اس سے لاعلم ہوں تاہم میں تو صرف ایک مہرہ ہوں، امریکہ کا اصل ہدف پاکستان کے ایٹمی اثاثے ہیں“۔

(بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۲۶ ستمبر ۲۰۰۹ء)

پرائیوٹ آرمی "بلیک واٹر Xe " کی اسلام آباد موجودگی کی تصدیق گو کہ سرکاری سطح پر ابھی تک نہیں کی گئی لیکن ذرائع ابلاغ میں ان کی موجودگی کے حوالہ سے بہت سی معلومات آچکی ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی رہائش گاہوں کی تصاویر بھی اب انٹرنیٹ پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ "Black Water in Islamabad" کے عنوان سے اگر گوگل سرچ پر تلاش کیا جائے تو یہ تصاویر دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ بلیک واٹر کی اپنی ویب سائٹ "http//source.blackwaterusa.com" کے عنوان سے بھی موجود ہے جس پر کنٹریکٹ بھرتی کے لئے Application فارم موجود ہے۔ اس فارم کی اہم بات یہ ہے کہ دنیا کے متعدد ممالک کے علاوہ پاکستان میں بولی جانے والی اردو، درّی اور پنجابی زبان بولنے والے افراد کو بھی دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے بارے میں معلومات درج کر کے بلیک واٹر میں شمولیت کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں گوگل کی ویب سائٹ کے سرچ میں " Black Water in Pakistan" لکھ کر آپ Youtube کی ویب سائٹ پر موجود ویڈیوز بھی دیکھ سکتے ہیں۔ کس طرح یہ کتے مسلح ہو کر تربیت کرتے ہیں اور ان کے پاکستان میں دہشت گردی کے کیا عزائم ہیں۔

ذرائع کے مطابق پاک فوج کے سابق ایس ایس جی (SSG) کمانڈوز کے علاوہ ایلیٹ فورس، بارڈر سکیورٹی فورس اور دیگر سروسز سے متعلقہ افراد کو بھرتی کیا جارہا ہے اور اس بھرتی کے لئے متعدد پاکستانی کنٹریکٹرز بھی میدان میں آچکے ہیں اور ایک بڑی تعداد میں ان بھرتیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ذرائع کے مطابق خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ آنے والے دنوں میں بلیک واٹر کی سرگرمیوں کا دائرہ کار بڑھ کر ملک گیر سطح تک پھیل سکتا ہے کیونکہ امریکی دباؤ کے تحت حکومت ان پر کسی قسم کی پابندیاں عائد کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہی اور اگر ایسا ہوتا ہے تو ملک میں افراتفری پھیل جائے گی۔ بلیک واٹر کی سرگرمیوں کو فوج اور حساس اداروں میں پہلے ہی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جارہا ہے جبکہ امریکی

انتظامی پاکستانی حکومت اور فوج کو مجبور کر رہی ہے کہ وہ ان سرگرمیوں کی راہ میں رکاوٹیں حائل نہ کرے۔ گذشتہ دنوں امریکی سفیر “این ڈبلیو پیٹرسن” اور نائب سفیر “جیرالڈ فیئر سٹین” کے خطرناک بیانات اور کیری لوگر بل کی شرائط کو ملحوظِ نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ کیری لوگر بل کی شرائط میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ پاک فوج اور انٹیلی جنس اداروں میں موجود طالبان کے حامیوں کو کنٹرول یا غیر مؤثر بنانا ہو گا۔ چنانچہ ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو پاک فوج میں بڑے پیمانے پر ہونے والی انتظامی تبدیلیوں کو بھی اسی زمرے میں دیکھا جا رہا ہے۔ امریکہ پاکستان میں اپنے رسوخ کو اس حد تک مستحکم کر لینا چاہتا ہے کہ پاکستان میں چین کا کردار بھی محدود ہو جائے اور اگلے چند ماہ میں پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہونے والی متوقع ایک بڑی فوجی کاروائی کے ردعمل سے مؤثر طریقے سے نمٹنے کے لئے بلیک واٹر، امریکی میرینز کمانڈوز، سی آئی اے اور ایف بی آئی کے ایجنٹوں کو استعمال کیا جائے۔

پاکستان کے ایٹمی اثاثے بھی امریکی انتظامیہ کی نظروں میں کھٹکتے ہیں اور کیری لوگر بل کی شرائط میں اس حوالہ سے بھی ایک شرط عائد کی گئی ہے۔ بلیک واٹر سمیت دیگر کئی امریکی ایجنسیوں اور ان کے تربیت یافتہ کمانڈوز کی اسلام آباد کے اطراف میں تعیناتی اور ان کی سرگرمیوں کو پاکستان کے میڈیا، ذرائع ابلاغ کے علاوہ عسکری ماہرین بھی انتہائی خطرناک قرار دے رہے ہیں اور خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ امریکی، اسرائیلی اور بھارتی منصوبہ بندی کے تحت پاکستان کے ایٹمی مرکز پر خدانخواستہ کوئی کمانڈو ایکشن کر کے نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے۔ پاکستان کے محبِ وطن لوگ جن کا تعلق ہر شعبہ زندگی سے ہے بلیک واٹر Xe کی پاکستان میں موجودگی، امریکی سفارتخانے کی بے جا توسیع اور ۳۰۰۰ امریکی کمانڈوز پاکستان میں تعیناتی کو ملک و قوم کے مفادات کے خلاف اور پاکستان کی آزادی و مختاری پر کاری ضرب قرار دے رہے ہیں اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ مبہم تردیدیں کرنے کی بجائے عوام کو صاف صاف بتائے کہ پاکستان میں بلیک واٹر سمیت دیگر امریکی ایجنسیوں اور کمانڈوز کی سرگرمیاں کس کی اجازت سے جاری ہیں بالخصوص بلیک واٹر ایجنسی کو

اگر کسی "پرائیوٹ سکیورٹی کنٹریکٹ" کے تحت ملک کی اہم شخصیات کی حفاظت کے لئے پاکستان بلایا گیا ہے تو اس بارے میں بھی قوم کو بتایا جائے کہ آخر پاکستان کی سلامتی کے ذمہ دار سکیورٹی اداروں پر عدم اعتماد کا مظاہرہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ اور چند شخصیات کے تحفظ کے لئے بھاری بھر کم رقوم خرچ کر کے ایسے مہلک کنٹریکٹ کے ذریعہ ملک و قوم کا سرمایہ کیوں لٹایا جا رہا ہے؟ مزید یہ کہ بلیک واٹر یا امریکی میرینز کمانڈوز کے ذریعہ اگر پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو نقصانات پہنچائے گا تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ اس ضمن میں حکومت وقت کے ذمہ دار محض کندھے اچکا کر اپنی لاعلمی کا اظہار کر کے جان نہیں چھڑا سکتے۔ یہ ملک کسی ایک جماعت یا چند افراد کے ذاتی مفادات کی قربان گاہ ہرگز نہیں بن سکتا۔ ۱۷ کروڑ آبادی کی مملکت کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود پر مسلط کی جانے والی آفتوں اور مصیبتوں کا حساب حکومت وقت سے ضرور حاصل کریں اور اگر حکومت ان سوالوں کے جوابات دینے سے عاجز ہے تو پھر سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اخلاقی طور پر حکومت کرنے کا جواز کھو چکی ہے۔

کیا ہم غلام ہیں؟

معروف کالم نگار یاسر محمد خان کے تاثرات

چند دن پہلے میں نے اسلام آباد سے لاہور کا سفر کیا۔ میرے ساتھ دوسری سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ یہ نوجوان چہرے سے شمالی علاقہ جات کا باشندہ دکھائی دے رہا تھا اور مہذب اور پڑھا لکھا معلوم ہوتا تھا۔ جہاز نے جب ٹیک آف کیا فضا میں ہموار ہوا تو اس نے سیٹ بیلٹ کھولی اور اخبارات کا مطالعہ شروع کر دیا جبکہ میں ایک کتاب کی ورق گردانی کرنے لگا۔ ہم دونوں کافی دیر تک اپنے اپنے شغل میں مصروف رہے لیکن پھر اچانک وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔ اس نے مجھ سے حال احوال پوچھا اور اس کے بعد ہمارے درمیان گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب اس کے پوچھنے پر میں نے اسے بتایا میرا شعبہ صحافت سے تعلق ہے تو اس نے فوری نشست پر پہلو بدلا اور چہرہ میری طرف کر کے بولا:

> ”گریٹ سر! مجھے صحافی لوگ بہت پسند ہیں یہ بڑے حساس اور دلچسپ لوگ ہوتے ہیں۔ یقیناً ہمارا سفر خوشگوار گزرے گا۔“

میں نے اس کے جملوں کا مسکراہٹ سے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ بولا:

> ”صحافی معلومات کا خزانہ ہوتے ہیں ان کے پاس پوری دنیا کے حوالے سے معلومات ہوتی ہیں اور وہ قوموں کے مسائل پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں لہذا مجھے ایک صحافی سے مل کر بڑی خوشی ہوئی“۔

میں نے اس بار اس کا باقاعدہ شکریہ ادا کیا۔ ہماری گفتگو موجودہ حکومت کی پالیسیوں، وطن عزیز کی معاشی صورتحال، بے روزگاری اور مہنگائی کی طرف نکل گئی۔ ہم بڑی دیر تک ان موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔

نوجوان سیاسیات کا اسٹوڈنٹ تھا لہٰذا اس کی سیاست میں بڑی دلچسپی تھی اور میں اس کی باتوں سے محفوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ہماری گفتگو جاری تھی کہ اچانک اس نے ایک چونکا دینے والا سوال کیا۔ اس نے پوچھا:

”کیا ہم امریکہ کے زر خرید غلام ہیں؟“

میں اس کے اچانک سوال پر بوکھلا گیا اور میں نے فوری طور پر نفی میں سر ہلا دیا۔ وہ رواں لہجے میں بولا:

”لیکن سر! اگر ہم امریکہ کے غلام نہیں ہیں تو اس کی جنگ کیوں لڑ رہے ہیں؟ ہم اپنے ہی شہریوں پر بمباری کیوں کر رہے ہیں؟ ہم اپنے ہی لوگوں کو قتل کیوں کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم امریکہ کے غلام نہیں ہیں تو امریکی حملوں کا منہ توڑ جواب کیوں نہیں دیتے“۔

وہ یکدم جذباتی ہو گیا اور میں اس سے اس کی توقع نہیں کر رہا تھا لیکن شاید اسے جذباتی ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ وہ ایک باشعور اور پڑھا لکھا نوجوان تھا۔ تاہم میں نے بڑے تحمل سے عرض کیا:

”آپ کی بات اپنی جگہ درست، لیکن ہمارے صدر اور وزیر اعظم بار بار امریکی حملوں کی مذمت کر چکے ہیں۔ حکومت ان حملوں کی وجہ سے امریکی سفیر کو دفتر خارجہ طلب کر کے احتجاج بھی کر چکی ہے جبکہ ہماری پارلیمنٹ نے امریکی حملوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے ایک چودہ نکاتی قرارداد بھی پاس کی ہے اور چند دن پہلے وزیر اعظم

یوسف رضا گیلانی نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں کہا تھا کہ ہم امریکہ کے غلام یا رعایا نہیں اور ہم کسی کو پاک سرزمین پر حملوں کی اجازت نہیں دے سکتے۔“

میں خاموش ہوا تو وہ مسکرایا اور مسکرا کر بولا:

”لیکن سر! صدر یا وزیر اعظم کی طرف سے مذمتی بیان، امریکی سفیر سے احتجاج، پارلیمنٹ میں قرارداد کی منظوری اور وزیر اعظم کے ہم امریکہ کے غلام نہیں، ہم کسی کو پاک سرزمین پر حملوں کی اجازت نہیں دے سکتے، جیسے بیانات کے بعد بھی حملوں کا سلسلہ تواتر کے ساتھ جاری ہے۔
امریکی ڈرون طیارے قبائلی علاقوں پر مسلسل گشت کر رہے ہیں۔ وہ روزانہ میزائل داغ رہے ہیں اور قبائلی علاقہ جات میں ہر روز پندرہ بیس افراد شہید ہو رہے ہیں جبکہ حکومت محض مذمتی بیان اور احتجاج کر رہی ہے۔“

اس نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے فوراً عرض کیا:

”آپ کے خیال میں حکومت کو کیا کرنا چاہئے؟“

اس نے ایک بار پھر پہلو بدلا اور انتہائی سنجیدہ انداز میں بولا:

”ہمارے حکمرانوں کو ایران، شمالی کوریا اور وینزویلا جیسے ممالک سے سبق سیکھنا چاہئے۔ ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ امریکہ سے برابری کی سطح پر بات کریں۔ وہ ملکی سالمیت پر کسی قسم کا کمپرومائز نہ کریں۔ وہ واضح اور دوٹوک انداز میں امریکہ کو باور

کرائیں اگر اس نے ہماری حدود کی خلاف ورزی کی تو ہماری افواج اس کا منہ توڑ جواب دیں گی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ساتھ دینے سے انکار کر دیں۔“

میں خاموشی سے اس کی گفتگو سننے لگا اور وہ بولتا چلا گیا۔

”ہمارے حکمران جسے اپنی جنگ کہتے ہیں بنیادی طور پر یہ ہمارے اور ہماری سالمیت کے خلاف جنگ ہے۔ آپ غور کریں یہ جنگ صرف اور صرف پاکستان اور افغانستان میں لڑی جا رہی ہے اور اس کا سب سے زیادہ نقصان پاکستان کو ہو رہا ہے۔ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا بہانہ بنا کر اسلام اور خاص طور پر پاکستان کو زک پہنچانے کے درپے ہے جبکہ ہمارے حکمران امریکہ سے دوستی کے نشے میں مبتلا ہیں اور وہ امریکی حملوں کے خلاف قراردادیں پاس کرتے ہیں لیکن ان قراردادوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ ہمارے پارلیمنٹیرینز، ہمارے حکمران امریکی سفیروں سے احتجاج کرتے ہیں لیکن امریکی سفیروں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور ہمارے حکمران ہر حملے کے بعد ایک مذمتی بیان جاری کر دیتے ہیں لیکن نتیجہ؟ آپ بتائیں آج تک ان احتجاجوں، ان قراردادوں اور ان بیانات کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلا حتیٰ کہ ہمارے ہر مذمتی بیان، ہر احتجاج اور ہر قرارداد کے فوری بعد نیٹو فورسز کے جاسوسی طیاروں نے نہ صرف ہماری حدود کی خلاف ورزی کی بلکہ وہ میزائل داغ کر چلے گئے اور ہمارے حکمرانوں نے مزید ایک اور بیان جاری کر دیا اور بس! اس کا کیا مطلب ہے سر؟ کیا یہ امریکہ کی کھلی بدمعاشی نہیں اور کیا یہ اس بات کی علامت نہیں کہ امریکہ ہمارے کسی

احتجاج، کسی بیان اور کسی قرارداد کی کوئی پرواہ نہیں۔"

نوجوان جذبات کی رو میں بہنے لگا۔ وہ رکا تو میں نے عرض کیا:

"اس میں کوئی شک نہیں صدر اور وزیر اعظم مذمتی بیانات، قراردادوں اور احتجاجوں کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ ابھی تک نہیں نکلا۔ امریکہ تسلسل کے ساتھ ہماری حدود کی خلاف ورزی کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا میں زیادتی کے خلاف آواز بلند کرنے، دنیا کو اصل صورتحال سے آگاہ کرنے اور اپنی بات منوانے کا بہترین طریقہ احتجاج ہوتا ہے اور احتجاج وہ حق ہوتا ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں چھین سکتی۔ احتجاج ہی سے عالمی ادارے، انسانی حقوق کی تنظیمیں اور قومیں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور یہ احتجاج ہی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے آزادی اور خود مختاری جیسی دولت ملتی ہے۔ لہٰذا مہذب اور زندہ قوموں میں احتجاج کو حق سمجھا جاتا ہے اور ہماری حکومت بھی احتجاج کر رہی ہے۔ مذمتی بیانات دے رہی ہے اور رہا امریکہ کو منہ توڑ جواب دینے کا سوال؟ تو میرے عزیز فی الحال ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ پاکستان اس پوزیشن میں نہیں وہ امریکہ جیسی سپر طاقت سے ٹکرا سکے۔"

نوجوان کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی۔ شاید میں نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا لہٰذا وہ تنگ ہو کر بولا:

" لیکن کیوں؟ کیا ہم ایک آزاد اور خود مختار قوم نہیں؟ کیا ہمارے پاس فوج نہیں؟ کیا ہم ایک ایٹمی قوت نہیں؟ اور کیا ہم میں ملی غیرت اور جرأت نہیں؟ کیا امریکہ

ہمارے علاقوں پر بمباری کرتا رہے اور ہم چپ چاپ تماشہ دیکھتے رہیں؟ نہیں سر! پاکستان ایک خود مختار اور آزاد ملک ہے۔ ہماری قوم بہادر، غیرت مند اور جرأت مند ہے اور پاکستان کا دنیا میں ایک مقام، ایک مرتبہ ہے۔ لہٰذا ہمارے حکمرانوں کو ان حملوں کا منہ توڑ جواب دینا چاہئے۔ یقین کیجئے سر! جب سے ہمارے حکمران امریکہ کے آگے جھکنا شروع ہوئے ہیں ہم تباہی کی طرف لڑھکنے لگے ہیں۔ نائن الیون کے بعد رچرڈ آرمٹیج نے پرویز مشرف کو دھمکی دی تھی: امریکہ کے دوست بن جاؤ یا پتھر کے دور میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہمارے صدر نے اس دھمکی کے نتیجے میں امریکہ کی دوستی قبول کر لی اور اس کا ہر مطالبہ مان لیا۔ ہم دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کے اتحادی بن گئے۔ ہم پچھلے سات سالوں سے یہ دوستی نبھا رہے ہیں اور ہم اس دوستی پر ۳۴ ارب ڈالر قربان کر چکے ہیں۔ ہم نے اپنے آٹھ ہزار سے زائد لوگوں کو بارود کا ڈھیر بنا دیا۔ ہزاروں خاندانوں کو بے گھر کر دیا۔ لاکھوں افراد کو بے روزگار کر دیا۔ اپنے ہی شہری پکڑ کر امریکہ کے حوالے کئے۔ ہم نے سرحدوں کے محافظ قبائیلیوں کو اپنا دشمن بنا لیا۔ ہم نے امریکہ کے ڈومور، ڈومور پر جھکتے چلے گئے۔ ہم امریکہ کا ہر مطالبہ مانتے چلے گئے یہاں تک کہ آج کراچی سے لے کر خیبر تک اور کشمیر سے لے کر پشاور تک پورا ملک آگ میں سلگ رہا ہے اور ہم اس دوستی کا مطلب نہیں سمجھ پائے۔ امریکہ نے جنوری ۲۰۰۸ء سے لے کر نومبر ۲۰۰۸ء تک ۲۴ بار قبائلی علاقوں پر میزائل داغے۔ ساڑھے تین سو سے زائد لوگوں کو بھون کر رکھ دیا۔ ہزاروں لوگوں کو بے گھر کر دیا لیکن ہم دوستی نبھا رہے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟

کیا یہ ہماری عزت، غیرت اور حمیت پر سوالیہ نشان نہیں؟"

نوجوان نے ایک بار پھر سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں دل ہی دل میں نوجوان کے جذبات پر خوشی محسوس کر رہا تھا اور دل ہی دل میں اسے داد بھی دے رہا تھا کہ ایک محب وطن پاکستانی کو ایسا ہی ہونا چاہئے لیکن میں گفتگو کو طول دینا چاہتا تھا لہٰذا میں نے فوری رد عمل کا اظہار مناسب نہ سمجھا اور سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے عرض کیا:

> "اس وقت پاکستان شدید بحرانوں کا شکار ہے، ہمارا خزانہ خالی پڑا ہے، ہماری صنعتیں، ہماری فیکٹریاں، ہمارے کارخانے اور ہماری پیداواری یونٹ بند ہو رہے ہیں، سرمایہ کار روٹھ چکے ہیں، بجلی ناپید ہے، آٹا غائب ہے، مہنگائی، بے روزگاری اور غربت میں اضافہ ہو چکا ہے اور ایسی صورتحال میں ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم امریکہ کو آنکھیں دکھا سکیں۔ ہم امریکہ کے تعاون کے بغیر موجودہ صورتحال سے باہر نہیں آ سکتے۔ امریکہ ایک حقیقت ہے اور ہمیں یہ مان لینا چاہئے کہ ہم امریکہ سے ٹکر نہیں لے سکتے۔ ہم امریکہ کے بغیر نہیں چل سکتے۔"

نوجوان کو میرا یہ جملہ ناگوار گزرا۔ اس نے میری بات کاٹی اور انتہائی پرجوش انداز میں بولا:

> "جناب! ہم امریکہ کے بغیر بھی چل سکتے ہیں۔ اگر چین کسی کی مدد کے بغیر یہاں پہنچ سکتا ہے۔ اگر ملائشیا ترقی کر سکتا ہے۔ اگر ایران، شمالی کوریا اور بولیویا جیسے ممالک امریکہ کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر زندہ رہ سکتے ہیں تو ہمارے ملک میں کس چیز کی کمی ہے؟

ہم زرعی دولت سے مالامال ہیں، ہم سولہ، ساڑھے سولہ کروڑ لوگ ہیں، ہمارے پاس عقل ہے، شعور ہے، ٹیلنٹ ہے، ہمارے پاس کھیت ہیں، کھلیان ہیں، جنگلات ہیں، ندی نالے، دریا اور سمندر ہیں، قدرت کے عطا کردہ چار موسم ہیں، معدنیات کے وافر ذخائر ہیں اور قدرت نے ہمیں ہر طرح کی نعمت سے نوازا ہے۔ ہمارے لوگ جفاکش اور محنتی ہیں۔ ان میں ٹیلنٹ، قابلیت اور صلاحیت ہے، سب سے بڑھ کر ہمارے نوجوان محب وطن ہیں لہٰذا ہم امریکہ کے بغیر ان بحرانوں سے کیوں نہیں نکل سکتے؟ ہم کیوں ترقی نہیں کرسکتے؟“

میں خاموشی سے اس کی گفتگو سنتا رہا۔ وہ بولتا چلا گیا:

”آخر ہم کب تک دوسروں کی طرف دیکھتے رہیں گے؟ ہم کب تک کشکول لئے در در پھرتے رہیں گے؟ ایک دن.......... آخر ایک دن ہم نے کشکول توڑنا ہے۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے۔ آخر کب تک ہم دوسروں کے رحم و کرم پر رہیں گے؟ آخر کب تک سر........... کب تک؟“

نوجوان کی گفتگو جاری تھی کہ اسی دوران ایئر ہوسٹس کی آواز بلند ہوئی کہ خواتین و حضرات! اپنے اپنے سیٹ بیلٹ باندھ لیجئے ہم لاہور ایئر پورٹ پر اترنے والے ہیں۔ ہم دونوں نے جلدی جلدی سیٹ بیلٹ باندھے۔ جہاز چند لمحوں میں ایئر پورٹ پر اتر گیا۔ نوجوان اٹھا اور اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور آہستہ سے بولا:

”سر! ان حکمرانوں سے کہہ دیجئے کہ ہم غلام نہیں، ہم زندہ قوم ہیں، ہم آزاد قوم

ہیں۔“

اس نے نائس یو میٹ یو کہا اور نیچے اتر گیا۔

میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا ائیر پورٹ سے باہر آ گیا۔ ائیر پورٹ پر بے تحاشہ ہجوم تھا اور وہ کہیں ہجوم میں گم ہو گیا لیکن اس کا ایک فقرہ ابھی تک میرے دماغ میں بار بار گردش کر رہا ہے کہ ہم کب کشکول توڑیں گے؟ ہم کب تک دوسروں کے رحم و کرم پر رہیں گے؟ آخر کب تک سر؟ آخر کب تک؟ اور میں سوچ رہا ہوں جس ملک کے نوجوان ترقی کا خواب دیکھ رہے ہوں۔ جن میں جرأت، غیرت اور حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو اور جس قوم کے نوجوانوں کے ضمیر زندہ ہوں لیکن اس کے باوجود ملک ترقی نہ کرے۔ اس کے حکمران غلاموں کی طرح غیروں کے مطالبات ماننے لگیں۔ وہ در در پھرنے لگیں اور وہ دشمن کے حملوں پر بھی خاموش رہیں تو اس ملک اور اس ملک کے حکمرانوں کی اس سے بڑی بدقسمتی اور بدنصیبی کیا ہو سکتی ہے؟ میں جوں جوں اس نوجوان کے بارے میں سوچ رہا ہوں مجھے یوں لگتا ہے کہ اس ملک کے ہر شہری کے یہی جذبات، یہی احساسات اور یہی خیالات ہیں۔ اس ملک کے زیادہ تر لوگ امریکہ سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ ان حملوں کو پاکستان کے خلاف جنگ قرار دیتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے حکمران اسے امریکہ کی دوستی سمجھتے ہیں۔ کاش! ہمارے حکمران تھوڑی سی عقل، تھوڑی سی دلیری اور تھوڑی سی جرأت کا مظاہرہ کر لیں۔ کاش! وہ تھوڑی سی ایمانی طاقت پیدا کر لیں اور پرائی آگ سے اپنے شہریوں کو بچا لیں۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی عقلوں کو سانپ سونگھ گیا ہے یا وہ ابھی تک امریکی دوستی کے نشے میں مبتلا ہیں۔ ارے خدا کے بندو! کچھ تو ہوش کر لو کچھ تو جرأت پیدا کر لو۔

(ہفت روزہ ضربِ مومن 21 تا 27 نومبر 2009ء)

جماعۃ الدعوۃ کے امیر حمزہ کا امریکیوں کو قتل کرنے کا حکم

قارئین کرام! آج میرے پاکستان کی ماؤں بہنوں، بیٹیوں، بچوں اور ان کے غیرت مند باپوں، شوہروں اور بیٹوں کو بھنبھوڑنے کے لئے کالے کتے آچکے ہیں۔ کئی شہروں میں آچکے ہیں، اسلام آباد میں سات سو آچکے ہیں۔ ایک ہزار آنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور مزید آنے کی تیاریوں میں ہیں۔ ان کی عینکیں بھی کالی ہیں۔ ان کی گاڑیاں بھی کالی ہیں۔ ان کا نام بھی بلیک واٹر یعنی کالا پانی ہے۔ ان میں بہت سوں کے رنگ بھی کالے ہیں جو گورے ہیں ان کے دل اور دماغ کالے ہیں۔ ان کا صدر بھی کالا ہے، ان کا جو ڈائریکٹر ہے اس کا نام ”کالا کافر“ ہے۔ ان کی کرتوت اور حرکتیں بھی کالی ہیں یہ سب کالے، کالے کتوں سے پیار کرنے والے، انہیں اپنے ساتھ سلانے والے، ان کے نام جائیدادیں وقف کرنے والے یہ انسان نما کالے کتے ہم پر بھونکنے اور کاٹ کھانے کے لئے آرہے ہیں۔ یہ مذہبی منافرت پھیلانے کے لئے، صوبائیت اور لسانیت کا زہر گھولنے کے لئے کالی دہشت گردی کریں گے۔ ایٹمی اثاثے چرانے، مجاہدین پر کاری وار کرنے کے لئے، کافرانہ کرتوتوں پر مشتمل کالی دہشت گردی کریں گے۔ برصغیر میں جب شاہ اسماعیل شہید نے جہاد کیا تھا تو ان کے ساتھیوں کو انگریز نے کالا پانی کی سزائیں دیں۔ جزائر انڈیمان کے کالے پانیوں میں انہیں قید کیا اب امریکہ کالا پانی کے نام سے کالے کرتوتوں کے حامل کرائے کے دہشت گرد ہمارے ملک میں لے آیا ہے۔

اے اہل پاکستان! مت گھبرائیے، پاکستان کی فوج سات لاکھ ہے۔ اس سات لاکھ فوج میں بھلا سات سو بھی نہ ہوں گے کہ جن کی مائیں ماں جی کا کردار ادا کریں؟ جب کالے کتے ہمیں جھنجھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں تو مائیں اپنے گھبرو جوانوں کو ان کا علاج کرنے کا کہیں؟ مجھے یقین ہے سات سو نہیں سات ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ مائیں اپنا کردار ادا کریں گی، بیویاں اپنا کردار ادا کریں گی، بیٹیاں اپنا کردار ادا کریں گی، اور پھر پورا پاکستان، اس کے جوان عبدالرحمن مکی بنیں گے، ان کالے کتوں کی لاشیں بھی امریکہ کو نہیں ملیں گی، لہٰذا اے حکمرانو! ڈالر کھاؤ اور اپنے آقاؤں کو کہہ دو کہ ان کالے کتوں کو روک کر رکھو ورنہ پاکستان کے غیرت مند ان کا علاج کریں گے۔ ویسے بھی ہمارے پیارے رسول معظم و محترم ومطہر ﷺ نے فرمادیا ہے کہ کالا کتا شیطان ہے۔ کالے کتے کو مارنا باعث ثواب ہے اور جی ہاں! جب میرا ملک ان کے ہاتھوں عدم استحکام کا شکار اور ہماری عزتوں کا لباس، ہمارے ایٹموں کا ہتھیار، ہماری فوجوں کی آبرو داؤ پر لگی ہو تو کالے کتوں کو مارنا ہر غیرت مند مسلمان پر پاکستانی فرض ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ وقت آنے سے پہلے، اے چوہدریو! ان کو روک لو، باندھ لو، واشنگٹن کے کلعے پر ہی انہیں بندھا رہنے کا بندوبست کرو ورنہ ان کی ایف آئی آر درج کرنے والا پاکستان میں کوئی تھانیدار نہ ہو گا۔

بلیک واٹر ائیزیشن اور معاشی بُحران

جس طرح امریکی بلیک واٹر کے گرگے ملک کے چاروں کونوں میں پھیل رہے ہیں اور دفاعی طور پر پاکستان کو کمزور کر رہے ہیں ٹھیک اسی طرح یہود و نصاریٰ مہاجن بھی اسی تاک میں بیٹھے ہیں کہ کب پاکستان کو سودی رقم کی ضرورت پڑے اور ہم قرض کے طور پر اپنی بیڑیاں ان کے پاؤں میں کس کر ان کی رگوں میں بہنے والے خون کی گردش کو روک کر انہیں مفلوج کر دیں۔ پاکستان کو معاشی بحران میں مبتلا کرنے کے لئے یہ لوگ مختلف حربے استعمال کرتے ہیں جیسے بجلی پیدا کرنے والی غیر ملکی کمپنیاں آج کل اپنا کھیل کھیل رہی ہیں۔ منصوبے کے تحت ان غیر ملکی کمپنیوں نے بجلی مہیا کرنے کے مختلف ناموں سے ٹھیکے حاصل کئے اور پھر رفتہ رفتہ اس کی رگوں میں اتر کر بحران پیدا کر دیا جس کے نتائج آج لوڈ شیڈنگ کی صورت میں بر آمد ہو رہے ہیں جس سے پاکستانی انڈسٹری مکمل طور پر تباہ حال ہو گئی ہے، مصنوعات مہنگی تر ہوتی چلی گئیں۔ بجلی کی قیمتیں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے حکم پر آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں۔ بجلی مہنگی ہونے کی وجہ سے ہر چیز مہنگی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ غریب عوام کا جینا دوبھر ہو گیا ہے۔ حکومت بے بس ہے کیونکہ خیرات کی شکل میں قرض حاصل کرنے کے لئے ملکی سالمیت تک کو داؤ پر لگا دیا گیا ہے۔ اس وقت کھربوں ڈالر کا نقصان برداشت کیا جا رہا ہے مگر مجال ہے کہ اُف تک زبان پر آئے۔ عجب تماشہ ہے عوام مہنگائی کے ہاتھوں بلبلا رہی ہے اور حکمرانوں نے چپ سادھ لی ہے۔ پٹرول، ڈیزل، گندم، چینی روزمرہ کے استعمال کی چیزیں عوام کی پہنچ سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ قومی اثاثے ارزاں نرخوں پر غیر ملکیوں کے ہاتھوں فروخت کئے جا رہے ہیں۔

وزیر اعظم پاکستان نے حالیہ دنوں میں یہ بھی نوید سنائی ہے کہ عوام بجلی، پانی اور گیس کے بحران کے لئے

تیار رہیں۔ عجب ماجرہ ہے کہ پانی اور گیس قدرتی معدنیات ہیں اس کا بحران کیوں آنے والا ہے؟ ان باتوں پر غور کیا جائے تو معاملے کی تہہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔ انہی عالمی صیہونی طاقتوں نے پاکستان کو بنجر بنانے کا منصوبہ بھارت سے مل کر بنایا ہے۔ سندھ طاس معاہدے کی وجہ سے پاکستان کے دریاؤں کا پانی کاٹ لیا گیا ہے۔ بھارت ڈیم پر ڈیم بنائے جا رہا ہے اور پاکستان لوڈشیڈنگ کے عذاب کو بھگت رہا ہے کیونکہ دریائے چناب پر بگلیہار ڈیم کی تعمیر سے پاکستانی معیشت کو ایک کھرب سالانہ نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ چناب کا پانی مسلسل تین ماہ سے بند ہے جس سے ۳۵ لاکھ ایکڑ رقبہ پوری طرح بنجر ہو گیا ہے۔ یہ دنیا کا چوتھا بڑا ڈیم ہو گا اس دریا پر قائم مرالہ ہیڈ ورکس اور ہیڈ سلیمانکی سے کل ۲۱ بڑی نہریں نکلتی ہیں جن سے آگے مزید ۱۵۰ راجباہیں اور ایک لاکھ چھ ہزار کھالے ہیں۔ کل ۷۰ لاکھ ایکڑ علاقہ کو سیراب کرتے ہیں جبکہ ۳۵ لاکھ ایکڑ رقبہ پر کھڑی فصلیں تباہ ہو چکی ہیں اور بقیہ ۳۵ لاکھ ایکڑ رقبہ بھی رفتہ رفتہ تباہی سے دوچار ہے۔ ورلڈ واٹر کونسل کے کوارڈینیٹر زیڈ ایچ ڈاہری نے اس سلسلے میں بتایا کہ بھارت بڑی ہوشیاری سے پاکستان کے آبی وسائل پر قبضہ کر رہا ہے جبکہ حکمران خاموش تماشا دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ بھارت اس وقت دریائے چناب کا تقریباً سو فیصد، دریائے جہلم کا ستر فیصد، دریائے سندھ کا ۶۵ فیصد پانی استعمال کر رہا ہے۔ ورلڈ واٹر کے کوارڈینیٹر نے بتایا بھارت بہت سرعت کے ساتھ سندھ کے پانی پر قبضہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ کارگل ڈیم کا ہوم ورک جاری ہے۔ مزید انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ بھارت دریائے سندھ پر کارگل کے علاوہ ۱۴ ڈیم بنانے جا رہا ہے۔ دریائے جہلم پر کل ۴۸ چھوٹے بڑے ڈیم تعمیر کر رہا ہے۔ ۲۰۱۴ء تک یہ ڈیم عملاً بھارت کے کنٹرول میں چلے جائیں گے جبکہ انڈس واٹر کمشنر نے بتایا کہ بھارت بگلیہار کے بعد مزید دس ڈیم بنانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے جس سے مستقبل میں پاکستانی زراعت کو زبردست خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔

زراعت کی تباہی، بجلی کی کمی کی وجہ سے پاکستان بُری طرح متاثر ہو رہا ہے جس کی وجہ سے پاکستان شدید بحران سے دوچار ہے عوام مہنگائی، بے روزگاری سے تنگ آ جائیں، حکمرانوں کے گریبان پکڑ لیں جس سے حکومت اور عوام

آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں۔ ملک میں انارکی پیدا ہو جائے۔ حکومت قرض لینے کے لئے مجبور ہو جائے اور ان ہی مہاجنوں کی شرائط پر قرض لینے کے لئے مجبور ہو جائیں تاکہ یہ لوگ اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے ان کو استعمال کر سکیں۔ دراصل امریکی ایجنسیاں ملکوں میں معاشی بحران پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں تاکہ ان ممالک پر استعماری طاقتوں کی اجارہ داری قائم ہو جائے۔ پاکستان میں معاشی بحران میں امریکہ پیش پیش ہے کیونکہ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان مکمل طور پر ان کے زیر اثر آ جائے جس کے لئے ہوم ورک ہو رہا ہے اور بلیک واٹر کی پاکستان میں موجودگی بھی اسی سازش کے تانے بانے ہیں۔ موجودہ بحران امریکیوں کا پیدا کردہ ہے امریکہ پاکستان پر ہر طرف سے وار کر رہا ہے، بھارت کے ساتھ مل کر پاکستان کو بنجر بنانے کی کوشش ہو رہی ہے تاکہ پاکستان میں اشیائے خورد و نوش کی قلت، توانائی کی کمی پیدا ہو سکے اور پاکستان امریکی ناجائز بچے بلیک واٹر کا وجود ہر لحاظ سے تسلیم کر لے۔ ان کو کھلی چھٹی مل جائے، وہی سیاہ و سفید کے مالک بن بیٹھے ملک کے کونے کونے میں دندناتے پھریں۔ کسی کو بھی ان سے پوچھ گچھ کی جرأت نہ ہو سکے۔ حالیہ جنگ بھی اسی تناظر میں لڑی جا رہی ہے تاکہ پاکستان کی سکیورٹی فورسز اندرونی معاملات میں الجھ کر کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جائے اور امریکی عفریت کے مقابلے کی سکت مکمل طور پر ختم ہو جائے۔

امریکیوں کا مقصد پاکستان میں انتشار، انارکی، بدامنی پھیلانا ہے۔ معاشرے کو اس قدر فحش بنانا ہے تاکہ پاکستان کے بطن سے بلیک واٹر قسم کی ایک فوج ظفر موج تیار کر کے باقی اسلامی ممالک کی ناکہ بندی کر سکے۔ انگریز مصنف Janathan Swift نے اپنی کتاب Gullivers Travels میں فوجیوں کو Hired Yahoos یعنی کم عقل اور ناسمجھ انسانوں کا خطاب دیا ہے اور لکھتے ہیں یہ لوگ انتہائی پس فطرت لوگ ہیں یہی دوسرے انسانوں کو محض اپنی تنخواہ کے لئے جان سے مارتے ہیں۔ اسی تناظر میں بلیک واٹر بھی فوجیوں کی طرح اپنی تنخواہ کی خاطر جان سے مارنے کے عزم سے لبریز ہے یہ مظاہر افغانستان، عراق میں کرنے کے بعد پاکستان کی زمین میں اپنا شیطانی پنجہ گاڑ چکی ہے۔ پاکستان موجودہ دور میں اسی

امریکی سازش سے گزر رہا ہے۔ آئے روز بجلی کی قیمتوں میں اضافہ مزید پاکستانی انڈسٹری کی کمر توڑ رہا ہے جس کی وجہ سے کارخانے بند اور بے روزگاری میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ قتل و غارت گری، ڈکیتی، چوری چکاری کی وارداتوں میں اضافے کا سبب ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری ہے، انہی عناصر سے امریکی مفادات کی تکمیل ہو رہی ہے۔ پاکستانی قوم کا غرور خاک میں ملانے کے لئے امریکہ نے بلیک واٹر آرمی کو پاکستانی سرزمین پر خصوصی ٹاسک دے کر اتارا ہے جو پاکستان میں انتشار پیدا کر کے امریکی افواج کے لئے راستہ ہموار کر رہے ہیں تاکہ امریکہ پاکستان پر بڑی آسانی سے قبضہ کر سکے۔ آٹے، چینی کا بحران اسی سازش کی کڑیاں ہیں جس میں مزید اضافہ حالیہ کیری لوگر بل سے پاکستان کو مزید بے توقیر کئے جا رہا ہے۔ مزید برآں تحریک طالبان کے مرکزی ترجمان اعظم طارق نے برطانوی ریڈیو سے ٹیلی فون پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پشاور صدر اور خیبر بازار کے دھماکوں میں بلیک واٹر نامی امریکی تنظیم ملوث ہے۔ بلیک واٹر ملک میں مختلف وارداتوں میں بھی ملوث ہے کیونکہ اس کا مقصد ہی پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنا ہے۔

تیسری بڑی قوت اور بلیک واٹر

قبائلی علاقوں میں جاری جنگ چھٹے سال میں داخل ہو چکی ہے اور جیسے جیسے یہ جنگ آگے بڑھ رہی ہے پھیلتی جا رہی ہے۔ مہمند ایجنسی، باجوڑ ایجنسی، خیبر ایجنسی، بونیر، مالاکنڈ، وزیرستان، سوات وغیرہ پر مبنی ان قبائلی علاقوں کو جنگجو، جفاکش لوگوں کی دھرتی کہا جاتا ہے۔ یہاں تاریخ بتاتی ہے کہ جو طاغوتی طاقت اپنی برتری کا زعم لے کر ان علاقوں کو فتح کرنے چلی اسے ناکامیوں اور رسوائیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ برطانوی فوج نے ۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک یہاں پر فقیر اپی نامی مجاہد کی گرفتاری کے بہانے پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے گیارہ سالہ طویل آپریشن کیا لیکن اپنے کئی فوجیوں کے جانی نقصان اور تابوت اٹھا کر برطانوی فوج ناکام واپس پلٹ گئی۔

قبائلی علاقہ پاکستان کے لئے محفوظ و مامون سمجھا جاتا تھا۔ ایک زمانے میں یہ علاقہ غیر کہلاتا تھا یہاں باہر سے کسی کو آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہاں کے لوگ اپنا نظام چلاتے تھے جو ان علاقوں کے باشندوں کے لئے قابل قبول تھا۔ محمد علی جناح نے ان علاقوں کو پاکستان کی سیکنڈ ڈیفنس لائن قرار دے کر یہاں فوجیوں کی تعیناتی رکوادی تھی۔ ہر قوم کی ایک اپنی نفسیات ہوتی ہے اور قبائلیوں کی نفسیات یہ ہے کہ وہ اپنی سرزمین پر کسی غیر کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کرتے، انہیں پیار سے تو رام کیا جا سکتا ہے لیکن طاقت کے ذریعے انہیں زیر کرنے کی ہر کوشش یہاں مزاحمت ہی کاشت کرتی آئی ہے۔

امریکہ کی نظر ان قبائلی علاقوں پر ایک عرصے سے ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں وہ بیک وقت اپنے کئی اہداف حاصل کر سکتا ہے۔ ان علاقوں کو اپنا مرکز بنا کر نہ صرف پاکستان کے جوہری اثاثوں تک اس کی رسائی ممکن ہو سکے گی بلکہ

چین اور افغانستان پر بھی کڑی نگاہ رکھی جاسکتی ہے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ کو ایک بہانہ ملا اس نے پاکستان کی لاجسٹک سپورٹ کے ذریعے افغانستان پر جنگ مسلط کی اور پھر سات سالوں بعد اس جنگ کو دھکیل کر پاکستان میں لے آئے۔ اس دوران قبائلی علاقوں پر چڑھ دوڑنے کے لئے اس نے پاکستان پر دباؤ جاری رکھا بالآخر سابق صدر پرویز مشرف نے گھٹنے ٹیکے اور دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کی آڑ میں تحفظ کے نام پر ۲۰۰۴ء میں اپنے علاقوں میں فوج داخل کر دی جس کی فضائیں کبھی دہشت گردی سے آلودہ نہ رہیں اور جہاں کوئی دخل اندازی کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

یہ وہ نقطہ آغاز تھا جس نے قبائلیوں کے دل میں حکومت کی محبت کی جگہ نفرت اور دوستی کی جگہ دشمنی کے ایسے بیج بو دیئے جس کے بعد امن ایک خواب اور استحکام و سلامتی جیسے الفاظ نایاب ہو کر رہ گئے۔ یہ ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴ء تھا جب فوج اور قبائلیوں میں پہلی باقاعدہ جھڑپ ہوئی۔ یہ جھڑپ وانا میں ہوئی جس میں فوج کے تین سپاہی اور تیرہ قبائلی جاں بحق ہوئے جنہیں بعد کی رپورٹوں میں عام قبائلی باشندے کہا گیا۔ اس کے بعد یہ رسم چل نکلی اور خون پانی کی طرح سستا ہو گیا۔ قبائلی علاقوں میں ہونے والے آپریشن میں بچوں، بوڑھوں اور خواتین کی بھی رعایت نہ کرنے پر قبائلی بھڑک اٹھے اور پھر یہ جنگ قبائلی علاقوں تک محدود نہ رہی اور پورا پاکستان خودکش دھماکوں سے سلگ اٹھا۔ اس کے باوجود اس وقت کی حکومت مذاکرات کی بجائے قوت سے قبائلیوں کو جھکانے کی مشرف پالیسی پر عمل پیرا رہی۔ یہ پالیسی نہیں تھی بلکہ ایسے کانٹے تھے جو امن و امان کی طرف جانے والے ہر راستے میں بچھا دیئے گئے۔

نئی حکومت کے قیام پر قوم نے سکھ کا سانس لیا مگر رفتہ رفتہ یوں محسوس ہونے لگا کہ صرف اتنا ہوا کہ حبس کا موسم ختم ہو کر لو چلنے لگی۔ یوں تو پہلے بھی امریکہ نے دبی آواز میں کہا القاعدہ اور طالبان کے تعاقب میں پاکستان کے اندر گھس سکتے ہیں لیکن ۱۸ اگست ۲۰۰۸ء کو مشرف کے استعفیٰ کے ساتھ ہی امریکہ کھل کر سامنے آگیا۔ ستمبر کے مہینے کے آغاز کے ساتھ ہی ستم گری کے جوہر بھی عیاں ہو گئے۔ ۲، ۳، ۴ ستمبر کے بعد ۶، ۸، ۱۳ اور پھر ۱۶ ستمبر ۲۰۰۸ء کو شمالی

وزیرستان پر امریکہ نے میزائل حملے کئے ان حملوں میں ۵۰ سے زائد قبائلی شہید ہوئے۔

رمضان المبارک میں قبائلی علاقوں میں آپریشن ختم کرنے کا اعلان کیا گیا تھا مگر اس اعلان کی بازگشت ابھی فضا میں ہی تھی کہ امریکہ کے حکم پر قبائلی علاقوں میں پھر شورش شروع ہو گئی۔ اپنوں کے ہاتھوں اپنوں کے مارے جانے کے سلسلہ کا دوبارہ آغاز ہو گیا۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق پانچ سو طالبان جبکہ ۲۷ سکیورٹی فورسز جاں بحق ہوئے مگر بی بی سی کی رپورٹ میں کہا گیا کہ مارے جانے والوں میں اکثریت خواتین کی تھی۔ باجوڑ، وزیرستان میں بہنے والا خون ابھی خشک بھی نہ ہونے پایا تھا کہ امریکی حکم پر وادی سوات پر شب خون مار دیا گیا۔ یوں جنگ کا دائرہ پھیل گیا اور ملک کے کونے کونے بم دھماکوں سے گونج اٹھے۔ امریکہ نے بڑی صفائی کے ساتھ پاکستانی حکمرانوں کو اپنے بس میں کرتے ہوئے بلیک واٹر آرمی کو ملک کے مختلف شہروں تک پھیلا دیا جن کے وجود کا انکشاف میریٹ ہوٹل اور پشاور کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں ہونے والے دھماکوں میں ان کی لاشیں بر آمد ہونے کی صورت میں ہوا۔

اب ایک فیصلہ کن معرکے کی بساط بچھائی جا چکی ہے جہاں دنیا کی تین بڑی قطبی طاقتیں یعنی امریکہ اور اس کے اتحادی، روس اور چین اور دنیائے اسلام کی مدافعتی قوت کے درمیان فیصلہ ہونے والا ہے۔ امریکا کا آخری ہمارا پاکستان ہے کیونکہ افغانستان میں طالبان نے امریکیوں کا غرور خاک میں ملا دیا ہے اور اس لئے امریکا اس جنگ کو آٹھ سال میں کچھوے کی طرح دھکیل کر پاکستان داخل کر چکا ہے۔ اس کے لئے وہ ڈالر بوریوں میں بھر رہا ہے اور مستقبل میں پاکستانی فوج کو بالآخر افغانستان میں دھکیل کر اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر پاکستانی حکومت نے امریکی جھانسے میں آنے کی غلطی کی تو سکندر، برطانیہ، روس اور امریکا کی شکست کے بعد ایک اور ایٹمی قوت کی شکست کا اضافہ ہو جائے گا۔ مگر پاکستان اپنی نظریاتی بنیاد لا الہ الا اللہ پر لوٹ آئے گا اور دینی قوتیں حکمران بن جائیں گی۔

سودیت یونین کے ٹوٹ جانے کے بعد امریکہ نے ساری دنیا پر بالادستی کا خواب دیکھا۔ ایک ایسا نظام

جس سے دنیا بھر میں امریکی بالادستی قائم ہو لیکن یہ خواب صرف پندرہ سال کے عرصے میں پاش پاش ہو گیا۔ جس طرح پچھلی صدی میں ہٹلر نے LEBENSRAUM کا تصور پیش کیا تھا کہ جرمن قوم سب سے ارفع و اعلیٰ قوم ہے اس لئے اسے ساری دنیا پر حکمرانی کا حق حاصل ہے لیکن وہ تصور پندرہ سال کے اندر ٹوٹ گیا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ جرمن تصور کو ختم کرنے کے لئے ساری دنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو گئی تھیں۔ ہٹلر کی جارحیت کا تصور ختم ہوا اس طرح امریکہ کی ہٹلر شاہی کا تصور جس طاقت نے توڑا ہے وہ عالم اسلام کی مدافعتی قوت ہے جو ایک ناقابل تسخیر لامکان حقیقت ہے۔ اس طاقت نے ۸۰ کی دہائی میں سوویت یونین کو شکست دی۔ اسی مدافعتی قوت نے عظیم تر اسرائیل کا خواب چکنا چور کیا۔ اسی قوت نے عظیم تر مشرق وسطیٰ کا منصوبہ خاک میں ملایا اور اسی قوت نے عراق میں امریکہ اور افغانستان میں نیٹو اور امریکہ کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ تمام جارحیت پسند قوتوں کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا درست ہو گا کہ آج دنیا کا عالمی نظام ایک مرکزی نہیں رہا بلکہ سہ جہتی بن چکا ہے جس میں تین طاقتیں شامل ہیں۔ ایک امریکہ ہے جس کے ساتھ اس کے اتحادی یورپ، بھارت اور جاپان، دوسری جانب چین اور روس ہیں، تیسری طاقت عالم اسلام کی مدافعتی قوت ہے۔ یہ تین بڑی طاقتیں عالمی نظام مرتب کر رہی ہیں۔ روس اور چین تصادم کی کیفیت میں نہیں ہیں لیکن بالواسطہ وہ بھی افغانستان کی جنگ میں شامل ہیں جہاں پر امریکہ، یورپ اور بھارت مل کر فیصلہ کن راؤنڈ کے لئے تیاری کر چکے ہیں جس کے لئے بھارت اپنے فوجیوں کو افغانستان میں اتار چکا ہے۔

یہی وہ حالات ہیں جو مستقبل میں جنگ کا نقشہ پیش کر رہے ہیں جس میں امریکہ، بھارت، یورپ، اسرائیل، چین، روس اور اسلامی مدافعتی تیسری قوت شریک ہو گی، گھمسان کا رن ہو گا۔ اسی اسلامی قوت نے پاکستان میں بھی جنم لیا ہے جس کی سرسراہٹ اب صاف سنائی دے رہی ہے جس کا رخ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے پاکستان کی طرف موڑ دیا ہے خصوصاً افغان حکومت نے افغانستان کے وزیر خارجہ رنگین دار فر جو ۱۴ سال بھارت میں رہے اور RAW

کے لئے کام کرتے ہیں ان کا تصور یہ تھا کہ اس جنگ کو پاکستان کی طرف پلٹ دیا جائے تا کہ پاکستانی فوج اور دینی طبقہ آپس میں الجھ کر رہ جائے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اس جنگ کا رخ پاکستان کی طرف اس لئے پلٹا کہ پرویز مشرف نے امریکہ کو کھلی اجازت دے رکھی تھی کہ وہ سوات سے وزیرستان اور بلوچستان تک ہمارے قبائلی علاقوں میں سی آئی اے، ایف بی آئی اور امریکی سپیشل فورس بلیک واٹر آرمی کو آزادی کے ساتھ اپنی سرگرمیاں دکھانے کا پورا اختیار دیا گیا۔ امریکیوں کو مزید سہولتیں بھی دی گئیں۔ مثلاً تربیلا میں امریکن سی آئی اے، ایف بی آئی کا بہت بڑا اڈا ہے جہاں اب بلیک واٹر والے قیام پذیر ہیں۔ اسی طرح بلوچستان کے علاقوں میں سی آئی اے کا سیٹ اَپ ہے جنرل ریٹائرڈ مرزا اسلم بیگ کے انکشاف کے مطابق امریکی ڈراؤن بلوچستان میں شمسی ائیر بیس سے پرواز کرتے ہیں اس طرح ہماری زمین ہمارے ہم وطنوں کے قتل میں ان صلیبیوں کو استعمال کرنے کی اجازت دی جا چکی ہے۔ اور میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں سی آئی اے کا کنٹرولنگ ہیڈ کوارٹر تھا۔ مشرف نے آئی ایس آئی اور ملٹری انٹیلی جنس کو کہا کہ ان علاقوں سے دور رہے اور امریکیوں کو کھلی آزادی دی۔ پاکستان انٹیلی جنس ایجنسیاں صرف گسٹاپو کا کام کرتی رہیں اور اپنے ہی لوگوں کو پکڑ پکڑ کر دشمنوں کے حوالے کرتی رہیں۔

امریکہ نے پچھلے چار سالوں میں افغان سرحد کے ساتھ پورے علاقے میں سوات سے وزیرستان اور بلوچستان تک اپنا نیٹ ورک قائم کیا۔ بلیک واٹر کے ذریعے اپنے گروپ بنائے۔ ڈالروں کی ریل پیل، اسلحہ اور ہر چیز ان کو دی۔ وفاداریاں خریدیں مگر جب خاطر خواہ کامیابیاں نہ ملیں تو میزائل حملے شروع کر دیئے۔ اب یہ منظر ہے کہ امریکہ نے سوات سے بلوچستان تک افغانستان پاکستان کی سرحدوں کو ایک بفر زون بنا دیا ہے تا کہ امریکیوں کو افغانستان میں تحفظ ملے۔

امریکیوں نے کنڑ کے علاقے میں ایک بہت بڑا فوجی اڈا بنایا ہے جو دریائے کابل کے ساتھ ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے ضروری تھا کہ جنوب میں پاکستان کے علاقوں میں سکیورٹی زون بنایا جائے اس لئے بطورِ خاص مہمند، باجوڑ، سوات اور دیر کے علاقے پر توجہ دی گئی۔ ان علاقوں میں بھارت اور امریکہ نے بلیک واٹر اور را کے ذریعے کئی ایسے

گروپ داخل کئے جنہوں نے مدافعتی سپاہیوں کا بھیس بدل کر ان کو بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ یہاں سے امریکی مفادات کی خاطر اس قوت کو ختم کیا جائے۔ یہ تیر نشانے پر بیٹھا پاکستانی فوج اور قوم آپس میں لڑ پڑی۔

مگر یہ تیسری بڑی طاقت کسی ایک علاقے تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک نظریہ ہے، ایک سوچ ہے، ایک خداوندی قوت ہے جس کے ہاتھوں عالمی نظام کے خدوخال مرتب ہو رہے ہیں۔ جن سے ٹکرا کر دنیا کی تمام بڑی طاقتیں اور ان کے اتحادیوں کا غرور خاک میں مل چکا ہے۔ پھر بھی مغربی دنیا اس طاقت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں جبکہ ہر قدم پر اسی طاقت کے ہاتھوں شکست در شکست کھا رہی ہے جنہیں دہشت گرد کہہ کر خود فریبی میں مبتلا ہیں۔

7 اکتوبر 2001ء کو اعلانِ جنگ کرتے ہوئے بندر اور خنزیر کی اولاد صدر بُش نے جو فرمایا تھا ملاحظہ فرما لیں۔ اس نے بڑے متکبرانہ انداز میں کہا تھا۔ کہ ”طالبان کو کمین گاہوں سے نکال کر کٹہرے میں لایا جائے گا، اس جنگ میں امریکا نہ تھکے گا نہ ناکام ہو گا۔“ امریکی رپورٹوں کے مطابق سال 2009 کا اگست بہت نقصان دہ ثابت ہوا یوں ہر مہینے امریکی مرداروں کو تابوت میں بند کر کے بھیجا جانے لگا، جولائی اس سے بھی سخت، ستمبر پچھلے مہینوں سے سخت اور اکتوبر تو آٹھ سالہ افغانستان کی جنگ میں سخت ترین مہینہ گزرا۔ 28 اکتوبر 2009 کو تین امریکی ہیلی کاپٹر اللہ کی مدد و نصرت سے طالبان نے مار گرائے جس میں 14 امریکی مُردار ہوئے اور 29 اکتوبر کو آٹھ امریکی مارے گئے تو پینٹاگون نے صرف 28، 29 تاریخ کو آٹھ سالہ امریکی جارحیت کے بعد سب سے بڑا نقصان ٹھہرایا ہے ان کافروں پر اللہ واضح کر چکا ہے کہ ذلت اور پستی ان کا مقدر ہے، لیکن اس کے باوجود یہ اپنی صلیبی جنگ کا ایندھن بنتے جا رہے ہیں۔ اس کا اعتراف جولائی 2009ء میں امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے ان الفاظ میں کر کے صدر بش کے تکبر پر لات مار دی کہ ”امریکی فوج اور قوم تھک چکی ہے اور ہم افغانستان میں طویل جنگ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔“

یہ تیسری طاقت ایک حقیقت ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جس نے سمجھ لیا وہ کامیاب جس نے نہ

سمجھا وہ ہار جائے گا کیونکہ االلہ تعالیٰ نے ہماری سرحدوں پر اتنی مضبوط حفاظتی دیوار مہیا کر دی ہے جسے توڑنے کی دنیا کی کسی طاقت کے پاس صلاحیت نہیں ہے۔ پھر کیا ڈر ہے؟ "افغانستان" کیا خوف ہے؟ "پاکستان" تو اللہ کے سپاہی ہمارے محافظ ہیں۔ اللہ کی یہی رضا ہے کہ ساری دنیا میں طاقت کا توازن قائم رہے ورنہ طاقتور قومیں نہ جانے کب کمزور اور غریب قوموں کو ہڑپ کر چکی ہوتیں۔ امریکہ کا دنیا پر حکمرانی کا خواب ٹوٹ چکا ہے۔ یہ سب کن ہاتھوں سے ہوا ہے؟ وہی بھوکے اور سوکھی روٹی کھانے والے ہیں، گھنی داڑھیوں اور لمبی قباؤں والے، جن کے پیروں میں ٹوٹی ہوئی چپل ہے اور ہاتھوں میں ہلکے ہتھیار ہیں لیکن پھر بھی سامراجی طاقتیں انہیں دہشت گرد کہتی ہیں اب انہی کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کرنا چاہتی ہیں۔ افغانستان کے حکمران بھی ملا عمر سے مدد کے طلبگار ہیں۔

پاکستانی قوم کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ملک دشمنوں سے محفوظ ہے لیکن اصل خطرہ خود اپنوں سے ہے جو سیاسی مصلحتوں کے تحت کاسہ لیسی اختیار کئے ہوئے ہیں اور ملک کے کونے کونے میں بلیک واٹر آرمی کو پہنچا کر بھی ان کی موجودگی سے انکاری ہیں۔ کیا عجب اتفاق ہے کہ جن خدامستوں کو ہم دہشت گرد کہنے پر پوری پاکستانی قوم متفق ہیں وہ تو ان امریکی گرگوں کو نشانہ بنانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے مگر ملک کے محافظ ان کی حفاظت کے لئے ان کے گرد حصار بنائے ہوئے ہیں۔ ان کی آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہر طرح کی سہولت دینے کے لئے پوری مستعدی دکھاتے ہیں اور ان کی خوشنودی کے لئے سر دھڑ کی بازی تک لگا دیتے ہیں مگر فکر کی کوئی بات نہیں یہ خدامست بھوکے ننگے، بے سروسامان اللہ کے سپاہی ان صلیبی امریکی کتوں سے نمٹنے کا طریقہ بخوبی جانتے ہیں۔

بلیک واٹر کا انتشار امریکی راستہ ہموار

امریکہ اس وقت پوری طرح پاکستان میں قدم جما چکا ہے اور ان کے پاؤں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے وہ اپنے سفارت خانے کی توسیع کے نام پر اسلام آباد میں چھاؤنی بنا رہا ہے۔ یہ سفارت خانہ اس وقت 37.8 ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے جبکہ اس میں ۱۸ ایکڑ رقبے پر چھاؤنی نما یہ سفارت خانہ قائم ہو گا اور اس کی تعمیر پر ۷۳۶.۶ ملین ڈالرز میں سے ۱۱۱ ملین ڈالرز 350 سو لوگوں کے لئے انیکسی پر خرچ ہوں گے جبکہ ۴۰۵ ملین ڈالرز ۱۵۶ رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے، ۱۰۸ ملین ڈالرز ۱۵۶ ملین ڈالرز امریکی میرینز کے کوارٹروں اور دیگر دفتری سہولیات کے لئے، ۲۹.۶ ملین ڈالرز لاہور میں نئے قونصلیٹ کے لئے اور پشاور میں سفارتی مشن کے لئے ۴۰.۱ ملین ڈالرز خرچ کئے جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ ۷۳۶.۵ ملین ڈالرز کی یہ خطیر رقم ایک سفارت خانے کے نام پر پاکستان جیسے ملک میں کیوں لگا رہا ہے؟ اور کیا اس کے باوجود بھی ہم خود کو خود مختار کہہ سکتے ہیں؟ کیا اس کے باوجود ہم خود کو محفوظ خیال کر سکتے ہیں؟ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہماری حکومت اس خطرہ کو سمجھ رہی ہے اور نہ ہی خود مختاری اور آزادی پر قدغن بلکہ حکومت کا یہ کہنا ہے کہ امریکن میرینز کی آمد، چھاؤنی کی تعمیر اور ڈرونز حملوں سے ہماری سالمیت کو کوئی خطرہ نہیں۔ ہم امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی اور دوست ہیں اور امریکیوں کے پاکستان بارے عزائم خطرناک نہیں ہیں۔ ہمارا دفاع مضبوط ہے، ہمارے ایٹمی اثاثے محفوظ ہیں، ہمارے خلاف کوئی سازش نہیں ہو رہی اور ہم آزاد اور خود مختار ملک ہیں۔ ایک طرف یہ بیانات ہیں اور دوسری طرف صورتحال اس قدر سنگین ہو چکی ہے کہ بدنام زمانہ امریکی ایجنسیوں کے درجنوں اہلکار پاکستان میں اپنی خفیہ کاروائیوں میں مصروف ہیں۔ بلیک واٹر اور ریکن ہیڈ جیسی جاسوس اور خطرناک ترین ایجنسیاں ملک بھر میں اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کے لئے جال پھیلا چکی ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے عراق اور افغانستان میں داخل ہو کر امریکی فوجیوں کی راہیں ہموار کی تھیں،

حملوں کا جواز گڑا تھا اور یہی لوگ آج کل پاکستان میں دندناتے پھر رہے ہیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ سازشی اور جاسوس گذشتہ ایک سال سے پاکستان آ رہے ہیں۔ یہ لوگ پہلے میریٹ اور پرل کانٹی نینٹل جیسے ہوٹلوں میں قیام پذیر رہے لیکن جونہی ہوٹلز خودکش حملوں کی زد میں آئے انہوں نے اپنا بوریا بستر اٹھایا اور آبادی اور کمرشل ایریاز میں شفٹ ہو گئے۔ یہ لوگ اس وقت اسلام آباد، لاہور، کراچی، پشاور، حیدرآباد اور کوئٹہ کے علاوہ جنوبی پنجاب کے متعدد شہروں میں اپنی مکروہ سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہیں۔ ان کا نیٹ ورک پاکستان کے طول و عرض تک پھیلا چکا ہے۔ اس وقت صرف پشاور میں ۱۸ بلیک واٹر اہلکار موجود ہیں۔ یہ اہلکار کچھ عرصہ پشاور کے حیات آباد کے علاقے میں مقیم رہے لیکن بعدازاں خودکش حملوں کے خوف سے یونیورسٹی ٹاؤن کے علاقے میں منتقل ہوگئے جبکہ تربیلا میں بھی ۸۰ کے قریب بلیک واٹر اہلکار موجود ہیں جو پاکستان کی اندرونی اور بیرونی صورتحال کا جائزہ لے رہے ہیں۔ پاکستان اور امریکی فوج کے لئے راہیں ہموار کر رہے ہیں۔ آپ خود ملاحظہ کیجئے، ۶ اگست کو ہمارے دفتر خارجہ کے ترجمان عبدالباسط نے یہ انکشاف کیا تھا کہ پاکستان میں عنقریب ایک ہزار امریکی میرینز آنے والے ہیں جبکہ ہمارے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے اس بیان کی نہ صرف تصدیق کی تھی بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا تین سو امریکی میرینز تربیلا پہنچ چکے ہیں اور یہ پاک فوج کو ٹریننگ دے رہے ہیں۔ عنقریب نیٹو پاکستان میں اپنا آفس قائم کر رہا ہے اور پاکستان نیٹو کو تربیلا میں ائیر بیس کے قیام کی اجازت بھی دے چکا ہے۔ اسی طرح ایک رپورٹ گذشتہ دنوں واشنگٹن ٹائمز پریاس کے حوالے سے انکشاف کیا تھا کہ امریکہ نے پاکستان اور افغانستان کے لئے انٹیلی جنس ادارہ قائم کر دیا ہے۔ یہ ادارہ سینٹر فار افغانستان پاکستان ایکسی لینسی کے نام سے قائم کیا گیا ہے اور یہ پاک افغان پالیسی ساز افراد سے معلومات حاصل کرے گا اور اس کے بعد امریکہ کی پاکستان اور افغانستان کے لئے حکمت عملی تشکیل دے گا جبکہ اس ادارے میں ایک ٹریننگ اکیڈمی بھی قائم کی جائے گی جو مستقبل کے تجزیہ کاروں، افسروں اور خفیہ اہلکاروں کو تربیت دے گی۔ یہ ساری صورتحال جہاں بہت ہی الارمنگ ہے وہیں لمحہ فکریہ بھی ہے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ ملک میں امریکیوں کی مداخلت بڑھتے بڑھتے خطرناک حدود میں داخل ہوگئی ہے ہم یومِ دفاع منا رہے ہیں اور بانگ

دہل یہ دعوے کر رہے ہیں کہ ہمارا دفاع مضبوط، ہمارا ایٹمی پروگرام محفوظ ہے اور ہم خود مختاری پر کوئی حرف نہیں آنے دیں گے۔ جس ملک میں ہزاروں غیر ملکی جاسوس دندناتے پھر رہے ہوں، جس ملک کی فضائی حدود کی ترپین بار خلاف ورزی ہو رہی ہو، جس ملک میں بلیک واٹر وریکن ہیڈ کے بدنام زمانہ ایجنٹ سر عام سازشوں میں مصروف ہوں اور جس ملک میں رچرڈ ہالبروک وائسرائے کی حیثیت اختیار کر چکے ہوں وہ ملک اور قوم یومِ دفاع مناسکتی ہے؟ کیا وہ قوم یومِ دفاع منانے کی حقدار ہے؟ جس ملک کے طورخم بارڈر پر نیٹو کے جنگی ہیلی کاپٹر فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کئی کلومیٹر اندر گھس آئیں، وہ گھنٹوں تک آزادانہ پرواز کرتے رہیں اور اس خلاف ورزی پر ملک کا کوئی اعلیٰ عہدیدار چھوٹا سا احتجاجی بیان بھی جاری نہ کرے۔ کیا اس ملک میں بے حمیتی کی اس سے بڑھ کر کوئی اور مثال دی جاسکتی ہے؟ اور جس ملک کو امریکہ کی کالونی بنادیا جائے، جس ملک کی اپنی کوئی حیثیت، اپنا کوئی وقار باقی نہ رہے کیا وہ ملک خود مختار کہلانے کا مستحق ہے؟ پشاور کے شہری تو ایک عرصے سے ان کرائے کے فوجیوں کی وجہ سے اپنی پریشانیوں کا اظہار کر چکے ہیں جو ان کے چوکوں اور چوراہوں پر جدید ترین اسلحہ اور اعلیٰ ترین بلٹ پروف گاڑیوں میں نظر آتے ہیں۔ عراق میں جب ان لوگوں پر قتل کرنے، عورتوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے اور بچوں کو تشدد کر کے مارنے کے الزامات لگے تو انہوں نے اپنا نام بدل کر Xe رکھ لیا جسے عرف عام میں ”زی“ کہتے ہیں۔ یہ تنظیم اپنی نظریاتی بنیاد مالٹا کے ان کٹر عیسائی گروہوں سے وابستہ کرتی ہے جو آخری صلیبی جنگ میں صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد ذلت و رسوائی کی وجہ سے یورپ میں واپس نہیں گئے تھے بلکہ فلسطین کے ساتھ سمندر کی دوسری جانب جزائر مالٹا میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور زندگیوں کا یہ مشن بنالیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں سے اس دنیا کو پاک کرنا ہے۔ بلیک واٹر تنظیم کا خمیر بھی اسی نظریئے سے اٹھا ہے اور اس نے اپنے زیر تربیت افراد کے دلوں میں مسلمانوں سے نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور انہیں وہ تمام ہتھکنڈے سکھائے ہیں جن سے شہری علاقوں میں نہتے اور مسلح افراد پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاسکتے ہیں۔ بہت سے تبصرہ نگار مغربی اخباروں میں لکھتے ہیں کہ ان کو جو ٹریننگ دی جاتی ہے وہ لاطینی امریکہ کے لئے قائم کیا گیا بدنام زمانہ سکول آف امریکاز سے زیادہ خطرناک اور پر تشدد ہے۔ اس سکول

سے ایسے فوجی تربیت پاتے تھے جنہوں نے لاطینی امریکہ کے ملکوں چلی، ہنڈراس، نکاراگو اور دیگر جگہوں پر وہ ظالمانہ کاروائیاں کیں کہ انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور آج لاطینی امریکہ ابھی تک اپنے شہیدوں اور غائب ہو جانے والے افراد کو یاد کر کے آنسو بہاتا ہے جبکہ بلیک واٹر کی ٹریننگ اور ان کے دلوں میں نفرت اور غصہ ان سے کہیں زیادہ بھر دیا گیا ہے۔

موجودہ وقت پاکستان کے اندر ان کی کاروائیوں میں شامل چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

گذشتہ دنوں میں سابقہ ایم این اے شاہ عبدالعزیز کو گرفتار کر لیا گیا تھا جن پر مقدمہ چلا اور لگائے گئے الزامات ثابت نہ ہونے پر عدالت نے انہیں رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد شاہ عبدالعزیز نے ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ جب مجھے گرفتار کیا گیا تو میرے چہرے کو کالے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ جب میری آنکھوں سے بندھی ہوئی پٹی کھولی گئی تو میری نظر میرے ہاتھوں میں پڑی ہوئی ہتھکڑی پر پڑی جس پر واضح طور پر تحریر تھا میڈ ان یو ایس اے، جس سے میں فوراً سمجھ گیا کہ میری گرفتاری میں کون ملوث ہے؟ یہ دراصل بلیک واٹر کی کاروائی تھی۔ شاہ عبدالعزیز کو جامعہ حفصہ کے معصوم طلباء و طالبات کی جان بچانے کی کوشش اور ان کی حمایت کی سزا دی گئی۔ بلیک واٹر کے گرگے جہاں جہاں بھی رہائش پذیر ہوتے ہیں وہاں کی عوام کے ساتھ ان کا رویہ نہایت ہی غلامانہ ہوتا ہے۔ ان کی پاکستان میں آمد کا سلسلہ دراصل ۲۰۰۱ء میں شروع ہو چکا تھا مگر تب یہ لوگ خفیہ طور پر کاروائیاں انجام دیتے تھے۔ کئی لوگوں کے غائب ہونے میں اسی بلیک واٹر کا ہاتھ کارفرما تھا۔ اس نے مختلف شہروں کے مختلف مقامات سے مختلف لوگوں کو غائب کر دیا جن کے بارے میں ملک کی تمام سکیورٹی ایجنسیاں لاعلمی کا اظہار کرتی رہیں مگر کسی نے بھی جان کے خوف سے اس تنظیم کا نام ظاہر کرنے کی جرأت نہ کی۔ اب چونکہ میڈیا پر مختلف رپورٹوں میں اس تنظیم کو ظاہر کر دیا ہے جس کی وجہ سے عوام ان کو پہچاننے لگی ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ مگر حکومتی سطح پر مسلسل ان کے وجود سے انکار نے کئی شبہات کو جنم دے دیا ہے کہ آخر حکومت ان کی آمد کو

کیوں خفیہ رکھنے پر بضد ہے؟

چنگیز خان سے زیادہ ان خونخوار بھیڑیوں کو سرزمین پاکستان میں کس نے گھسنے کی اجازت دے رکھی ہے؟ جو مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں۔ عراق و افغانستان میں بھی انہی خونخوار بھیڑیوں نے بربریت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ امریکہ کا یہ ناجائز بچہ پاکستانی سرزمین پر خون خرابہ کر کے یہود و نصاریٰ کے عزائم کی تکمیل چاہتا ہے اور ماضی میں بھی مسلمان حکمرانوں سے مار کھانے کا بدلہ چکا رہا ہے۔ یہ لوگ پاکستانیوں کو انہی کی سرزمین پر غلامی کا احساس کھلے بندھوں کروا رہے ہیں تاکہ ان کا خوف لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جائے اور کوئی ان کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ یہ تمام مہربانیاں ہمارے اپنوں کی ہیں جو ڈالروں کی چمک میں اندھے ہو چکے ہیں۔ بلیک واٹر تنظیم دراصل ایک ایسے قاتلوں کا جمگھٹا ہے جو صرف اور صرف خون سے اپنی پیاس بجھاتا ہے اور ان بھیڑیوں کو مسلمانوں کا خون اپنے ہی میر جعفروں اور میر صادقوں کی وجہ سے راس آیا ہے جو ان کو ہر جگہ تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بھی پاکستان سے اغوا کرنے میں بلیک واٹر کا ہی ہاتھ ہے کیونکہ واشنگٹن میں پاکستانی شہریوں کے وفد سے بوقت ملاقات ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے یہ اہم انکشاف کیا کہ مجھے میرے بچوں سمیت مارچ 2003ء کو کراچی سے راولپنڈی آتے ہوئے ریلوے اسٹیشن سے کسی غیر ملکی ایجنسی نے اٹھایا۔ ان کو یہ معلوم نہیں کیونکہ جب ان کی آنکھ کھلی تو وہ افغانستان میں تھیں۔ جس سیل میں مجھے رکھا گیا تھا اس کے برابر سے مجھے اپنے بچوں کی چیخوں کی آوازیں آتی تھیں۔ دورانِ تفتیش امریکی حکام نے ان سے غیر اخلاقی سلوک کیا۔ تین نقاب پوش افراد نے دورانِ تفتیش میرے کپڑے پھاڑ دیئے تھے۔ اس کے علاوہ افغانستان میں امریکی نے ان پر فائرنگ بھی کی تھی۔

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ بلیک واٹر پاکستان میں کس قدر فعال ہے اور کتنے عرصے سے پاکستان میں کام کر رہے ہیں اور پاکستانی عوام سے جانوروں سے بدتر سلوک کر رہے ہیں مگر حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی

بلکہ الٹا ان کا وجود چھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔ پاکستانی عوام پر کرائے کے ان قاتلوں کو زبردستی مسلط کیا جا رہا ہے تاکہ عوام خوف و ہراس کی سحر سے باہر نہ آسکے اور ان کے خلاف بڑے پیمانے پر ایجی ٹیشن نہ شروع ہو جائے مگر وہ دن دور نہیں جب بلیک واٹر جیسی مذہبی جنونی تنظیم جو دراصل کروسیڈی سپاہی ہیں جو سابقہ ادوار کا بدلہ مسلمانوں سے چکانا چاہتی ہے کا سر عوامی طاقت سے تیسری بڑی قوت کچل کر رکھ دے گی۔

بلیک واٹر مذہبی جنونیوں کا گروہ

ایک گورا وہ تھا کہ جب وہ برصغیر کے کسی ”چھٹے ہوئے“ کو انتہائی سزا دینا چاہتا تو اسے کالے پانی بھیج دیا کرتا تھا اور ایک گورا یہ ہے کہ جہاں وہ ”بدقماشوں“ کو انتہائی سزا دینا چاہتا ہے تو کالے پانی ہی کو وہاں بھیج دیتا ہے۔ یہ وقت کے ساتھ ساتھ گورے کے مہذب تر ہوتے چلے جانے ہی کی ایک نشانی ہے۔ سو اطلاعات یہ ہیں کہ سلطنت خداداد پاکستان میں یہ کالا پانی داخل ہو چکا ہے۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے؟

Black Water Worldwide یا Xe Services کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا کی بدلحاظ ترین Mercenaries یعنی کرائے کے قاتلوں کی فوج ہے (لغت میں بھاڑے کا ٹٹو بھی کہا گیا ہے) امریکہ کی ریاست کیرولینا کے شمالی علاقے میں اس کا صدر دفتر ہے۔ اس کی طاقت اور اثر و نفوذ کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی اکلوتی سپر پاور تک اس پر قابو پانے سے قاصر ہے اور غالباً اسی لئے وہ اس مادر پدر آزاد چنڈال چوکڑی کو ایسے ناروا کاموں کے لئے استعمال کرتی ہے جو وہ اپنی باقاعدہ فوج سے کرانے میں عار محسوس کرتا ہے۔ (ابو غریب جیل) اس طرح اس فوج کو بیرونِ ملک مصروف رکھا جا سکتا ہے تا کہ اندرونِ ملک اس کے شر سے مامون رہے۔ اس پرائیوٹ فوج کی بنیاد امریکہ میں ”بلیک واٹر“ کے نام سے ۱۹۹۷ء میں رکھی گئی۔ ایرل پرنس اور کلارک اس کے بانی ہیں۔ ۲۰۰۷ء میں تنظیم کے ساتھ ایک لاحقے کا اضافہ کر کے اس کا نام ”بلیک واٹر ورلڈ وائیڈ“ رکھ دیا گیا تاہم عرفِ عام میں یہ آج بھی بلیک واٹر کہلاتی ہے۔ اس فرم کا کاروبار بظاہر حرب و ضرب کی تربیت فراہم کرنا ہے۔ یہاں سے ہر سال ۴۰ ہزار افراد فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ کمپنی کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی بہترین تربیت اور سروس فراہم کرتی ہے۔ عراق میں اپنی ظالمانہ اور شرمناک کاروائیوں کے باعث جب یہ تنظیم دنیا بھر

میں بہت بدنام ہوگئی تو اس کے موجودہ صدر گرے جیکسن نے ۱۳ فروری ۲۰۰۷ء کو اس کا نام تبدیل کر کے Xe رکھ دیا جس کا تلفظ "زی" کیا جاتا ہے لیکن اس کی جلی و خفی سرگرمیاں بدستور وہی ہیں کہ جو تھیں۔

بتایا جاتا ہے کہ زی آرمی فوج کے ریٹائرڈ، بدکردار اور جرائم پیشہ لوگوں کو دنیا بھر سے بھرتی کرتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اس کا خاص ہدف ایشیاء اور افریقہ کے غریب ممالک ہوتے ہیں۔ یہ غریب ملکوں میں این جی اوز اور بہبودی و فلاحی تنظیموں کے طور پر کام کرتی ہے۔ چھٹے ہوئے بداعمال لوگوں پر خصوصاً مہربان رہتی ہے اور انہیں ان کے خوابوں کی سرزمین یعنی امریکہ کے لئے منتخب کرتی ہے۔ یہ آرمی ان علاقوں میں جہاں آفاتِ سماوی مثلاً زلزلہ یا سیلاب یا سونامی قسم کے حالات ہوں سب سے پہلے پہنچ کر امدادی کاموں میں حصہ لیتی ہے۔

یہ فرم معاوضے پر کسی بھی طرح کا گندا کام کرنے پر تیار رہتی ہے۔ عراق اس کے شرمناک کارنامے محض ایک مثال ہے۔ اس تنظیم نے عراق سے عراقیوں کو بھرتی کر کے عراقیوں ہی کے خلاف استعمال کیا تاہم عراقیوں نے بعض مقامات پر ان کی خوب مرمت بھی کی ہے۔ مثلاً فلوجہ شہر میں بلیک واٹر کے کچھ اہلکار اناج کے ٹھیکیداروں کے بھیس میں کام کر رہے تھے کہ عراقیوں کو ان کی خبر ہوگئی اور انہوں نے انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں دریائے فرات کے کنارے پر لٹکا دیں۔ آج کل پاکستانی میڈیا میں اس تنظیم کی پشاور اور اسلام آباد میں موجودگی کی اطلاعات دی جا رہی ہیں۔

ممتاز کالم نگار اوریا مقبول جان کے مطابق پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں بلیک واٹر کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس کے اہلکار اکثر اوقات علاقے میں آنے جانے والے افراد اور گاڑیوں کی نگرانی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے اہلکار سیاہ لباس اور سیاہ عینکیں لگاتے ہیں۔ یہ بھی سننے میں آرہا ہے کہ اسلام آباد کے امریکی سفارت خانے میں افراد کی بھرتی بلیک واٹر ہی کا منصوبہ ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ کمپنی ایشیائی، افریقہ، لاطینی امریکہ کے غریب ملکوں سے ایسے افراد کو بھاری

مشاہروں پر بھرتی کرتی ہے جن کی طبیعت میں خباثت کا عنصر زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا پاکستان میں بھی اس فرم نے یہ حرکت شروع کر دی ہے۔ بھرتی کے فارم فرم کی ویب سائٹ پر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اردو، پنجابی، پشتو اور دوسری زبانیں روانی سے بولنے والوں کو طالع آزمائی کی دعوت دی گئی ہے۔ ممکن ہے اسے وطن عزیز سے بھی کچھ بے غیرت دستیاب ہو ہی جائیں۔

بلیک واٹر کی فرم شمالی کیرولینا میں حرب وضرب کی تربیت دینے کی خدمات فروخت کرتی ہے۔ کمپنی کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس دنیا کی سب سے بڑی Facility ہے جس میں وہ ہر سال ۴۰ ہزار افراد کو تیار کرتی ہے جن میں اکثریت امریکی یا غیر ملکی فوج اور پولیس کی ہوتی ہے۔

۱۳ فروری ۲۰۰۹ء کو کمپنی کو ایک بار پھر نیا نام Xe (زی) دیا گیا۔ کمپنی کے ترجمان کے این نائرل نے نام کی تبدیلی کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ نام “بلیک واٹر” کمپنی کی عراق میں فروخت کی گئی خدمات سے منسلک ہو کر رہ گیا ہے اور یہ کہ کمپنی کے نئے نام “زی” کے کوئی معانی نہیں ہیں۔ یہ نام کمپنی کے بڑوں نے ایک سال کی تحقیق کے بعد تجویز کیا ہے۔

زی، امریکی محکمہ خارجہ کی تین سکیورٹی ٹھیکیدار فرموں میں سب سے بڑی ہے اور اس کی آمدنی کا ۹۰ فیصد حکومتی ٹھیکوں سے حاصل ہوتا ہے۔ ان میں سے دو تہائی ٹھیکے بغیر بولی کے اس فرم کو دیئے جاتے ہیں۔ اس فرم نے امریکی وفاقی حکومت اور خصوصاً محکمہ خارجہ عراق میں ٹھیکے کی بنیاد پر سکیورٹی خدمات فروخت کی ہیں تاہم اس وقت ان کے پاس عراق کی جو نئی حکومت کی کوششوں کا نتیجہ ہے حکومت نے جنوری ۲۰۰۹ء میں آپریٹنگ لائسنس کے لئے فرم کی درخواست مسترد کر دی تھی۔ تاہم کمپنی کا امریکہ محکمہ خارجہ کے ساتھ معاہدہ ابھی ختم نہیں ہوا لہٰذا اس کے کچھ افراد ماہ ستمبر کے آخر تک عراق ہی میں رہیں گے۔

ایرک پرنس ایک دولت مند باپ کا بیٹا ہے۔ اس نے ورثے میں ملنے والی دولت سے شمالی کیرولینا کے وسیع دلدلی علاقے (Great Dismal Swamp) میں ۲۴ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ایک دلدلی رقبہ خریدا اور اس پر اپنی تربیتی کمپنی کی بنیاد رکھی۔ اس علاقے کے پانی کا رنگ کالا ہے اور کمپنی کا پہلا نام اسی مناسبت سے اس نے Black Water USA رکھا۔ اس کمپنی کا کاروبار فوج اور نفاذِ قانون کے اداروں کو تربیتی خدمات فراہم کرنا تھا۔ ۲۰۰۲ء میں کمپنی نے بلیک واٹر سکیورٹی کنسلٹنگ (BSC) کا ادارہ تشکیل دیا۔ یہ ان متعدد کمپنیوں میں سے ایک ہے جن کی خدمات امریکہ نے افغانستان پر حملے کے بعد حاصل کیں اور یہ ان ۶۰ پرائیوٹ سکیورٹی کمپنیوں میں شامل ہے جنہیں جنگ عراق میں تعینات کیا گیا تھا۔ اس کے فرائض میں امریکی عہدیداروں اور امریکی تنصیبات کی حفاظت کرنا، عراق کی نئ فوج اور پولیس کو تربیت دینا اور قابض افواج کی معاونت کرنا شامل تھا۔ بلیک واٹر کی خدمات امریکہ میں قطرینہ نامی طوفان کی تباہیوں سے نمٹنے کے لئے بھی حاصل کی گئی تھیں۔ یہ خدمات نہ صرف امریکی ہوم لینڈ سکیورٹی نے حاصل کیں بلکہ انفرادی گاہکوں، مواصلاتی، پیٹرو کیمیکل اداروں اور بیمہ کمپنیوں نے بھی حاصل کیں۔ کمپنی کی سرکاری ٹھیکوں سے ایک ارب ڈالر سے زیادہ کی آمدنی ہوئی ہے۔ بلیک واٹر ۹ ڈویژنوں اور ایک ذیلی ادارے بلیک واٹر وہیکلز پر مشتمل ہے۔

"زی" ایک نجی کمپنی ہے اور اپنے داخلی امور کی تشہیر سے گریز کرتی ہے۔ اس کا بانی اور سابق چیف ایگزیکٹو ایرک پرنس بحریہ کا سابق افسر ہے۔ اس نے نیول اکیڈمی اور ہلزڈیل کالج سے تعلیم حاصل کی اور جارج بش کے دورِ اقتدار میں وہائٹ ہاؤس میں انٹرن (زیر تربیت) رہا۔ وہ ری پبلکن پارٹی کے مقاصد اور اس کے امیدواروں کو مالی معاونت بھی فراہم کرتا ہے۔ زی کا موجودہ صدر گیری جیکسن بھی پرنس کی طرح بحریہ کا سیل (Seal) رہا ہے۔ کمپنی کا موجودہ وائس چیئرمین کوفر بلیک سی آئی اے کے مرکز انسدادِ دہشت گردی کا ڈائریکٹر اور ۲۰۰۲ء سے ۲۰۰۴ء تک اسی مرکز کا ایمبیسڈر ایٹ لارج رہا ہے۔ سرکاری ملازمت چھوڑنے کے بعد وہ ایک نجی فرم "ٹوٹل انٹیلی جنس سولیوشن انکارپوریٹڈ" کا

چیئر مین بنا اور ساتھ ہی زی کا وائس چیئر مین بھی۔ رابرٹ رچرڈ ۲۰۰۷ء تک اس کمپنی کا وائس پریذیڈنٹ رہا۔ اس سے قبل وہ سی آئی اے کی ایسٹ ڈویژن کا سربراہ تھا۔

بلیک واٹر یو ایس اے نے نومبر ۲۰۰۶ء میں ماؤنٹ کیرل الی نائس میں ۸۰ ایکڑ زمین حاصل کی جسے بلیک واٹر نارتھ کا نام دیا گیا۔ اسے دی سائٹ (The Site) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ فرم کے اس حصے نے ۲۰۰۷ء کے اپریل سے کام شروع کر دیا ہے۔ فرم سان تیاگو کاؤنٹی کے ایک چھوٹے سے شہر پوٹریوو سے تین میل دور شمال میں بھی ۸۴ ایکڑ رقبے پر ایسی ہی ایک فیسیلٹی قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے تاہم یہاں کے شہری کمپنی کی اس کوشش کے خلاف مزاحم ہیں جس میں انہیں مقامی رکن کانگریس بوب فلز کے علاوہ ماحولیاتی اور جنگ مخالف تنظیموں کی معاونت بھی حاصل ہے۔ یہ لوگ عراق میں کمپنی کے کردار پر بھی اس سے متنفر ہیں۔ ۱۶ ستمبر ۲۰۰۷ء میں بغداد کے نصور چوک میں بے گناہ عراقیوں پر بے رحمانہ فائرنگ کے بعد کمپنی کو اپنا نام اور لوگو تبدیل کرنا پڑا۔ پرنس نے ۲ مارچ ۲۰۰۹ء کو کمپنی کے چیف ایگزیکٹو کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ تاہم وہ کمپنی کے بورڈ کا بدستور چیئر مین ہے۔ کمپنی کا نیا صدر اس وقت جوزف یوریو ہے۔ یہ عہدہ پہلے گیری جیکسن کے پاس تھا جبکہ ڈینیل ایسپوزیتو کو کمپنی کا نیا چیف آپریٹنگ افسر اور ایگزیکٹو وائس پریزیڈنٹ نامزد کیا گیا ہے۔

کمپنی کے مختلف ذیلی ادارے ہیں جن میں BSC کے علاوہ بلیک واٹر K9 ، بلیک واٹر ائیر شپس، ایل ایل سی، بلیک واٹر آرمرڈ وہیکل، بلیک واٹر میری ٹائم سولیوشنز، ریون ڈویلپمنٹ گروپ، ایوی ایشن ورلڈ وائید (پریزیڈنشل ائیر لائنز اسی کا حصہ ہے)، ایس ٹی آئی ایوی ایشن اور گرے سٹون لمیٹڈ وغیرہ شامل ہیں۔

۲۰۰۶ء میں بلیک واٹر عراق میں دنیا کے تاحال سب سے بڑے سفارت خانے کے اہلکاروں کی حفاظت کا ٹھیکہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ایک غیر سرکاری اندازے کے مطابق عراق میں ۲۰ سے ۳۰ ہزار تک سکیورٹی

کنٹریکٹرز سرگرم ہیں جب کہ بعضوں کے مطابق یہ تعداد ایک لاکھ تک جا پہنچتی ہے۔ عراق میں امریکی سفیر ریان کرونے امریکی ایوانِ بالا کو بتایا کہ محکمہ خارجہ کے بیورو آف ڈپلومیٹک سیکیورٹی عراق میں کل وقتی سیکیورٹی عملہ رکھنے سے قاصر ہے لہٰذا یہ کام ٹھیکیداروں سے لینے کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ نہیں ہے۔ ان کنٹریکٹرز میں سے بالخصوص بلیک واٹر کے اہلکار چھٹے ہوئے غنڈے ہوتے ہیں۔ متعدد ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں جن میں یہ لوگ خوامخواہ فائرنگ کر کے بے گناہ عراقیوں کے ہجوم کے ہجوم موت کے گھاٹ اتار ڈالتے ہیں۔ ان میں سے بہتوں کے خلاف تفتیش ہو رہی ہے تاہم امریکی محکمہ خارجہ کا رویہ عجیب ہے۔ تاحال ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی جس سے معلوم ہو کہ ایسی فائرنگز میں ملوث کسی اہلکار کو سزا دی گئی ہو۔ اس کے علاوہ بلیک واٹر اور اس کا سابق چیف ایگزیکٹو اور موجودہ چیئرپرسن ایرک پرنس وغیرہ بھی زیر تفتیش ہیں۔

بلیک واٹر پر حقیقی الزامات:

Black Water کے ایک سابق کارندے اور ایک سابق امریکی میرین نے ۱۳ اگست ۲۰۰۹ء کو ورجینیا میں واقع وفاقی عدالت میں کمپنی پر بعض سنگین اور دھمکی خیز الزامات عائد کئے ہیں انہوں نے کمپنی کے بانی اور موجودہ چیئرپرسن ایرک پرنس پر الزامات لگائے ہیں کہ انہوں نے ان افراد کو یا تو قتل کروا دیا ہے یا ان کے قتل میں معاونت کی ہے جو کمپنی کے خلاف تفتیش میں وفاقی اتھارٹیز کی معاونت کر رہے تھے۔ یہ الزام بھی عائد کیا گیا ہے کہ ایرک پرنس خود کو صلیبی جنگجو قرار دیتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ختم کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اپنے بیانات حلفی میں دونوں افراد نے بلیک واٹر پر یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ یہ کمپنی عراق میں ہتھیار بھی سمگل کرتی ہے۔ ان میں سے ایک نے بتایا کہ پرنس ایرک نے عراق میں غیر قانونی ہتھیار سمگل کر کے بڑے پیمانے پر ڈالر کمائے ہیں۔ یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ کمپنی کے ایگزیکٹوز نے امریکی محکمہ خارجہ کو دھوکہ دینے کے لئے وہ تمام ویڈیوز،

ای میلز اور دستاویزات ضائع کر دی ہیں جو محکمہ کو کمپنی کے خلاف تفتیش کے دوران مطلوب تھیں۔ ان دونوں کے نام جان کے خطرے کی بنا پر صیغۂ راز میں رکھے گئے ہیں۔

ان حلفیہ بیانات میں اس کے علاوہ بھی الزامات لگائے گئے ہیں اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ اگر یہ غلط ثابت ہو تو درخواست دہندگان سزا پانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ حلفیہ بیانات اس ۷۰ صفحاتی تحریک کا حصہ ہیں جو بلیک واٹر کے خلاف عراقی شہریوں کی وکیل سوسن برکے (Susan Burke) نے عدالت میں پیش کی ہے۔ مس برکے ایک پرائیوٹ وکیل ہیں اور مرکز برائے آئینی حقوق (Centre for Contituional Rights) کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ ۷۰ صفحات کی یہ دستاویز ان جنگی جرائم اور غیر اخلاقی جرائم پر مشتمل ہے جن کا ارتکاب بلیک واٹر نے عراق میں کیا۔ مرکز نے واشنگٹن ڈی سی میں بلیک واٹر کے خلاف پانچ مختلف سول کیس دائر کر رکھے تھے جو سب ملا کر ۱۳ اگست کی رات کو ورجینیا کی ایسٹرن ڈسٹرکٹ میں جج ٹی ایس ایلس کی عدالت میں پیش کئے گئے۔ یہ تحریک، بلیک واٹر کی اس تحریک کے جواب میں پیش کی گئی ہے جس میں کمپنی نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ پرنس ایرک اور کمپنی نے عراق میں جو کچھ بھی کیا وہ اپنے آجر (امریکی محکمہ خارجہ) کے ایماء پر کیا اور ایرک اور کمپنی دونوں بے گناہ ہیں لہٰذا کیس خارج کیا جائے۔ ان میں کمپنی کے سابق اہلکار کا علامتی نام John Doe # 2 رکھا گیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ کمپنی میں چار سال ملازمت کرتا رہا ہے اور اب اسے کمپنی کی انتظامیہ براہ راست قتل کی دھمکیاں دے رہی ہے۔

بیانِ حلفی داخل کرانے والے سابق امریکی میرین کا علامتی John Doe # 1 رکھا گیا ہے۔ اس نے بیان دیا ہے کہ وہ بلیک واٹر کمپنی کے تحت عراق میں کام کرتا رہا ہے۔ اس دوران اسے کمپنی میں کام کرنے والے دوسرے ساتھیوں نے بتایا تھا کہ ایرک پرنس یا کمپنی کے راز افشا کرنے کا ارتکاب کرنے والے کارکن پراسرار حالات میں مردہ پائے جاتے ہیں۔ اس نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ اس بیانِ حلفی کے بارے میں کمپنی اگر جان گئی تو اسے بھی نقصان پہنچایا جا

سکتا ہے۔

Deal # 2 نے اپنے پانچ صفحاتی بیان حلفی میں کہا ہے: ”مسٹر پرنس نے دانستہ طور پر عراق میں کمپنی کے ان ہی افراد کو تعینات کیا جو دنیا پر مسیحی بالادستی کے حوالے سے ان کے ہم خیال ہیں اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ہر دستیاب موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عراقیوں کو قتل کریں۔ ان افراد کی اکثریت (مشرقِ وسطٰی میں لڑی جانے والی صلیبی جنگوں میں حصہ لینے والے) نائٹس آف دی ٹمپلر کے علامتی نام استعمال کرتے رہے ہیں۔ (علاوہ ازیں) مسٹر پرنس اپنی کمپنیوں کو اس انداز میں چلاتے ہیں جس میں عراقیوں کے قتل کی ترغیب ملتی ہے اور انہیں مارنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ان کے ایگزیکٹو کھلے عام کہتے ہیں عراق جانے کا مطلب عراقیوں کو قتل اور شوٹ کرنا ہے۔ وہ اس طرح کا تاثر دیا کرتے تھے گویا عراق میں عراقیوں کو مارنا سپورٹس کا حصہ ہے۔ پرنس کے ملازمین عراقیوں اور دیگر عربوں کے لئے نسل پرستی پر مبنی نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے جوڑے (یعنی حاجی) یا سربندھو (یعنی سر پر عمامہ باندھنے والے)۔“

Do#1 نے بیان دیا کہ فرم کے ملازمین عراق کو کتوں کی خوراک والے تھیلوں میں اسلحہ سمگل کرتے رہے ہیں جن کا وہ عینی شاہد ہے۔ Doe#2 پرنس ایرک اور اس کے اہلکار یہ غیر قانونی اور خطرناک اسلحہ پرنس کے نجی طیارے میں سمگل کرتے رہے ہیں۔ یہ طیارہ پریذیڈنشل (صدارتی) ائیر لائنز کے نام سے آپریٹ کیا جاتا ہے۔ اس سے انہوں نے خاصا مال کمایا ہے۔ Do#1 کے مطابق معاہدے کے تحت ایسے اسلحہ کی نقل و حمل پر محکمہ خارجہ کی طرف سے پابندی ہے۔

ایسے اسلحہ کی سمگلنگ کے حوالے سے اے بی سی کے برائن روس نے نومبر ۲۰۰۸ء میں رپورٹ دی تھی کہ شمالی کیرولینا کی فیڈرل گرینڈ جیوری کتوں کی خوراک کے بڑے تھیلوں میں سیمی آٹو میٹک مشین گنوں اور سائلنسروں کی عراق سمگلنگ پر بلیک واٹر کے خلاف تفتیش کر رہی ہے۔ فرم کے ایک اور سابق ملازم نے بھی اس اطلاع کی تصدیق کی ہے۔

دونوں افراد نے یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ عراق میں ایسے افراد کو تعینات کیا جاتا رہا جن کی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے کلیئرنس بھی نہیں لی جاتی تھی۔ Doe#2 نے بتایا کہ فرم کے بعض سمجھدار افراد بے گناہ عراقیوں کا غیر ضروری قتل عام روکنے کے لئے پرنس کے ساتھ بحث بھی کیا کرتے تھے تاہم پرنس ان کے دلائل اور مشوروں کو گھاس تک نہیں ڈالتا تھا۔ جبکہ فرم کے بیرونِ ملک افسران نے "غیر موزوں" افراد کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے بعض کو واپس بھی بھیجا تاہم پرنس اور فرم کے ایگزیکٹوز دوبارہ اس سخت ہدایت کے ساتھ انہیں عراق بھیج دیا کرتے تھے کہ وہ کمپنی کو مالی طور پر زیربار کرنے سے گریز کریں۔ اس معاملے میں جب کمپنی کے دماغی صحت کے ماہرین نے ایسے "غیر موزوں افراد" کی عراق میں تعیناتی کے حوالے سے پس و پیش کی تو پرنس نے انہیں برطرف کر دیا۔ ان دونوں کا یہ بھی الزام ہے کہ پرنس اور اس وقت کے فرم کے صدر گیری جیکسن نے دماغی صحت کے ان ماہرین اور سیکورٹی کے شعبے سے متعلقہ ماہرین کے اعتراضات کو محکمہ خارجہ سے اخفاء میں رکھا۔ پرنس اور گیری کا اس بارے میں کہنا تھا کہ وہ جانتے ہیں کہ ان افراد کے ہاتھ میں مہلک ہتھیار دینا موزوں نہیں ہے لیکن کمپنی کا مقصد زیادہ پیسہ کمانا ہے۔ Doe#1 کا کہنا ہے کہ وہ ذاتی طور پر متعدد ایسے واقعات کا شاہد ہے جن میں معصوم عراقی باشندوں کو بلاوجہ مارا گیا یا شدید زخمی کیا گیا لیکن فرم اس سلسلے میں محکمہ خارجہ کو کبھی مطلع کرنے کا تکلف نہیں کیا کرتی جبکہ وہ اس کی مکلف تھی جبکہ ایسے تمام واقعات کی ویڈیو ٹیپس بنائی جاتیں اور آوازیں بھی ریکارڈ کی جاتیں اور دن کے اختتام پر یہ ویڈیو ٹیپس ایک سیشن میں ہمیں دکھائی جاتی تھیں۔ اس سیشن کا نام Hot Wash تھا۔ یہ سیشن ختم ہوتے ہی ان ویڈیوز کو واش کر دیا جاتا تھا تاکہ فرم کے باہر کسی کو ان کی کانوں کان خبر نہ ہو۔ یہ ویڈیو ٹیپس امریکی محکمہ خارجہ کو کبھی مہیا نہیں کی گئیں۔ فرم سے ٹھیکہ کرنے والی اتھارٹیز نے مختلف قسم کے اسلحہ کے استعمال سے فرم کو منع کیا تھا مثلاً گرنیڈ لانچرز لیکن فرم کے "ذہنی مریض" اہلکار لاشوں کی گنتی کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لئے عراقی شہریوں پر ان کا بے دریغ استعمال کرتے رہے۔ Doe#2 نے یہ تک بتایا کہ پرنس امریکی کمپنی Le Mass سے ایسا بارود بھی حاصل کرتا رہا جو انسان کے جسم میں گھس جانے کے بعد دھماکے کے ساتھ پھٹتا ہے۔ پرنس زیادہ

سے زیادہ لاشیں بچھانے کے لئے بارہا یہ بارود استعمال کراتا رہا۔ Doe#2 یہ بھی بتاتا ہے کہ پرنس نے ایک درجن سے زیادہ کمپنیاں بلیک واٹر کے تحت بنا رکھی ہیں۔ ان میں سے بعض of shure رجسٹرڈ ہیں۔ یہ کمپنیاں کیا کرتی ہیں؟ اسے صیغۂ راز میں رکھا گیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ کمپنیاں دھوکے اور جرائم کا گڑھ ہیں۔ مثال کے طور پر پرنس ٹیکس سے بچنے اور منی لانڈرنگ کی خاطر رقومات بلیک واٹر سے اپنی کمپنی گرے سٹون (Gray Stone) کے کھاتے میں منتقل کر دیتا ہے۔ بعض اوقات اپنی دولت اپنی کمپنیوں کے آپریشنز پر تقسیم کر ڈالتا ہے اور کبھی ساری دولت اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں لے آتا ہے۔

امریکی کانگریس کے رکن ڈینس کیوی نچ ۲۰۰۴ء سے بلیک واٹر پر الزامات کی تفتیش کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بلیک واٹر اندرونِ ملک بھی اور بیرونِ ملک بھی اپنی ذات میں بجائے خود ایک قانون ہے۔ سوال یہ ہے کہ (ان الزامات کے باوجود) اسے قانون کی پابندی سے بریت کیسے حاصل ہے؟ ہم کو سابق انتظامیہ میں اس فرم کے سرپرستوں سے لازماً یہ پوچھنا چاہیئے کہ اس کی بنیاد کس نے رکھی؟ اور اس کی خدمات کس نے حاصل کیں؟ کیونکہ وفاقی سرپرستی کے بغیر اس کا وجود قائم نہیں رہ سکتا۔

بلیک واٹر اور مذہبی جنونیت:

بلیک واٹر پر ایک الزام تو یہ ہے کہ یہ بلاوجہ قتل وغارت کے واقعات میں ملوث ہے۔ کمپنی کے خلاف بیانِ حلفی داخل کرانے والے اس کے ایک سابق اہلکار کا کہنا ہے کہ کمپنی اور اس کے بانی ایرک پرنس کے نزدیک ایسی سرگرمیاں بلیک واٹر کے لئے سپورٹس (کھیلوں) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ایسے الزامات کے علاوہ اس کمپنی پر بنیاد پرست عیسائی تنظیم ہونے کا الزام بھی ہے۔ کسی بھی شخص کا بنیاد پرست ہونا کوئی بہت بڑا جرم نہیں ہے تاہم بنیاد پرستی اپنی انتہائی صورتوں میں خطرناک ذہنی مرض بن سکتی ہے۔ اس مرض میں مبتلا افراد روئے ارض پر کسی دوسرے مذہب اور اس کے

پیروکاروں کا وجود برداشت نہیں کرتے۔ بلیک واٹر کے بانی ایرک پرنس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خود کو کرسچین کروسیڈر یعنی صلیبی جنگ جو قرار دیتا ہے۔ یہ اصطلاح قرونِ وسطیٰ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جنگوں کے دوران سامنے آئی۔ بلیک واٹر اور آرڈر آف مالٹ نامی برادری کے درمیان روابط کا انکشاف ہو چکا ہے۔ پرنس گروپ کے چیف آپریٹنگ آفیسر جوزف شمٹز، نائٹس آف دی ساورنِ ملٹری آرڈر آف مالٹا کا معزز رکن ہے۔ آرڈر آف مالٹا ایک رومن کیتھولک آرگنائزیشن ہے اور آج کل اس کا صدر دفتر روم میں ہے۔ اس کے ڈانڈے Knights Hospitaller نامی تنظیم سے جا ملتے ہیں جس کی بنیاد ۱۰۵۰ء میں بیت المقدس میں رکھی گئی تھی۔ جس کا کام شہر مقدس کی زیارت کو آنے والے نادار لوگوں کی خدمت کرنا تھا۔ بعد میں صلیبی جنگوں کے نتیجے میں مسلمانوں نے علاقے کو فتح کر لیا تو یہ تنظیم افریقی جزیرے رہوڈز منتقل ہو گئی اور وہاں ۱۳۱۰ء سے ۱۵۲۳ء تک کام کرتی رہی۔ بعد میں ۱۵۳۰ء میں جزیرہ مالٹا منتقل ہو گئی۔ وہاں سے ۱۷۹۸ء میں اسے نپولین نے چلتا کیا اور یہ روم میں براجمان ہو گئی۔ بظاہر یہ تنظیم دنیا بھر میں علاج معالجے اور اپنے خیراتی ہسپتالوں کی وجہ سے معروف ہے۔ اس کا تعلق کیتھولک چرچ سے ہے۔ تاہم اس کے ارکان خود کو آج بھی کروسیڈرز اور نائٹس Knights کے جانشین سمجھتے ہیں۔ اس آرڈر کے ارکات کی تعداد ۱۲۵۰۰، مستقل رضاکار ۸۰ ہزار اور طبی رضاکاروں کی تعداد ۲۰ ہزار ہے۔ کروسیڈرز اور نائٹس کے جانشین ہونے کے باعث ان کے اندر سے صلیبی جنگوں کی شکست کی رسوائی تاحال نہیں نکلی۔ لہٰذا بلیک واٹر کا بانی ایرک پرنس بھی دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کا وجود مٹانے کا عزم رکھتا ہے۔ اردن کے رکن پارلیمنٹ جمال محمد عابدات کا ایک مضمون The Latest Consipracy Theory کے عنوان سے ابوظہبی کے روزنامہ ال بیان میں چھپا ہے جس میں ان کا کہنا ہے کہ یہ حقیقت خاصی المناک ہے کہ عراق میں بلیک واٹر جیسی نام نہاد سکیورٹی فرم کا نائٹس آف مالٹا سے تعلق ہے جو ایک باطنی حکومت یا دنیا کی انتہائی پراسرار حکومت ہے۔ یہاں ایک دلچسپ صورتحال پیدا ہوتی ہے کہ اردنی پارلیمنٹ نائٹس آف مالٹا کو پراسرار اور مشکوک قرار دیتے ہیں اور اس سے تعلق رکھنے والی بلیک واٹر کی مذمت کرتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے اس مضمون کی اشاعت اور عرب ذرائع

ابلاغ میں اس کا غلغلہ اٹھنے پر ”گرینڈ ماسٹر آف آرڈر“ کے برادر اینڈریو بیرائٹ نے اس تعلق کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ آرڈر آف مالٹا کا عراق یا افغانستان میں کام کرنے والے بھاڑے کے ٹٹوؤں کی سوسائٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ آرڈر کے گرینڈ ماسٹر نے بھی بلیک واٹر کے لئے Mercenaries کی سوسائٹی کا لفظ استعمال کر کے اس کے کردار کا تعین برا ہی کیا ہے تاہم گرینڈ ماسٹر ایسا کہہ کر اپنا دامن دھو نہیں پائے کیونکہ یورپی پارلیمنٹ نے اپنے ایک رکن گیویونی کا ڈیو فیوا کی ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں بلیک واٹر اور آرڈر آف مالٹا کے درمیان تعلقات کی تفصیل دی گئی ہے۔ بلیک واٹر پر لکھی گئی کتاب کے مصنف جیری سکاہل دعویٰ کرتے ہیں کہ فرم کی قیادت ایک ایسے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے جسے انتہا پسند مذہبی جنونیوں نے ترتیب دیا ہے۔ فرم کا سی او پنٹاگون کا سابق انسپکٹر جنرل جوزف شمٹز کروسیڈی نظریات کا بلند بانگ مبلغ ہے۔ ”خدا کی ماتحتی میں قانون کی حکمرانی“ اس کا نعرہ ہے۔

یہودی پلان اور بلیک واٹر

امریکہ کے اس نیٹو اتحادی اور امریکی غلام پاکستانی حکمران ٹولہ دہشت گردی کے خلاف "مقدس جہاد" میں 9/11 کے وقوعے کے عہد سے آج تک مصروفِ پیکار ہیں۔ ہر طرح کا تباہ کن اسلحہ استعمال کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے کی خاطر اپنے ہزاروں آدمی مروانے، لاکھوں اپاہج کرائے اور اربوں کھربوں ڈالر کی معیشت تباہ کروائی مگر اس کے باوجود "دلی دور ہی رہی" اور اس کے مستقبل میں قریب آنے کا کوئی امکان بھی نظر نہیں آ رہا۔ موجودہ دہشت گردی کے دو مسلمہ پہلو ہیں اور ہم مکمل یقین واعتماد کے ساتھ دونوں پہلو سامنے لا رہے ہیں۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ دونوں کو الگ الگ شناخت کر کے اقدامات کرنا نتائج دے سکتا ہے۔

دہشت گردی کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ امریکہ، بھارت اور اسرائیل کے اتحاد ثلاثہ نے پاکستان کا کانٹا نکالنے کے لئے مسلم دنیا سے فوج بھرتی کی ہے جسے بہترین اسلحہ کی مسلسل سپلائی، حربی رہنمائی اور ہزاروں ڈالر ماہوار تنخواہ دی جا رہی ہے کہ تم مذہبی بہروپ کے ساتھ پاکستانی علاقوں میں دہشت گردانہ کاروائیاں جاری رکھو گے۔ خودکش حملے کرو گے اور ہم پراپیگنڈے کے محاذ پر ڈٹے رہیں گے۔

دہشت گردی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اصلاً اور عملاً یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے۔ جب کفران کی سرزمین پر ان کے مقابل صف آراء ہو جیسا افغانستان اور عراق میں ہوا، ہو رہا ہے اسے دہشت گردی کا نام دے کر اس لئے بدنام کیا جا رہا ہے کہ اس پراپیگنڈے کی آڑ میں پہلی قسم کی حقیقی دہشت گردی چھپی رہے۔ یہی امریکہ و یورپ اور پاکستان تھا جو روسی جارحیت کے خلاف جہاد تسلیم کر کے مجاہدین کی عملاً مدد کرتا تھا، اسے مقدس گردانتا تھا اور آج

منافقین و کافروں کا وہی ٹولہ ایسے ہی مقدس جہاد کو دہشت گردی کا نام دے رہا ہے۔ پہلی نوعیت کی دہشت گردی اس لئے ختم نہیں ہو سکتی یا ختم نہیں کی جا سکتی کہ اس کی تہہ میں (خاکم بدہن) پاکستان کے خاتمے کا ایجنڈا ہے جو امریکہ کی مدد سے بھارت اور اسرائیل کا مشترکہ مشن ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم بن گوریان علی الاعلان پاکستان کو اپنا دشمن نمبر ون کہہ چکا ہے اور بھارت کے ذریعے پاکستان کو تباہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہے۔ اس کی ہرزہ رسائی جیوش کرانیکل میں شائع ہو چکی ہے۔

جب تک پاکستان قائم ہے اور یہود و ہنود و نصاریٰ کے سینے میں دہکتے کوئلے ٹھنڈے نہیں ہوتے اس وقت تک یہ دہشت گردی کسی نہ کسی انداز سے سوات سے بلوچستان تک اور لاہور، اسلام آباد سے کراچی تک جاری رہے گی کیونکہ اس کے خاتمے کے دعویدار اس کی آگ کو بھڑکانے والے خود ہی ہیں۔ جن کے مددگار و معاون گھر کے میر جعفر و صادق مستعد ہیں۔ گھر کے منافقین دشمن کے ساتھ ہوں تو ٹیپو سلطان اور سراج الدولہ کی بہادری کچھ کام نہیں آتی۔

دوسری طرف مبینہ دہشت گردی کہ عملاً یہ دہشت گردی ہے ہی نہیں یہ کفر کے خلاف اہل اسلام کی مقدس جنگ ہے جو ان کو پرسکون اور خوشحال زندگی کے لئے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ ماضی قریب کی یہ مثال زیادہ قابل توجہ ہو سکتی ہے کہ روس جیسی عالمی طاقت کے خلاف طویل جہادی محنت کے بعد امارات اسلامی افغانستان کا ۹۴، ۹۵ فیصد حصہ پرامن ہو گیا تھا۔ اسلحہ اور منشیات جسے کوئی سابقہ حکمران ختم نہ کر سکا تھا وہ ان طالبان نے بالفعل ختم کر دیا تھا۔ امن ہر عالمی معیار سے بڑھ کر تھا۔

پہلی طرز کی دہشت گردی کو بد سے بدتر کی طرف لے جانے کی خاطر یا اسے گلی محلوں میں پھیلانے کے لئے امریکی سی آئی اے کا دہشت گرد بازو بلیک واٹر پاکستان سے بھوک کے مارے اور قومی حمیت و غیرت سے کورے حب الوطنی کے دشمن سابق فوجیوں خصوصاً ایس ایس جی والوں کو ڈالروں کی جھلک دکھا کر بھرتی کر رہا ہے۔ ان کی اپنی ڈھب پر ٹیٹنگ، جو فی الاصل برین واشنگ ہے پکڑ رہا ہے تا کہ یہ اپنے ہم وطنوں کو قتل کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا شکار نہ ہو۔ جہاں

عملاً یہ کام ہو رہا ہے اور باشعور مسلسل انتہائی ذمہ داری سے اس خوفناک غیر ملکی اقدام کو طشت از بام بھی کر رہے ہو مگر وہاں حکمران طبقہ کا ضمیر ڈالروں کی سیج پر سو رہا ہو تو یہ دہشت گردی ختم ہونے کی بجائے شعلوں کی شکل اختیار نہیں کرے گی تو اور کیا ہو گا؟ ضمیر کی قیمت وصول کر کے اندر سے معاونت ہو تو خارجی دشمن زیادہ نقصان کرتا ہے۔

جب خود ساختہ اور منظّم دہشت گردی سامنے ہو اور اس کے خاتمے کے لئے یا اس کے مقابلے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں جنہیں دہشت گردوں کے منصوبہ ساز اور سرپرست دہشت گردی ہی کا نام دینے پر مصر رہیں تو یہ دہشت گردی اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک پہلی قسم کے دہشت گرد ہتھیار نہ ڈال دیں مغلوب نہ ہوں جیسے افغانستان میں روس مغلوب ہوا۔ زمانہ گواہ ہے کہ روس کے افغانستان سے نکلنے کے بعد طالبان نے جب مکمل عنان حکومت سنبھالی تو امریکہ و نیٹو کی یلغار کے دن تک افغانستان میں کسی بھی قسم کی دہشت گردی نہ تھی۔ خودکش حملے نہ تھے اور معاشرتی سطح پر چوری چکاری نہ تھی۔ ہر افغانی اور غیر ملکی اس مثالی، امن و سکون اور تحفظ سے مع اقلیتیں فیض یاب تھے۔ حکمرانوں اور ان کی اسٹیبلشمنٹ کا کردار اس قدر نکھرا ہوا تھا کہ برطانوی صحافی ریڈلے جو ان کی قید میں تھی اس قدر متاثر ہوئی کہ قید سے رہائی پانے کے بعد مسلمان مریم بن گئی۔ یہ نکھرا کردار آج بھی ان طالبان کا سرمایہ ہے جنہیں مسلسل دہشت گردی کی تہمت کا سامنا ہے۔

موجودہ دہشت گردی جو واقعتاً دہشت گردی ہے یعنی امریکہ، اسرائیل اور بھارت کی برپا کردہ دہشت گردی صرف اسی صورت ختم ہو گی جب امت مسلمہ کامل یکجہتی کے ساتھ ملت کفر کے خلاف قرآن و سنت کی رہنمائی میں اعلانِ جہاد کرے گی۔ اپنی فوج کو اپنوں کے خلاف لڑا کر کمزور کرنے کی بجائے حقیقی دشمن کے خلاف میدان جہاد میں اتارے گی۔ جب ملکی مساجد سے کفر کے فتوؤں کی جگہ اتحاد امت کا درس نشر ہو گا اور جب آج کا مؤثر ترین ہتھیار میڈیا ضمیر کے سودے نہ کرے گا۔

افغانستان سے شروع ہو کر عراق تک پھیلی دہشت گردی دراصل آغاز تھا اس منصوبہ بندی کا جو پہلی اسلامی ایٹمی طاقت، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر کنٹرول کے لئے کی گئی اور جس کے پیش نظر نہ صرف یہ کہ مسلح افواج کو اپنوں کے خلاف لڑا کر کمزور کرنا اور ان کے مابین نفرت کی خلیج پیدا کر کے اسے وسیع سے وسیع تر کرنا ہے بلکہ پاکستان کی معیشت پر کاری ضرب لگا کر اسے بحرانوں کی دلدل میں دھکیلنا بھی ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہو:

> ”جہاں تک ممکن ہو ہمیں غیر یہود کو ایسی جنگوں میں الجھانا ہے جس سے انہیں کسی علاقے پر کنٹرول نصیب نہ ہو بلکہ وہ اس جنگ کے نتیجے میں معاشی تباہی سے دوچار ہوں، بدحال ہوں اور پہلے سے تاک میں لگے ہمارے مالیاتی ادارے (اپنی شرائط پر) امداد فراہم کریں، جس امداد کے لئے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط ہو کر ہماری ناگ زیر ضروریات کی تکمیل کریں گے، خواہ ان کے اپنے اقدامات کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔“
>
> (Protocols 2:1)

مذکورہ اقتباس ایک بار پھر پڑھ لیجئے اور گزرتے حالات میں اس کی عملی تفسیر دیکھئے کہ یہود نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کا کس قدر خوبصورت انداز اپنایا۔ امریکہ و نیٹو کو افغانستان و عراق اور پاکستان کے خلاف کھڑا کر کے فریقین کی معیشت کو تباہ کیا۔ پہلے سے تاک میں بیٹھے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف یا لندن اور پیرس کلب نے مشروط امداد کے دروازے کھول دیئے۔ اگر سامنے آنے والی شرائط میں پاکستان کے لئے بجلی، پانی، گیس، کھاد وغیرہ کا نرخ بلندی کی انتہائی سطح تک پہنچا کر عوام اور حکومت کو آمنے سامنے لانا ہے تو سامنے نہ لائی جانے والی شرائط میں ڈرون حملوں پر صبر کرنا، بلیک واٹر کو پاؤں جمانے کے لئے ہر سہولت، ہر تحفظ فراہم کرنا شامل ہے۔ آخر پاکستان کا حکمران طبقہ بلیک واٹر کی عملاً

موجودگی کے باوجود اس کے وجود کا منکر کیوں ہے؟ اس کا سادہ اور آسان ترین جواب تو یہ معروف کہاوت ہے کہ ”منہ کھائے آنکھ شرمائے“ امریکہ نے کہا کہ ہم نے ۱۳ ارب ڈالر دیئے۔ وزیر نے کہا کہ ہمیں ۹۷ کروڑ ملے۔ نادیدہ قوت اپنی کامیابی کا ایک اور گر بھی بیان کرتی ہے۔ اس گر کی روشنی میں پاکستان کے موجودہ حالات کا تجزیہ کریں۔

> ”ہماری کامرانی کے راز کی دوسری بات یہ ہے کہ ہم غیر یہود کے ملکوں میں عوامی عادات و جذبات کو اس حد تک برانگیختہ کر دیں کہ وہ فہم و فراست سے عاری ہو جائیں جس کے نتیجے میں ان کی منزل بدانتظامی اور انتشار ہو گی۔ ایک دوسرے پر سے اعتماد اٹھ جائے گا۔“

(Protocols 5:11)

کیا ہمارا موجودہ سفر اسی منزل کی طرف نہیں ہے؟ ہمارے لانگ مارچ، ہمارے ٹی وی چینلز پر نت نئے انداز سے مذاکرے، مباحثے ایسے ہی ماحول کو تخلیق دینے میں مصروف نہیں ہیں؟ نادیدہ قوت آج دھیمے انداز میں نہیں بلکہ تیز تر گامزن و ”منزل تو دور نیست“ پر ایمان کا اعلان کر رہی ہے۔

> ”رائے عامہ پر تسلط حاصل کرنے کے لئے اولاً ہمیں ماحول میں کشیدگی، مایوسی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنی ہو گی جس کے لئے متضاد نظریات اور متنازعہ آراء کو جنم دے کر مستحکم کرنا ہو گا یہ کھیل طویل عرصہ تک کھیلا جانا چاہیئے۔ عوام بے صبرے ہو کر بپھر جائیں گے۔“

(Protocols 5:10)

> ”ہمیں مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو مخصوص جماعتوں میں منظم ہی نہیں کرنا بلکہ انہیں نعرہ بازی بھی سکھانی ہے اور انہیں شعلہ بیان مقررین کے سپرد کرنا ہے۔“

(Protocols 5:9)

ہمارے اس طرزِ عمل سے بھرپور فائدہ اٹھاتے دشمن قوت کبھی ایک فرقے پر حملہ آور ہوتی ہے تو کبھی دوسرے پر اور ملبہ فریق مخالف پر گرا کر انہیں ایک دوسرے کے خلاف نفرت بھرے زہر کے ساتھ صف آراء کر کے تماشا دیکھتی ہے۔ عراق میں یہ کام امریکی فوج اور بلیک واٹر نے بڑی خوبی سے نبھایا آج بلیک واٹر کے ذریعے یہی کھیل پاکستان میں کھیلا جارہا ہے کہ دن دیہاڑے منجھے ہوئے اسلحہ بردار موٹر سائیکل پر سوار آتے ہیں وفاقی سیکرٹریٹ کے سامنے وفاقی وزیر کو نشانہ بناتے ہیں اور صاف بچ نکلتے ہیں۔ نادیدہ قوت اب نادیدہ نہیں رہی بلکہ مؤثر ترین دیدہ قوت بن کر بے حمیت و بے ضمیر بکاؤ مال ٹولے کے سینے پر مونگ دل رہی ہے۔ قوم آسمان کی طرف منہ اٹھائے کسی نجات دہندہ کی آمد کی منتظر ہے۔ نجات دہندہ کب آئے گا کیسے آئے؟ سیانے کہتے ہیں کہ قوم کو بھی اجتماعی توبہ اور راستہ بدلنے کی ضرورت ہے پھر نجات دہندہ آئے گا اور پھر دہشت گردی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔

وزارتِ داخلہ پر امریکی کنٹرول

حکومت پاکستان نے ۶۰ شہروں میں پولیس کا شعبہ فنگر پرنٹ کمپیوٹرائزڈ کر دیا ہے جس میں ملزم و مجرم کا انفرادی بار کوڈ دیا گیا ہے جس کے ذریعے ملک بھر میں ملزم کا مکمل کرائم ریکارڈ با آسانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ فنگر پرنٹ کمپیوٹرائزڈ سسٹم کو لاگ بینڈ، مارٹن نامی امریکن کمپنی کے اشتراک سے نیشنل بیورو نے تیار کیا ہے جس کا ہیڈ کوارٹر آمالدم میں ہے۔ مذکورہ سسٹم کو پاکستان آٹو میٹو فنگر پرنٹ آئڈنٹیفکیشن سسٹم کا نام دیا گیا ہے جو پورے ملک میں ایک ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے پہلے فیز میں ملک کے ۶۰ شہروں کو ریموٹ ٹرمینل دیئے گئے ہیں جبکہ دوسرے فیز کا کام جاری ہے۔ مذکورہ سسٹم سیٹلائٹ سے منسلک ہے جس کے ذریعے ملک بھر میں کسی بھی ملزم کا مخصوص بار کوڈ موقع سے ملنے والے فنگر پرنٹ کو با آسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ سرحد میں مجموعی طور پر چار اسٹیشن قائم کئے گئے ہیں جن میں ایک اسٹیشن پشاور میں ہو گا۔ اس سلسلے میں فارنسک ڈویژن سندھ میں ۲۴ گھنٹے تیار رہتے ہیں جس کے لئے چھوٹی گاڑیاں ہمہ وقت موجود رہتی ہیں۔ مطلوبہ فنگر پرنٹ کو تلاش کرنے میں ۱۰ سے ۲۴ گھنٹے لگتے ہیں۔ بظاہر اس سسٹم کا مقصد زیر التوا مقدمات کو حل کرے اور اس میں ملوث ملزمان کا سراغ لگانا ہے مگر لاک ہینڈ مارٹن امریکی کمپنی نے اس سسٹم کو پاکستان میں موجود امریکی دشمنوں کو ڈھونڈنے کے لئے متعارف کروایا ہے تا کہ امریکی ان لوگوں تک پہنچ کر بلیک واٹر کے ذریعے ان کو ختم کر سکے۔

امریکہ نے پاکستان کے ہر شعبہ میں بلیک واٹر کو سہولت فراہم کرنے کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اگر یہ سسٹم پاکستانی نظام کو بہتر بنانے کے لئے لگایا گیا ہے تو پھر سب سے پہلے پاکستانی پولیس کو چاہئے کہ

وہ بلیک واٹر کے ان گرگوں کے فنگر پرنٹ حاصل کریں تاکہ ان کی ہر واردات پر ان کی گرفت میں آسانی پیدا ہو سکے۔

مگر امریکہ ہر چیز جو پاکستان کو فراہم کرتا ہے دراصل اس میں پہلے اپنے مفادات کو مد نظر رکھتا ہے اور جب وہ یہ یقین خاص کر لے کہ اس چیز سے امریکی مفادات کی تکمیل میں آسانی ہو گی تب وہ یہ کام کر گزرتا ہے۔

ریڈیو پاکستان پر امریکی کنٹرول

امریکہ نے اپنی نشریات کو پاکستان کے دُور دراز علاقوں تک پہنچانے کے لیے ریڈیو پاکستان پر اپنا مکمل کنٹرول کر لیا ہے ریڈیو پاکستان کے ذریعے وائس آف امریکہ کی نشریات اُردو اور پشتو زبان میں پاکستان کے کونے کونے میں سنائی دے گی اور امریکہ اپنے زہریلے پراپیگنڈہ مجاہدین کے خلاف بھرپور انداز میں نشر کرے گا امریکہ دراصل اس سے یہ فائدہ حاصل کرے گا کہ پاکستان کی سادہ لوح عوام کو صلیبی مذہب اختیار کرنے کی طرف راغب کرے گا اور مجاہدین کی مخبری بعوض ڈالر کرنے کا پرچار کرے گا۔ یہ بھی پاکستانی میڈیا کو زچ کرنے کی ایک سازش ہے تاکہ عوام الناس امریکہ کے منفی پراپیگنڈہ پر زیادہ کان دھرے حقائق اُن کی آنکھوں سے اُوجھل رہے اور وہ اپنے صلیبی لشکر کے لیے نئ شاہراہیں باآسانی تلاش کر سکے اور انہی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر بلیک واٹر جیسی تنظیم میں بطور ذمی بھرتی کر سکے امریکہ اپنی عیاری مکاری اور ڈالر کے بل بوتے پر عقل کے اندھے ان حکمرانوں کو بالکل بے بس کر سکے اور پاکستان کے ہر مقام پر صلیبی جھنڈا گاڑ کر اپنے مذہوم مقاصد کی تکمیل کر سکے۔ امریکہ آہستہ آہستہ پاکستان کے ہر ادارے کو اپنے قبضہ میں لے رہا ہے تاکہ کل کلاں کو کوئی بھی ان کے آگے سر اُٹھانے کی جرآت نہ کر سکے اسی لیے ریڈیو پاکستان کے ذریعے امریکہ براہ راست پاکستانی عوام تک اپنے احکامات پہنچا سکے۔

پاکستان میں امریکی اڈے

موجودہ صلیبی جنگ کے آغاز ہی سے امت مسلمہ پر مسلط خائن حکمرانوں نے اپنی ہر قسم کی حمایت اور وزن طاغوت کے پلڑے میں ڈالنے کو ہی اپنی بقا کا ضامن سمجھا۔ اس مرحلے پر چاہیئے تو یہ تھا کہ کفر کی منہ زور آندھیوں کے سامنے، اپنی تمام تر بے سروسامانی کے باوجود، استقامت کا کوہ گراں بن جانے والے خدامستوں کے ساتھ دامنے درمے سخنے امت کی حفاظت کے محاذ پر قدم بقدم اپنا کردار ادا کیا جاتا لیکن ان غدارانِ ملت نے باطل کی چاکری، یہود و نصاریٰ کے تلوے چاٹنے، پوری شرح صدر کے ساتھ صلیبی لشکروں کے لئے فرنٹ لائن اتحادی بننے، ڈالروں جیسی نجس متاعِ قلیل کے عوض ایمان و عقیدے جیسی نعمت غیر مترقبہ کی قربانی پر راضی ہوئے جبکہ قرآن عظیم و حکیم میں امت کو بار بار یہ یاددہانی کروائی گئی ہے کہ:

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ﴾ ﴿البقرہ: 120﴾

”یہود و نصاریٰ اس وقت تک تم سے (قطعاً) راضی نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم ان کے دین کی پیروی اختیار کر لو۔“

حکمرانوں نے ڈالروں کے راستے کو اختیار کرتے ہوئے سرزمین خراسان میں بے بس و کمزور خواتین، ضعیف و لاچار بوڑھوں، معصوم و بے گناہ بچوں کے چیتھڑے اڑانے کے لئے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار کا کردار ادا کرتے ہوئے ”لاجسٹک سپورٹ“ کے نام پر صلیبی افواج کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سقوط

میں جنرل پرویز مشرف کے گھناؤنے کردار کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ جیکب آباد و دال بدین ائیر بیسز سے ہی دجالی فوج کے سرخیل امریکہ کے طیاروں نے ستاون ہزار سے زائد پروازیں بھریں اور افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کے قیام کے جرم کی سزا غیور ابنائے امت کو بارود و آہن کی برسات کی صورت میں دی۔ یہ ہماری جنگ ہے، کی رٹ لگانے والوں نے اس صلیبی فساد کے ابتداء ہی سے اپنا شمار دجالی افواج کی اگلی صفحوں میں کرنے اور امت سے غداری و خیانت کو اپنے لئے سرمایہ افتخار جانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ گیارہ ستمبر کے معرکہ کے بعد امارتِ اسلامیہ افغانستان کے خلاف صلیبیوں کی مدد و معاونت کی غرض سے جنرل پرویز مشرف نے جو کردار ادا کیا اس کی کوئی تمثیل تحریر و بیان سے باہر ہے جبکہ قرآن عظیم الشان صاف صاف الفاظ میں حکم دیتا ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ ﴿المائدة: 51﴾

”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو ہرگز اپنا دوست (و مددگار) مت بناؤ یہ تو ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کا دم بھرے گا تو وہ انہی میں شمار ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کو کبھی ہدایت و رہنمائی سے نہیں نوازتا۔“

پاکستانی حکمرانوں نے اس سرزمین کو پوری طرح سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ہاتھوں میں دے دیا ہے۔ افغانستان کے حامد کرزئی، عراق کے نوری المالکی اور ان میں رتی برابر کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ اول الذکر دونوں حکمرانوں کو تو امریکہ کا پٹھو اور اس کی کٹھ پتلی کہا جاتا ہے امریکہ نے پاکستان کی سرزمین کو اپنے دجالی مقاصد کے حصول کے لئے جس طرح چاہا استعمال کیا۔ پاکستان کی صورت میں اسے ایسا اتحادی میسر آیا جو ہر دم اپنا دل و جان اس پر وار

دینے کے لئے مستعد و تیار رہتا ہے۔ یہیں سے اس کے طیارے پروازیں بھرتے ہیں، افغانستان و آزاد قبائل کے غیور و باغی فطرت کے حامل، سخت کوشوں پر بم برساتے اور پھر اسی سرزمین پر قائم اپنی ائیر بیسز پر آکر آرام و سکون سے اترتے ہیں۔

ماہ فروری ۲۰۰۹ء میں امریکی سینٹ کی انٹیلی جنس کمیٹی کے سربراہ سینٹر ڈائن فائنسٹائن نے کھلے بندوں اعتراف کیا تھا کہ قبائلی علاقوں میں میزائل حملے کرنے والے ڈرون طیارے پاکستان کے اندر ہی سے اڑتے ہیں اور وہیں سے کنٹرول ہوتے ہیں۔ دالبدین، پسنی، جیک آباد کے ہوائی اڈے مکمل طور پر امریکی و صلیبی اتحادی افواج کے زیر استعمال ہیں۔ بلوچستان میں واقع شمسی ائیر بیس سے ڈرون طیاروں کی پروازوں کو کنٹرول کیا جاتا ہے اور قبائلی علاقوں خصوصاً وزیرستان میں اہداف کی نشاندہی کے بعد انہی ڈرون طیاروں سے میزائل برسائے جاتے ہیں، کبھی کسی جنازے پر، کبھی کسی بستی کے مکینوں پر، کبھی سڑک پر رواں دواں کسی بس اور گاڑی پر۔

چند دن پہلے جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ نے بہت سے انکشافات کئے تھے۔ گھر کا بھیدی کہتا ہے کہ اسلام آباد میں واقع امریکی سفارت خانے سے ملحقہ ۲۵ ایکڑ زمین امریکہ نے حاصل کر لی ہے جہاں امریکی فوج کے ۳۰۰ افسروں کے لئے رہائشی کمپاؤنڈ تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ اب تک ۲۰۰ سے زائد رہائشی عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پاکستان کو ۹. ارب ڈالر دیئے گئے ہیں اور ہر سال ۱.۵ ارب دیئے جائیں گے۔ یہ امریکہ سے باہر امریکہ کا سب سے بڑا جاسوسی اڈا ہو گا۔ اسلم بیگ کے بقول اس مرکز کے قائم ہونے سے اسلام آباد تخریبی سرگرمیوں کا بڑا مرکز بن جائے گا۔ اس کے علاوہ بتایا جاتا ہے کہ امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے نے اسلام آباد میں ۸۰ سے زائد بنگلے حاصل کر لئے ہیں جہاں یہ رذیل اس صلیبی جنگ کے لئے اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھیں گے۔

اس سے پہلے یہ معاملہ بھی پایہ تصدیق تک پہنچ چکا ہے کہ شوکت عزیز نے کراچی میں ڈیڑھ کھرب روپے کی ۲۱ ایکڑ اراضی امریکہ کو صرف ڈیڑھ ارب روپے میں فروخت کر دی تھی یعنی ایک کھرب ۴۸ ارب ۵۰ کروڑ روپے بطورِ

تحفہ اپنے آقا کے حضور پیش کئے۔ یہ اراضی کن مقاصد کے لئے استعمال ہو گی، یہ حقیقت کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ امریکہ کی جانب سے امت کو لگائے گئے زخموں میں پاکستان کے حکمرانوں کا قبیح کردار ناقابل بیان ہے۔ یہ ہماری جنگ ہے، کا نعرہ لگانے والے کس کی جنگ لڑ رہے ہیں؟ یہ حقیقت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ روزِ روشن کی طرح واضح اور عیاں ہوتی جا رہی ہے لیکن کیا کیا جائے ان عقلوں کا کہ جو اب تک اس سارے نظام اور اس کے محافظ حکمرانوں کو مسلمانوں کی صف میں شامل سمجھتے ہیں۔

سندھ کے ساحلوں سے لے کر طورخم تک کی کئی ہزار کلومیٹر طویل شاہراہیں صلیبیوں کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ انہی راستوں سے ان کفری افواج کو افغانستان میں رسد برابر پہنچ رہی ہے اور یہ رسد نہ صرف یہ کہ افغانستان کے مظلوم مسلمانوں پر طاری وحشت و بربریت کی طویل رات کو مزید طویل تر کرنے کا سبب ہے بلکہ یہ صلیبی افواج کے لئے سامانِ زندگی کی حیثیت رکھتی ہے جو آئے دن آزاد قبائل میں ڈرون حملوں کے ذریعے عوام الناس کو نشانہ بناتی ہیں۔ اگر صرف اسی روٹ کو ختم کر دیا جائے تو صلیبی افواج سرزمین خراسان میں بالکل محصور ہو کر رہ جائیں گی۔ لیکن سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ یہ اقدام کون کرے گا؟ پاکستانی عوام کے اذہان میں، کلمہ گو حکمرانوں کی تقدیس، کچھ اس طرح جم گئی ہے کہ امت مسلمہ کے ہزارہا مرد و زن کے پاکیزہ لہو سے لتھڑے ہوئے ان حکمرانوں کے ہاتھ، بلوچستان کے ایک ہزار سے زیادہ افراد اور 200 کے قریب بلوچ خواتین، عافیہ صدیقی و جامعہ حفصہ ﵂ کی لاپتہ و شہید طالبات، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ گرفتاری کے بعد امریکہ کے حوالے کئے جانے والے، گوانتانامو بے کے پنجروں میں سینکڑوں باوفا ابطالِ امت بھی پرویز مشرف کے ہاتھوں قید ہوئے۔

میریٹ ہوٹل اسلام آباد بھی امریکی افواج کے لئے ریجنل ہیڈ کوارٹر کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ اس تباہی کا سامنا کرنے کے بعد پی سی ہوٹل پشاور کا انتخاب کیا گیا جسے اس خطہ میں صلیبی جنگ کو کنٹرول کرنے کے لئے امریکی

فوج نے خفیہ اڈے کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا۔ اس ہوٹل میں نا صرف یہ کہ بدنام زمانہ امریکی سکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر نے اپنا مضبوط گڑھ قائم کر رکھا تھا بلکہ افغانستان اور پاکستان میں جاری دہشت گردی کے خلاف جنگ کی ساری صورتحال کو یہیں سے مانیٹر کیا جاتا تھا اور یہ ہوٹل امریکہ کے خفیہ مرکز کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ انشاء اللہ اس کی توفیق سے پوری دنیا میں ان صلیبیوں اور صیہونیوں کی کوئی پناہ گاہ بھی محفوظ نہیں رہے گی اور مجاہدین ان سے یونہی ٹکراتے رہیں گے۔

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾

﴿الأنفال: 39﴾

پاکستان اور امریکی چالیں

یوں تو دنیا کو گلوبل ویلج کہا جاتا ہے اس عالمی گاؤں کے چوہدری کو امریکہ، جسے پوری دنیا میں کسی کو بھی تحت و تاراج کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ وہ جب چاہے کسی کمی کمین کی پگڑی اچھالے یا اسے سزاوار کرے۔ عالمی گاؤں کے اس چوہدری کی شان میں گستاخی جرم ٹھہرتا ہے اور وہ ایسا سنگین جرم جس کی سزا لاکھوں لوگوں کی زندگیوں کے چراغ گل، بہو بیٹیوں کی عزتیں پامال، شہر کے شہر کھنڈرات ہونے کی صورت میں بھگتنا پڑتا ہے۔ پوری دنیا میں کسی کی کیا مجال جو چوہدری یا اس کے گماشتوں کے خلاف آواز بلند کرے۔ عالمی سطح پر اس چوہدری نے شطرنج کی ایک بساط بچھا رکھی ہے اور ہر خانے پر اپنے مہرے سجا رکھے ہیں جن سے گاہے بگاہے وہ کام لیتا رہتا ہے اور پوری دنیا کو اپنا غلام سمجھتا ہے۔ عالمی سطح کی اس شطرنج میں وہ خود اکیلا کھلاڑی سمجھ بیٹھا تھا مگر اس کی یہ خام خیالی تب دھری کی دھری رہ گئی جب اسی گاؤں کے ایک کونے سے مٹھی بھر طالبان اس کے مد مقابل کھڑے ہو گئے۔ جن کو ختم کرنے کے لئے اس نے طرح طرح کے جتن کئے مگر بے سود۔ استعماری طاقتوں کے سرخیل امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے وجود کو چیلنج کرنے والے یہ طالبان ان کے زبردست حریف ثابت ہوئے۔ باوجود کمی ہتھیار، ایمانی دولت سے مالا مال جذبہ شہادت سے سرشار مگر بقول امریکہ چوہدری کی کمین ان طالبان نے زبردست چال چل کر بروقت امریکی وار کا میاب کھلاڑی ہونے کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے پیادے سے شاہ کو مات دے دی۔ اس کھیل کی بساط پر پڑے بعض مہروں کے مطابق خود امریکی کردار اس سانپ سے کم نہ رہا جو اپنے بچوں تک کو نگل لیتا ہے۔ ان مہروں کو کب کیسے اور کہاں استعمال کرنا ہے؟ اس کا ہنر یہ مکار خوب جانتا ہے۔ عالمی سطح پر بچھی اس بساط پر پڑا ایک مہرہ پاکستان بھی ہے جس کے خلاف ظلم و ستم کے بادشاہ امریکہ نے اپنے ترکش کے ہر تیر کو آزمانے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ گلوبل ویلج کے بعض ممالک کے سربراہان کو اس قدر اپنے طابع کر رکھا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے صرف اور

صرف امریکی چاکری کو اپنا ایمان سمجھ بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض نے اپنے ملکوں کی سالمیت ہی داؤ پر لگا رکھی ہے۔ اس کھیل میں پاکستان امریکہ کی اہم ضرورت ہے مگر پھر بھی امریکی چیرہ دستیوں کا نشانہ بنتا رہتا ہے۔ امریکہ نے پاکستان کے ساتھ وہی سانپ والا رویہ اپنا رکھا ہے اور وقتاً فوقتاً اسے ڈستا رہتا ہے تاکہ یہ کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جائے کیونکہ کمزور پاکستان ہی امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے بہتر ہے۔ امریکی بہی خواہوں کو بخوبی اس بات کا ادراک ہے کہ امریکہ پاکستانی مفادات پر کاری سے کاری ضرب لگاتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی ہر چال پاکستان کی سالمیت کے خلاف ہے مگر پھر بھی ہر امریکی چال کو کامیاب بنانے کی سرتوڑ کوششوں میں جتے رہتے ہیں۔ امریکہ نے پہلی چال کا آغاز اسی روز کر دیا تھا جب امریکی تھنک ٹینک نے دنیا کا نقشہ ۲۰۲۰ء جاری کیا جس میں پاکستان کے وجود کو پارہ پارہ دکھایا گیا۔ صوبہ سرحد کو افغانستان کا حصہ، گلگت بلتستان کو آغا جانی ریاست میں تبدیل، صوبہ بلوچستان میں ایران کا کچھ حصہ شامل کر کے نام نہاد آزاد ملک، صوبہ پنجاب اور سندھ کو ایک چھوٹے سے پاکستان کی شکل میں پیش کیا گیا۔ تب سے ہی اس سازش پر عمل درآمد جاری چلا آ رہا ہے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ کو براہ راست خطے میں داخل ہونے کا موقع میسر آ گیا۔ اب افغانستان پر یلغار کے لئے امریکہ کو پھر اس بے کار مہرے کی ضرورت آن پڑی تب پینٹاگون نے اسے استعمال کرنے کی ٹھانی مگر اپنے سابقہ کردار پر پریشان امریکہ نے سوچا کہ آقا کا حکم سر آنکھوں پر کے مصداق امریکی وزیر کولن پاؤل نے پاکستانی سابق صدر پرویز مشرف کو زیر کرنا چاہا۔ فقط ایک فون کال پر قوم کو مُکا دکھانے والے پرویز مشرف کو ڈھیر کر دیا۔ ہر امریکی شرط پر بس سر سن کر امریکی خوشی سے جھوم اٹھے اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔ صدر پرویز مشرف نے پاکستانی قوم کو ایک نئے نعرے سے روشناس کروایا، سب سے پہلے پاکستان کے اس نعرے نے پاکستان کی بچی کچھی ساکھ کو اس قدر نقصان پہنچایا کہ آج تک اس کی تلافی نہ ہو سکی۔ پس امریکی چالوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس سے پاکستان اَن گنت مصیبتوں سے دوچار ہو گیا۔ پاکستان ہر امریکی چال کی آماجگاہ بن گیا۔ افغان جنگ نے پاکستان کو ہلا کر رکھ دیا اور اس قدر متاثر کیا کہ قدم قدم پر بحرانوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بند ہو گیا۔ امریکی غلامی میں پرویزی حکومت انتہا کی حدوں کو چھونے لگی۔ محسن

پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر خان کو امریکی اشارے پر ہدف بنا کر ذلت آمیز زندگی اپنے ہی گھر کے زندان میں گزارنے پر مجبور کر دیا گیا۔ پاکستان کی سرزمین مظلوم مسلمانوں پر تنگ کر دی گئی۔ بے گناہوں کو پکڑ پکڑ کر امریکی جھولی میں ڈالا گیا جس کا اعتراف خود پرویز مشرف نے اپنی کتاب "ان دی لائن آف فائر" کے ایک باب Men Hunt (انسانوں کے شکار) میں ان الفاظ سے کیا کہ ہم نے القاعدہ والوں کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلا۔ ان کے ۶۷۲ افراد پکڑے ان میں سے ۳۶۹ امریکیوں کے سپرد کیئے اور عوض میں ملین ڈالر انعام پائے جن میں ایک دختر مشرق جو حال ہی میں منظر عام پر آئی ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی شامل ہیں جسے تین دودھ پیتے بچوں سمیت کراچی سے ان سورماؤں نے پکڑ کر وحشی امریکیوں کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔

یہ بے بس مظلوم عورت تاحال ان امریکی وحشی درندوں کی تحویل میں طرح طرح کے مظالم برداشت کر کے ان کی جیلوں میں سڑنے اور بے ضمیر عدالتوں میں پیشیاں بھگت کر پاکستانی قوم کے منہ پر اپنی بے بسی کے تھپڑ مار رہی ہے جس کی وجہ سے اس قوم کو دختر فروش ہونے کے تانے بھی سننے پڑ رہے ہیں۔ اس کی بے بسی اور آنکھوں سے بہنے والے نایاب آنسو اس قوم سے اپنے جرم بتانے کا سوال کر رہی ہیں مگر بے حس اس قوم میں کوئی اسے جواب دینے کو تیار نہیں اور نہ ہی کوئی محمد بن قاسم کا کردار ادا کرنے کو تیار ہے۔ جب اعلیٰ عدلیہ نے مس پرسن کیس کی سماعت کرتے ہوئے کچھ اقدامات کئے تو امریکی اشارے پر پرویزی حکومت نے عدلیہ پر یلغار کر دی اور پاکستان کو مزید بحرانوں کے کنوئیں میں دھکیل دیا۔ مکار امریکہ نے ساتھ ہی صوبہ بلوچستان کے محب وطن سیاستدان نواب اکبر بگٹی کو پرویز مشرف کے ہاتھوں قتل کروا کر بلوچ قوم کے دلوں میں پاکستان کے خلاف نفرت کے بیج بوتے ہوئے آزاد بلوچستان کے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سازش پر عمل درآمد شروع کر دیا جس کے خدوخال حالیہ یومِ آزادی کے موقع پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ بلوچ قوم نے بغاوت پر اپنی آمادگی کا اظہار گیارہ اگست ۲۰۰۹ءوالے دن اپنی خودساختہ یومِ آزادی پاکستان کی بجائے اپنے پرچم لہرا

کر کی اور چودہ اگست ۲۰۰۹ء کو یومِ سیاہ کے طور پر منایا۔ امریکہ نے چال پہ چال چلتے ہوئے لال مسجد و جامعہ حفصہ ؓ پر پاکستانی فوج سے چڑھائی کروا کر ہزاروں معصوم طلباء و طالبات کو موت کی نیند سلا کر ایک نیا محاذ کھول کر ملک میں نہ ختم ہونے والی تشدد کی لہر پھیلا دی جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے کر سینکڑوں بے گناہوں کو نگل لیا۔ اس پر بھی امریکی کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا بلکہ پاکستان کے خلاف مزید چالوں کا سلسلہ چل نکلا۔

امریکہ نے جب محسوس کیا کہ افغان سرحد سرزمین کسی صورت بھی اس کا وجود تسلیم نہ کر رہی ہے بلکہ اسے قدم جمانے کے لئے ایک انچ زمین بھی فراہم کرنے سے گریزاں ہے تو اس پر امریکہ نے پینترا بدلا۔ پاکستان کے خلاف اور اپنے مفاد میں ایک نئی چال چلی کیونکہ امریکہ پاکستانی قبائلی علاقوں میں موجود پختونوں سے ناک ناک آ گیا تھا۔ اس ضمن میں حکومت پاکستان کو دھونس دباؤ اور لالچ کے بل بوتے پر پاک افغان سرحد کے درمیانی قبائلی پٹی میں آپریشن پر مجبور کر دیا۔ پاکستان نے قبائلی علاقہ جات میں اپنی فوجیں اتار کر درمیان میں دیوار کا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ اس وجہ سے پاکستانی فوج اور قبائل کے درمیان نہ ختم ہونے والی جنگ چھڑ گئی جو سراسر امریکہ کے مفاد اور پاکستان کے نقصان پر منحصر تھی۔ امریکہ نے اس پر بھی اکتفانہ کیا بلکہ پاکستانی فورسز پر الزام تراشی شروع کرتے ہوئے پاکستان کے اس ضمن میں مزید جھکاؤ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس خطہ میں اپنی ڈرون ٹیکنالوجی آزمانے کا فیصلہ کیا اور بغیر کسی اطلاع کے ڈرون حملے شروع کر دیئے۔ امریکہ نے اس سے دوہرا فائدہ اٹھایا۔ ایک امریکہ میں قائم ڈرون فیکٹری کے ساتھ معاہدہ جس کا دارومدار اس آزمائش پر تھا جس سے اس کمپنی نے لاکھوں ملین ڈالر کمائے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اس مقصد کی کامیابی میں پاکستان نے اس کی بھرپور مدد کی۔ اسلام آباد میں واقع میریٹ ہوٹل اس مقصد کے لئے استعمال ہونے والا ہیڈ کوارٹر تھا جس کا پول اس ہوٹل پر ہونے والے خودکش حملے نے کھول دیا جس میں کئی امریکی کارندے راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ تب امریکیوں نے اپنی حکمت عملی کو تبدیل کرتے ہوئے اس ہیڈ کوارٹر کو شمسی ائیر بیس منتقل کر دیا جو تاحال قائم ہے اور امریکیوں کے

زیر استعمال ہے۔

حد سے بڑھتے ہوئے ڈرون حملوں میں سینکڑوں ہلاکتوں پر شور برپا ہوا تو پاکستانی حکومت نے شلجم سے مٹی جھاڑتے ہوئے پہلے سے پلان شدہ احتجاج کو ریکارڈ کروایا تا کہ عوام میں بڑھتا ہوا غصہ ٹھنڈا ہو سکے مگر چند امریکی عہدیداروں نے اپنے بیانات میں ڈرون حملوں میں پاکستان کی عدم شمولیت کا پول کھول دیا۔

آئی ایس آئی پر پابندی کی امریکی چال

پاکستان کے خلاف امریکی چالوں کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا بلکہ پاکستان پر ایک اور چوٹ لگاتے ہوئے آئی ایس آئی پر طالبان کی حمایت کا الزام لگاتے ہوئے اس ایجنسی کو ختم کرنے کا مطالبہ کر دیا جس پر پاکستانی حکمرانوں نے معذرت خواہانہ رویہ اپنایا۔ کسی نے امریکہ سے یہ کہنے کی جرأت نہیں کی کہ تمہاری ناک تلے صیہونی ایجنسی موساد، را اور بدنام زمانہ کتنی ایجنسیاں پاکستانی مفادات پر کاری ضربیں لگا رہی ہیں کیا وہ تم کو نظر نہیں آتیں؟ بلکہ امریکہ قدم قدم پر پاکستانی مفادات کو زک پہنچانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے رہا۔ اس سلسلے میں امریکہ نے اسلام آباد میں واقع اپنے سفارت خانے کو توسیع دینے کے لئے ایک سو چوالیس کنال اراضی پر نئی تعمیرات کا کام شروع کر دے جس پر تقریباً اسی ارب ڈالر لاگت ہے جس سے جانے کون سا قلعہ تعمیر کیا جا رہا ہے؟ اور امریکی میرین کے نئے دستے کیا کرنے آ رہے ہیں؟ خود امریکی سفیر نے اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے اسلام آباد میں دو سو مکانات کرائے پر لے رکھے ہیں۔ یہ مکانات کن لوگوں کی رہائش کے لئے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں نئے آنے والے امریکی میرین ہی رہائش پذیر ہوں گے۔ دراصل امریکہ ان میرینز کو اس مقصد کے لئے اسلام آباد میں بسا رہا ہے تاکہ وقت آنے پر یہ پاکستانی ایٹمی ہتھیار اچک لیں۔ اس معاملے پر برادر ملک عوامی جمہوریہ چین کے سفیر اوژزاد ہوئی نے کچھ دن قبل اسلام آباد کے چند صحافیوں کو چینی سفارت خانے میں مدعو کیا اور امریکی میرینز کی نمایاں تعداد میں آمد پر تشویش کا اظہار کیا۔ چینی سفیر کا یہ بیان کہ اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کی توسیع اور امریکی میرینز کی آمد کی خبروں کی تصدیق کرتا ہے۔ عوامی جمہوریہ چین کی تشویش اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے چینی تشویش کا نوٹس لیتے ہوئے وعدہ کیا کہ چینی دوستوں کی پریشانی رفع کر دی جائے گی۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ وزیر اعظم پاکستان کی یقین دہانی چینی

قیادت کو کس طرح مطمئن کرتی ہے فی الحال کہا جا سکتا ہے کہ عوامی جمہوریہ چین پاکستان کے طرزِ عمل سے ناراض ہے اور چینیوں کو بجا طور پر تشویش ہے کہ پاکستان ایک بڑے امریکی اڈے کی شکل اختیار کر گیا ہے اور چین کا ایک دیرینہ دوست، رفاقت اور دوستی کے تقاضوں سے انحراف کرتے ہوئے امریکی آغوش میں جا بیٹھا ہے۔ اسی سلسلے کی دوسری کڑیوں کے تحت بلیک واٹر تنظیم کے سات سو اہلکار پشاور اور اسلام آباد میں ڈیرے ڈال چکے ہیں اور اب امریکی اہلکاروں کا رویہ مقامی لوگوں کے ساتھ مبینہ طور پر مفتوحہ علاقے کے غلاموں جیسا ہے۔ بلیک واٹر کے فوجی جس کا نام زی بھی ہے کم از کم دوسرے چھ شہروں میں ڈیرے ڈالنے والے ہیں۔ جنرل (ر) اسلم بیگ کا کہنا ہے کہ اب ٹرپل ون بریگیڈ والا کام بلیک واٹر والے کیا کریں گے۔ سیاسی نوعیت کے قتل کی وارداتیں بلیک واٹر والے سرانجام دیں گے۔ بعض بین الاقوامی اخباروں میں جدید ترین آلات اور ہتھیاروں سے آراستہ بکتر بند گاڑیوں کی تصویریں شائع ہوئی ہیں جو مبینہ طور پر پورٹ قاسم پر اتاری گئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہی بکتر بند گاڑیاں ہیں جن کے ذریعہ عراق میں لوگوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی تھی اور فلوجہ کو غارت کیا گیا تھا۔ عراق میں ان کی آمد سے پہلے عراقی وزیر اعظم نے بتایا تھا کہ یہ بکتر بند گاڑیاں حکومت عراق کی اجازت کے بغیر وارد ہوئی تھیں جس پر احتجاج کیا گیا تھا جو بے سود رہا۔ اب نظر یوں آ رہا ہے کہ پورٹ قاسم میں جو بکتر بند گاڑیاں اتاری گئی ہیں انہیں اتارنے کے لئے حکومت پاکستان سے اجازت نہیں لی گئی۔ بہر حال صاف نظر آ رہا ہے کہ امریکہ تشویشناک حد تک پاکستان کے داخلی معاملات میں داخل ہو چکا ہے۔ بظاہر اسلام آباد بلیک واٹر کے نرغے میں محسوس ہو رہا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں منی پنٹاگون بنایا جا رہا ہے۔ جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ کے بقول بلیک واٹر کا ایک ہزار کا نیا جتھہ عنقریب پاکستان پہنچنے والا ہے۔ پشاور کے یونیورسٹی ٹاؤن میں ان لوگوں کے لئے کرائے پر مکان حاصل کر لئے گئے ہیں۔ یہ لوگ چارٹرڈ طیاروں کے ذریعے بغیر ویزے پاکستان میں لینڈ کر رہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں حکومت پاکستان نے ورسک میں ایک آبی ذخیرہ تعمیر کرنے کے لئے ایک نام نہاد پاکستانی کمپنی کو ٹھیکہ دیا ہے جسے قطعی طور پر کنسٹرکشن کا کوئی تجربہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک امریکی چال ہے جس کے ذریعے بلیک واٹر آرمی کو پاکستان میں داخل کیا جا رہا ہے جس سے

پاکستان کی وزارتِ خارجہ مسلسل انکار کر رہی ہے مگر ماضی میں اس کا وجود پشاور کے ایک پرل کانٹی نینٹل ہوٹل جس کا امریکہ نے سودا کر رکھا تھا پر ہونے والے خودکش حملے میں ثابت ہو چکا ہے۔ اس حملے میں مرنے والوں میں بلیک واٹر آرمی کے کارندوں کی لاشیں بھی برآمد ہوئیں۔ بلیک واٹر اب نئے نام زی کے ساتھ پاکستان میں وارد ہو رہی ہے۔ بلیک واٹر کی تخلیق ۱۹۹۷ء میں امریکی ریاست شمالی کیرولینا میں عمل میں آئی تھی۔ ایرک پرنس اور ال کلارک اس کے موجدوں میں شامل تھے۔ یہ تنظیم ہر سال چالیس ہزار جنگجوؤں کو تربیت دیتی ہے جن کی خدمات قتل و غارت اور تباہ کاری کے لئے کرائے پر حاصل کی جاتی ہے۔ جون ۲۰۰۴ء سے اب تک جنگی زون میں جنگی جرائم کے ارتکاب کے لئے بلیک واٹر کو تین سو بیس ملین ڈالر سے زائد رقم ادا کی گئی۔ بغداد میں امریکی سفارتی عملے کی حفاظت کے لئے اس کی خدمات حاصل کی جاتی رہی۔ بلیک واٹر کے گرگے سول لباس پہنتے ہیں، کم بولتے ہیں، زیادہ تر ہتھیاروں کی زبان استعمال کرتے ہیں۔ یہ گرگے پنٹاگون کے لئے ان ممالک میں زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں جہاں پنٹاگون اپنا وجود ظاہر کئے بغیر اپنی فوجی طاقت قائم کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ امریکہ تاحال بلیک واٹر کی پاکستان میں موجودگی سے انکار کر رہا ہے مگر ایک سابق انسپکٹر جنرل پولیس کا کہنا ہے کہ پنٹاگون کے کرائے پر کام کرنے والے قاتلوں کی پشاور اور دیگر پاکستانی علاقوں میں موجودگی اور سرگرمیوں پر پاکستان کو تشویش ہے۔ اس ضمن میں کراچی کے ایریا ڈیفنس میں بھی بلیک واٹر والوں کو بسایا گیا ہے۔ یہ لوگ ریٹائرڈ حضرات کو بھرتی کر رہے ہیں جو پاکستان کے لئے کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

امریکہ اپنی فوجی طاقت پاکستان کے تمام گوشوں میں پھیلا رہا ہے اور پاکستان کی فوج کو داخلی محاذوں پر الجھا کر دفاعی طاقت زیادہ سے زیادہ کمزور کر رہا ہے تاکہ ریاستی اتھارٹی بیرونی سامراجی طاقتوں کی چیرہ دستیوں کے سامنے مکمل طور پر بے بس ہو جائے۔ یہ چال امریکہ نے تب چلی جب افغانستان میں اس کو اپنی شکست صاف صاف نظر آنے لگی اور بڑی مکاری سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے اس طوفان کا رخ پاکستان کی جانب موڑ دیا۔ پاکستان کے قبائلی علاقوں سے بات

نہ بنی تو اس آگ کو پاکستان کے سیٹل ایریا وادئ سوات تک پھیلا دیا گیا۔ اس ضمن میں پاکستانی فوج دو سال کے عرصہ سے جنگ لڑ رہی ہے مگر حالیہ گذشتہ چند مہینوں سے قبل اس میں اس وقت شدت پیدا کی گئی جب امریکہ نے محسوس کیا کہ پاکستان ان جنگجوؤں کے خلاف مؤثر کاروائی نہیں کر رہا۔ واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق، تین ماہ قبل ہی واشنگٹن نے پاکستانی فوج کو سوات پر حملے کا حکم دے دیا تھا مگر چند سیاسی مجبوریوں کی بنا پر اسے مؤخر کر دیا گیا تاکہ اس بڑے حملے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ اس ضمن میں صوبائی حکومت نے ایک نام نہاد امن معاہدہ کیا جسے نظام عدل ریگولیشن کا نام دیا گیا جس پر نیٹو سمیت امریکہ نے بھی اعتراض کیا مگر سو فیصد کاروائی کی یقین دہانی سے ان لوگوں کو مطمئن کیا گیا۔ میڈیا کے ذریعے اس بات کو خوب اچھالا گیا کہ حکومت نے شدت پسندوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں مگر اصل میں ان جنگجوؤں کے خلاف گراؤنڈ تیار کی جا رہی تھی۔ جعلی ویڈیوز کے ذریعے خوب تشہیر کی گئی۔ ٹی وی ڈبیٹ، مذاکروں میں اینکرز کے ذریعے خوب ہوا دی گئی تاکہ عوام کے سامنے اتنا جھوٹ بولا جائے کہ ان کی آنکھوں پر جھوٹ کی تہہ جمع ہو جائے اور وہ حقیقت دیکھنے کے قابل نہ رہے۔ پس جو انہیں دکھایا جائے اس کو سچ مان لیں تب سو فیصد کامیابی ان استعماری طاقتوں کو حاصل ہو گئی۔

وادی سوات پر بھاری ہتھیاروں، جنگی طیاروں اور ہر قسم کے آلات کے ساتھ چڑھائی کر دی گئی۔ یہ آگ پھیلتے ہوئے پورے ڈویژن میں لگ گئی جس کے نتائج چالیس لاکھ نفوس کی بے دخلی، مہاجر کیمپ آباد، وادی کی تباہی و بربادی اور کشکول گدائی دراز کرنے کی شکل میں بر آمد ہوئی۔ اس صورتحال سے امریکہ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا ان مہاجرین کے نام پر مختلف ممالک کی ڈونر کانفرنس بلائی گئی تاکہ پاکستان کی موجودہ حکومت کشکول گدائی ان کے آگے دراز کر سکے اور یہ لوگ اس میں خیرات کے چند ٹکے ڈال کر اس کی ناموس کا جنازہ نکال دیں۔ خیرات دینے والوں نے اپنے گروپ کا نام ”فرینڈز آف پاکستان“ رکھا۔ خدا ہمیں ان نام نہاد دوستوں سے بچائے ان کے ہوتے ہوئے ہمیں دشمنوں کی ضرورت نہیں۔ ان

استعماری طاقتوں کے سر خیل امریکہ نے ان حالات میں بھی اپنا فائدہ ڈھونڈ نکالا اور تمام نیک نامی اپنے لئے اکٹھی کر لی۔ خیرات میں ملنے والی رقم کا کیا ہوا؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ ان مہاجرین کو انصار کے ذمہ پر چھوڑ دیا گیا جو ملک کے کونے کونے سے ان کے لئے خیرات اکٹھی کر کے ان تک پہنچاتے رہے۔ پورے ملک میں خیرات کے لئے ایک پکار پھیلا دی گئی جسے سن کر مدد کے لئے ملک بھر سے تمام انصار امڈ پڑے۔

امریکہ نے بڑی ہوشیاری سے اپنی جنگ پاکستان کے گلے میں ڈالتے ہوئے دو فائدے حاصل کئے۔ ایک افغان سر زمین پر لڑی جانے والی جنگ کا دائرہ کار وسیع کرتے ہوئے دنیا بھر میں ان جنگجوؤں کو شدت پسند، انتہا پسند، عسکریت پسند قرار دے کر دہشت گردوں کی صف میں کھڑا کرتے ہوئے دنیا کی ہمدردیاں سمیٹ لیں۔ دوسرا اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل اور پاکستان کے ٹکڑے کرنے کے لئے اس جنگ کا دائرہ کار بڑھاتے ہوئے پاکستان کی سالمیت پر کاری وار کر دیا جس سے پاکستان کی بنیادیں تک ہل گئیں اور پاکستان داخلی طور پر عدم استحکام کا شکار ہو گیا جس کے نتائج موجودہ دور میں معاشی بحران کی شکل میں بر آمد ہو رہے ہیں۔ ہمارے معاشی حالات اتنے خراب ہیں کہ اگر امریکہ اور اس کے حواری خیرات نہ دیں تو ہم دیوالیہ ہو جائیں۔ اس گداگری نے ہمیں اس قابل نہیں چھوڑا کہ ہم اپنے ملک پر باقاعدگی سے ہونے والے امریکی ڈرون طیاروں سے میزائل برسانے کے جارحانہ حملوں کو روک سکیں۔ روکنا تو ایک طرف رہا اُف تک نہیں کر سکتے۔ اب تو ہم نے نقلی احتجاج کرنا بھی بند کر دیا ہے۔ اچھا ہی ہوا اب کم از کم امریکی میڈیا ہمارے نقلی احتجاج کا مذاق تو نہیں اڑا سکے گا۔

ہر ہفتہ نہیں تو ہر ماہ امریکی سفارت کار یا جرنیل یا دونوں ہمارے اوپر بلائے ناگہانی بن کر نازل ہوتے ہیں۔ ہماری غلامانہ کارکردگی کا جائزہ لینے۔ ہمارا شکنجہ کسنے، لاٹھی چارج کرنے، ہمارے گھریلو مسائل حل کرنے، ہمیں آدابِ غلامی سکھانے، ہمیں مزید بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنانے۔ ۵۲ ہفتوں میں ۵۲ سرکاری دورے، انسپکشن یعنی معائنہ دورے بچشم

خود دیکھنے کے لیئے کہ کون کیا کر رہا ہے؟ کس کو کس طرح اور کب کرنا چاہیئے؟ انتہا ہو گئی ہماری چاپلوسی کی۔ آخر زیر عتاب پاکستانی مسلمان ہی کیوں؟ دنیا بھر کے مسلمان ہی کیوں؟ کیا بش افغان وار پر کروسیڈ کا نعرہ لگا کر انتہا پسندی کا مرتکب نہیں ہوا؟ کیا بھارتی تنظیم ہندو پرشید انتہا پسند جماعت نہیں؟ کیا یہودی ناحق فلسطینیوں کا خون بہا کر ثواب کا کام رہے ہیں؟ آخر دین اسلام پر مر مٹنے والے ہی انتہا پسند کیوں ٹھہرے؟ یہ تو محض ایک بہانہ ہے جسے استعمال میں لا کر دہشت گردی کا نعرہ مستانہ بلند کر کے امریکہ پاکستان کے خلاف اپنا شکنجہ کستا جا رہا ہے مگر خود غرض پاکستانی سوداگر جو پاکستان کو محض اس لئے امریکہ کی جھولی میں ڈال رہے ہیں کہ پاکستان میں بڑھتی ہوئی امریکی فوجی طاقت کی موجودگی مذہبی انتہا پسند طبقوں کے اثر و رسوخ سے کاروباری طبقوں کو محفوظ رکھ سکتی ہے اور منافع خوری کی مزید سہولتیں مہیا کر سکتی ہے۔ امریکہ کو پاکستان میں قدم جمانے کا موقع دے کر انہوں نے بہت بڑی غلطی کی اب امریکیوں کو نکال باہر کرنا تقریباً ناممکن نظر آتا ہے۔ انہیں نکال باہر کرنے کے لئے ہزاروں پاکستانیوں کی زندگیوں کی قربانی دینی ہو گی جس کا امکان یوں ممکن نہیں ہو گا کیونکہ عوام جان چکے ہیں کہ ان کی قربانیوں کا انہیں بالعموم صلہ نہیں ملتا بلکہ سارا فائدہ امراء اٹھاتے ہیں۔

اس کھیل کے دوسرے کھلاڑی طالبان نے افغان وار میں اپنی اصل طاقت بچالی تھی جسے استعمال میں لا کر آج امریکیوں بلکہ تمام اتحادیوں کو ناکوں چنے چبوا رہا ہے جس کا اعتراف گاہے بگاہے کبھی برطانیہ، کبھی امریکہ اور کبھی نیٹو کی زبانی ان الفاظ میں ہو رہا ہے کہ کبھی نیٹو چیف کہتا دکھائی دیتا ہے کہ افغان وار لڑنا ہمارے بس کی بات نہیں یہ بہت مشکل اور طویل جنگ ہے۔ نیٹو کی فوج افغانستان میں مرنے کے لئے نہیں بنائی گئی ہے۔ کبھی مزید فوج کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو کبھی امریکہ اتحادیوں کوفتح کے سہانے خواب دکھا کر امادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ فتح قریب ہے جس پر طالبان سربراہ ملا عمر یہ کہہ کر جدید تربیت یافتہ مجاہدین افغانستان میں استعماری قوتوں کے خلاف طویل جنگ لڑنے کے لئے تیار ہیں پانی پھیر دیتے ہیں جس سے امریکی خوش فہمی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ اس تمام جنگ میں امریکہ کا جو بننا ہے سو بنے مگر مہرے

اپنے ہی کھلاڑی کی چیرہ دستیوں سے اس قدر پٹ گئے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

پاکستان در اصل خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے در پے ہے کیونکہ پوری دنیا میں استعماری طاقتوں کے سرخیل امریکہ اور دجال کے لشکریوں کو کسی نے چیلنج کیا ہے تو وہ یہ جنگجو ہی ہیں جو اس سے ٹکرانے اور اس کو پارہ پارہ کرنے والے ہیں۔ اس ضمن میں امریکہ بخوبی جانتا ہے کہ پاکستان پر قبضے کی راہ میں یہی لوگ رکاوٹ ہیں اور وہ اپنی راہ سے اس روڑے کو خود ہٹانے کی سکت نہیں رکھتا اس لئے خود پاکستان سے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کروا رہا ہے جسے برابر مانیٹر بھی کیا جا رہا ہے مگر افسوس کہ ہم خوابِ غفلت میں پڑے آٹے، چینی کے چکر اپنی عوام کو مبتلا کر کے یہ حقائق کب تک چھپاتے پھریں گے۔ ان کو روایتی گل محمد کب تک بنائے رکھیں گے جو اپنے گھر کے آنگن میں باہر ایک پتھر اینٹ یا کنکری آ گرنے دیتے ہیں ناراض نہیں ہوتے۔ صدیوں قبل یروشلم عیسائی حملہ آوروں (صلیبی سپاہیوں) نے قبضہ کر لیا تھا۔ پڑوسی اسلامی ممالک کی بے توجہی اور لاپرواہی کا یہی عالم تھا جو آج ہمارا ہے۔ وہ بھی ماہِ صیام کا مہینہ تھا۔ دمشق کی جامع مسجد کے امام صاحب دوپہر کے وقت مسجد کے صحن میں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تو سب نمازیوں کو بہت غصہ آیا کہ سب سے بڑی مسجد کے سب سے بڑے امام نے سب سے مقدس مہینے میں مسجد کے اندر ماہِ رمضان کی اتنی بے حرمتی کی۔ امام صاحب نے جو جواب دیا وہ آج کے حالات پر صادق آتا ہے۔ آج ایک شخص کے روزہ توڑنے اور ماہِ رمضان کی کھلم کھلا بے حرمتی کرنے پر اتنے مشتعل ہو گئے مگر آپ نے یروشلم پر صلیبی حملہ آور غنڈوں اور دہشت گردوں کے غاصبانہ قبضے کا برا نہیں منایا آج ہمارا یروشلم شدید خطرات سے دوچار ہے اور کروسیڈی بش نے کروسیڈ کا کھلم کھلا اعلان بھی کر دیا تھا مگر ہم نا جانے کس خوش فہمی میں آسمانی مدد کے منتظر ہیں۔

بلیک واٹر قوائد وضوابط سے بالاتر

بلیک واٹر دنیا کی بدنام ترین تنظیم ہے جس نے اپنے آپ کو پرائیویٹ سکیورٹی تنظیم کے طور پر متعارف کروایا ہے۔ دنیا بھر میں بے شمار پرائیویٹ سکیورٹی کمپنیاں ہیں جو مختلف لوگوں اور اداروں کو سکیورٹی گارڈز مہیا کرتی ہیں۔ یہ تمام سکیورٹی کمپنیاں کچھ مخصوص قوائد وضوابط کے اندر رہ کر کام کرنے کی پابند ہوتی ہیں جبکہ بلیک واٹر ایک ایسی پرائیویٹ سکیورٹی تنظیم ہے جو اپنے آپ کو ان تمام قوائد وضوابط سے بالاتر سمجھتی ہے جو سرکاری تنظیموں پر مسلط ہوتے ہیں یہاں تک کہ امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے بھی چند مخصوص افراد کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔ چند مخصوص افراد ایسے ہیں جو سی آئی اے کے سربراہ سے جواب طلب کر سکتے ہیں کہ پیسہ کہاں آیا اور کہاں خرچ کیا؟ لیکن بلیک واٹر چونکہ اپنے آپ کو کارپوریٹ کلچر کا حصہ سمجھتی ہے اس لیے نہ تو ان پیسوں کا حساب دینے کی خود کو محتاج سمجھتی ہے اور نہ ہی اپنی خفیہ سرگرمیوں کی رپورٹ کسی بھی فرد یا ادارے کو دینا لازم سمجھتی ہے۔ اس حوالے سے بلیک واٹر کا خیال ہے کہ چونکہ ہم اپنے کام پیسے لے کر کسی آدمی کی سکیورٹی کے لیے کرتے ہیں لہٰذا ہم کسی کی بھی رسائی کسی بھی قسم کی معلومات تک نہیں ہونے دیں گے۔

اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو بلیک واٹر اپنے آپ کو کسی بھی قسم کے قانون سے بالاتر سمجھتی ہے اس کے خیال میں دنیا میں کوئی بھی اس قابل نہیں کہ بلیک واٹر سے جواب طلب کر سکے۔ اس تنظیم میں کرائے کے بے شمار قاتل موجود ہیں جبکہ جرائم پیشہ خطرناک مجرموں کو بھی بلیک واٹر پناہ دیتی ہے اور بھاری معاوضے پر ان سے کام لیتی ہے سب سے اہم بات یہ ہے کہ خطرناک قاتلوں پر مشتمل اس تنظیم کو امریکی سرپرستی حاصل ہے۔ جی ہاں! اس تنظیم کو اسی

امریکہ کی سرپرستی حاصل ہے جو پوری دنیا سے دہشت گردی ختم کرنے کے مشن پر ہے۔ اکثر جگہ امریکی فوجیوں کے روپ میں بلیک واٹر کے درندہ صفت غنڈے کارروائیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ عراق پر حملے کے دوران بھی امریکہ نے بلیک واٹر سے ٹھیکہ کیا تھا اس کے بعد اس کے اہلکاروں کی درندگی، ریپ، بچوں پر جنسی تشدد اور انتہائی سفاک انداز میں قتل کرنے کی خبریں دنیا بھر میں پھیل گئیں لیکن بظاہر بلیک واٹر کو اس سے کوئی خاص فرق نہ پڑا۔

بدنام زمانہ بلیک واٹر کے بانی کا تعارف:

بلیک واٹر کے بارے میں جاننے کے بعد یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اس کا بانی کون ہے اور یہ شخص کس قسم کی ذہنیت کا مالک ہے؟ اس حوالے سے چالیس سالہ ایرک پرنس کا نام سامنے اتا ہے جس نے تقریباً ۲۸ سال کی عمر میں اس تنظیم کی بنیاد رکھی جبکہ اندازاً اکیس (۲۱) سال کی عمر میں ہی اس نے اس تنظیم کے قیام کا منصوبہ بنا کر کام کا آغاز کر دیا تھا۔ یہ شخص اپنے آپ کو ایک ایسا صلیبی جنگجو سمجھتا ہے جسے دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔ اسے موت کے سوداگر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس حوالے سے باقاعدہ طور پر عدالت میں ایک حلفیہ بیان بھی جمع کروایا گیا ہے۔ یہ بیان بلیک واٹر کے ہی دو سابق اہلکاروں نے دیا ہے لیکن جان سے ہاتھ دھونے کے خوف کی وجہ سے انہوں نے اپنی شناخت کروانے سے منع کر دیا ہے۔ اپنے اس بیان میں انہوں نے کہا کہ ”ایرک پرنس“ اپنے آپ کو ایک ایسا صلیبی جنگجو تصور کرتا ہے جسے دنیا سے مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔“

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بلیک واٹر کا بانی ”ایرک پرنس“ اس وقت بے شمار مقدمات کی زد میں ہے۔ اس کی تنظیم بلیک واٹر کا عراق میں ٹریک ریکارڈ انتہائی کراہت آمیز ہے۔ امریکہ میں ہی بلیک واٹر کو الیگزینڈریا کی ڈسٹرک کورٹ میں بھی ایک مقدمے کا سامنا ہے اس مقدمے کے فیصلے کے بعد ہی یہ فیصلہ ہو گا کہ کیا بش عہد کے اس

تاریک باب کا خاتمہ ہو گیا یا نہیں؟ جو امریکی انتظامیہ اور بلیک واٹر نامی اس نجی کمپنی کے تعلق سے شروع ہوا۔ ایک جرمن میگزین ”اسپیگل آن لائن“ کے مطابق بلیک واٹر کے کچھ سابق ملازمین بھی اس کمپنی کی خفیہ سرگرمیوں پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

۱۶ ستمبر ۲۰۰۷ء کو ہونے والے صرف ایک واقعہ میں عورتوں اور بچوں سمیت ۱۷ افراد کو بغداد کے ”نیسور اسکوائر“ میں بلیک واٹر کے لیے کام کرنے والے قاتلوں نے شہید کر ڈالا تھا۔ اس حوالے سے ”سنوزن بروک“ کی جانب سے کمپنی کے بانی ”ایرک پرنس“ کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ اس مقدمے کی درخواست میں سوزن بروک نے ایرک پرنس کو ”جدید دور کا موت کا سوداگر“ قرار دیا ہے۔ عدالت کو دی گئی درخواست میں سوزن بروک نے الزام عائد کیا ہے کہ چالیس سالہ ایرک پرنس نے لاقانونیت اور عدم احتساب کے کلچر کو فروغ دیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بلیک واٹر میں مہلک طاقت کا اضافی اور غیر ضروری استعمال کیا جاتا ہے۔

اپنے اقدام میں سوزن بروک اسے جنگی مجرم قرار دیتی ہیں۔ یہ مقدمہ امریکی ڈسٹرکٹ کورٹ برائے ایسٹرن ڈسٹرکٹ آف ورجینیا الیگزینڈرا میں دائر ہے۔ سوزن بروک نے کہا ہے کہ وہ ایرک پرنس کے خلاف چالیس عینی شاہدین بیان دینے کے لیے بلوائیں گی۔ قتل کے ان عینی شاہدین کو بغداد سے بلوایا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بلیک واٹر کے اہلکاروں کو بچوں اور عورتوں پر گولیاں چلاتے اور قتل کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ یاد رہے کہ ایرک پرنس پر مقدمہ دائر کرنے والی یہ وہی سوزن بروک ہیں جنہوں نے ابوغریب کے قیدیوں کا معاملہ اٹھا کر دنیا بھر میں نام کمایا تھا۔ اس مرتبہ وہ بلیک واٹر کے سابق مالک سمیت موجودہ عہدے داروں کو سزا دلوانے کے لیے کوشاں ہیں۔

بلیک واٹر کا ٹریننگ سنٹر:

بلیک واٹر اور اس کے بانی کی اصلیت جاننے کے بعد یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس قدر منظم تنظیم کو کس جگہ بیٹھ کر کنٹرول کیا جارہا ہے اور اس کے اہلکاروں کو کس ملک اور کس جگہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس حوالے سے جب تحقیقات کی گئیں تو یہ بات سامنے آگئی کہ بلیک واٹر کا ہیڈ آفس جہاں بیٹھ کر اسے کنٹرول کیا جارہا ہے، امریکہ کے بیچوں بیچ ایک سرسبز جگہ پر واقع ہے یہ جگہ امریکہ کی ریاست ورجینیا اور نارتھ کیرولینا کے بارڈر پر واقع ہے بلیک واٹر کا یہ مرکز ۷ ہزار ایکڑ یعنی ۲۸ مربع کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ یہاں پر گہرے سبز رنگ کے خودرو پودے موسموں کے اثرات کی وجہ سے زمین پر بچھے رہتے ہیں اور ارد گرد کا سیلابی پانی اسے نیم دلدلی کیفیت میں مبتلا رکھتا ہے کہیں کہیں گہرائی زیادہ ہو تو پانی کی وجہ سے چھوٹی سی جھیل بھی بن جاتی ہے ورنہ یہ سارا علاقہ پاؤں تلے روندی ہوئی لمبی لمبی گھاس اور جھاڑیوں کا منظر پیش کرتا ہے جو کہ تھوڑے تھوڑے سطحی پانی میں ڈوبی رہتی ہے۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جنگی اور خاص طور پر گوریلا مشقوں کے لیے یہ ایک آئیڈیل جگہ ہے۔ یہاں کی گھاس پانی کی زیادتی کی وجہ سے گل سڑ کر گہرے رنگ کی ہو چکی ہے اور پانی کی سطح پر ہونے اور ڈوبے رہنے کی وجہ سے پانی بھی اسی رنگ کا نظر آتا ہے جس کی وجہ سے سارے علاقے کو کالا پانی یا بلیک واٹر کہا جاتا ہے۔

چھ ہزار ایکڑ پر مشتمل یہ غیر آباد زمین ایرک پرنس نے 1990ء میں خریدی تھی۔ اس کے بعد اس وسیع و عریض علاقے کے ارد گرد کانٹے دار لوہے کی باڑ لگوا دی اور سات سال تک اس میں اپنی مرضی اور ضرورت کے تحت تبدیلیاں کی گئیں۔ سات سال بعد ایرک پرنس نے یہاں ایک تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام ”بلیک واٹر ورلڈ وائڈ“ رکھا گیا ان سات سالوں میں اس کا رقبہ سات ہزار ایکڑ ہو چکا تھا۔

28 مربع کلومیٹر پر مشتمل اس جگہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ لاہور کا اندرون شہر دو مربع کلومیٹر پر واقع ہے یعنی ایسے 14 شہروں کے برابر یہ جگہ صرف ایک شخص یعنی ایرک پرنس نے خرید لی اور یہاں دنیا کی سب سے بڑی سکیورٹی ایجنسی بلیک واٹر ورلڈ وائڈ کا ٹریننگ سنٹر قائم کیا گیا۔ یہ ٹریننگ سنٹر اتنا بڑا ہے کہ سیٹلائٹ کے ذریعے گوگل ارتھ پر جاکر (7612 w36o27N) پر اسے بآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔

اسی طرح نومبر ۲۰۰۶ء میں اس تنظیم نے شگاگو کے شہر ماؤنٹ کیرول میں بھی ایرک پرنس نے 30 ایکڑ مربع اراضی خریدی تھی۔ جہاں اس تنظیم کا شمالی تنظیمی ڈھانچہ قائم کیا گیا ہے۔

بلیک واٹر کی سالانہ چالیس ہزار افراد کو ٹریننگ:

موجودہ صورتِ حال جاننے کے بعد ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ بلیک واٹر کس قدر طاقتور تنظیم ہے؟ اور اس قدر وسیع رقبے پر یہ کتنے افراد کو ٹریننگ دے رہی ہے اور ان کو کتنی تنخواہ دیتی ہے اس کے علاوہ اس کے پاس کس قسم کے جنگی آلات ہیں؟

ان سوالات کے جوابات اور بلیک واٹر کی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے ٹریننگ سنٹر میں ہر سال تقریباً چالیس ہزار افراد کو سیکورٹی کے ہر اس کام میں ٹریننگ دی جاتی ہے جس کی مدد سے واضح اور خفیہ ہر قسم کے مقاصد پورے کیے جاسکیں۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان چالیس ہزار افراد کی جدید خطوط پر کی جانے والی ٹریننگ پر کتنا خرچہ آتا ہوگا۔ جبکہ بلیک واٹر کے بارے میں ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق ان کے ہر اہل کار کی تنخواہ کسی بھی ریٹائرڈ امریکی جنرل سے بھی زیادہ ہے یعنی دوسرے الفاظ میں بلیک واٹر کم از کم چالیس ہزار افراد کو چالیس ہزار امریکی ریٹائرڈ جنرلز سے زیادہ تنخواہ دیتی ہے جبکہ لازماً ان سے پہلے ٹریننگ حاصل کرنے والوں کی بھی ایک بڑی تعداد بلیک واٹر سے

منسلک ہوتی ہے جس کی تنخواہ بلیک واٹر کو ہی ادا کرنی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سکیورٹی ایجنسی کے اپنے ہیلی کاپٹر اور جدید ترین جنگی آلات ہیں۔

بلیک واٹر جیسی بدنام زمانہ سکیورٹی کی اس قدر طاقتور اور خطرناک تنظیم اس امریکہ جیسے ملک میں آزادی کے ساتھ موجود ہے اور کام کر رہی ہے جسے دنیا کی سب سے بڑی سب سے زیادہ ہتھیاروں سے لیس اور سب سے زیادہ بجٹ رکھنے والی فوج رکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔

بلیک واٹر کی کراچی سے بھرتیاں:

بلیک واٹر کا شہرہ پہلی مرتبہ تب ہوا جب عراق پر قبضہ کرنے کے بعد امریکی افواج نے اسے بھرتی کا ٹھیکہ دیا اس ٹھیکے کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ٹھیکہ 21 ملین ڈالر کا تھا اس ٹھیکے کے لیے مطلوبہ تعداد کو پورا کرنے کے لیے بلیک واٹر نے پوری دنیا سے امریکہ لے جانے کے ترغیبات اور وہاں ایک عالمی فرم میں کام کرنے کے نام پر بہترین جسمانی صحت اور فوج میں گزشتہ کیریئر کے حوالے سے لوگوں کو بھرتی کیا۔

۲۰۰۱ء میں کراچی کے شہر میں سابقہ فوجیوں کو بھی ایک سکیورٹی ایجنسی میں وسیع پیمانے پر بھرتی کیا گیا اس سلسلے میں اشتہارات بھی دیئے گئے تھے جن کے مطابق بیرون ممالک میں ہزاروں سکیورٹی گارڈز کی ضرورت ہے۔ بظاہر یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ ایک عام سی سکیورٹی کمپنی ہے جسے ٹھیکے پر بیرون ممالک میں سکیورٹی گارڈز کی ضرورت ہے۔ قارئین کو شاید یہ جان کر حیرت ہو کہ یہ تمام بھرتیاں بلیک واٹر کے لیے گئی تھیں شاید اسی وجہ سے ”ایکسن مین سروسز“ میں شامل جنرل حمید گل گزشتہ چند سالوں سے بلیک واٹر کی پاکستان آمد کا رونا رو رہے تھے جس پر کسی نے توجہ نہ دی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بلیک واٹر دیے گئے ستر فیصد ٹھیکوں کے لیے کوئی بولی نہیں ہوئی اور

انہیں براہِ راست بلیک واٹر کو سونپ دیا گیا۔ بلیک واٹر کا سب سے اہم سرمایہ “شوٹرز” ہیں آپ انہیں “بے داغ قاتل” بھی کہہ سکتے ہیں انہیں دنیا بھر سے بھرتی کیا جاتا ہے اور کمپنی میں بھی خاصی اہمیت حاصل ہے۔ بلیک واٹر انہیں فلپائن سے لے کر لاطینی امریکہ تک کے ممالک سے بھرتی کرتی ہے اور ان کی مدد سے بہت ہی اہم نوعیت کے پراجیکٹ مکمل کرتی ہے۔

بلیک واٹر کو بعض مجبوریوں اور بدنامی کی وجہ سے ۲۰۰۷ء میں اپنا نام تبدیل کرنا پڑا جبکہ کچھ عرصہ قبل اس نے ایک مرتبہ پھر اپنا نام تبدیل کر کے “Xe” رکھ لیا ہے جبکہ بعض ذرائع کے مطابق پاکستان میں کام کرنے کے لیے یہ ایک نیا نام رکھے گی اور اسی نام کے تحت کام مکمل کیا جائے گا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نام تبدیل کر لینے کے باوجود اس کمپنی کو بلیک واٹر کے نام سے جو شہرت اور بدنامی ملی وہ کم نہ ہو سکی اور دنیا بھر میں اسے بلیک واٹر کے نام سے ہی یاد کیا جاتا ہے۔

بلیک واٹر کا طریقہ واردات:

یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ بلیک واٹر کی مدد سے امریکہ کیا فائدہ حاصل کر رہا ہے اور بلیک واٹر کا طریقہ واردات کیا ہے؟ اس سوال کے جواب کے حصول کے لیے جب تحقیقات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ بلیک واٹر کے ارکان کی ایک بڑی تعداد امریکی فوج کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ یہ اہلکار امریکی فوج کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے بھیس میں بھی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اسی طرح سوات آپریشن میں بھی ایسے غیر ملکی افراد کی لاشیں ملی تھیں جن کے ختنے نہیں ہوئے تھے یہ کون لوگ تھے؟ اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بلیک واٹر کے لوگ تھے جو امریکی مفادات کی تکمیل کے لیے کام کر رہے تھے۔

بلیک واٹر کو استعمال کر کے امریکہ اپنی فوج اور افرادی قوت بچا رہا ہے اس طرح وہ ایک تیر سے دو شکار کر

رہا ہے ایک طرف تو مرنے والے امریکی فوج کی بجائے بلیک واٹر کے کرائے کے قاتل ہیں جبکہ دوسری طرف نیٹو اافواج اور دوسرے ممالک یہی تاثر دیا جا رہا ہے کہ عراق اور افغانستان کی جنگ میں امریکہ کی فوج بھی ان کے شانہ بشانہ لڑ رہی ہے۔ اس طرح امریکہ اپنے دوست ممالک کو بھی بخوبی دھوکہ دے رہا ہے۔

بلیک واٹر کے کام کرنے کا انداز (جسے اس کا طریقۂ واردات بھی کہا جا سکتا ہے) اس طرح ہے کہ یہ تنظیم اس علاقے میں جہاں امریکی آپریشن کرنا چاہتے ہوں یا آپریشن کر رہے ہوں، وہاں این جی اوز اور رفاعی تنظیموں کے نام پر دفاتر لیتی ہے۔ پھر اپنے چند وضع قطع سے پڑھے لکھے لوگوں کو وہاں بھیجتی ہے جو اس علاقے میں رفاہی سرگرمیاں شروع کر دیتے ہیں اس کے بعد ان این جی اواز اور رفاعی اداروں کی آڑ میں ان کے گوریلا نما کرائے کے قاتل آ جاتے ہیں اور ان این جی اوز اور رفاعی اداروں کی آڑ میں رہتے ہیں موقع ملتے ہی اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیتے۔

بلیک واٹر کے اس طریقۂ واردات کو عراق کے عوام اچھی طرح جان چکے ہیں کیونکہ وہاں کے لوگ ہر روز ان کے ہاتھوں ہلاک ہوتے رہے ہیں اور وہاں کوئی شہر ایسا نہیں ہے جہاں ان کے خریدے ہوئے این جی اوز کے کارندے ان کے لیے عراقی عوام کی جاسوسی نہ کریں یہی وجہ ہے کہ جب فلوجہ پر امریکی حملہ شدت اختیار کر گیا تو فلوجہ کے شہریوں نے کھانے پینے کا سامان فراہم کرنے والے ان ٹھیکیداروں کو مار کر ان کی لاشیں دریائے فرت کے کنارے لٹکا دی تھیں کیونکہ یہ ٹھیکے دار رفاہی کاموں کے پس پردہ کرائے کے فوجیوں کو قتل کرنے کا راستہ دیتے تھے۔ فلوجہ اور نجف میں اس تنظیم کے افراد کے مظالم کی داستانیں اب منظرِ عام پر آ چکی ہیں جن میں قتل، گینگ ریپ اور بچوں پر جنسی تشدد عام ہے۔

بلیک واٹر کے مطالبات پاکستان نے تسلیم کیئے:

قارئین! دنیا کی اس بدنام ترین سکیورٹی کمپنی بلیک واٹر کے بارے میں مسلسل یہ رپورٹس موصول ہو رہی ہیں کہ اس کے کرائے کے قاتل پاکستان آچکے ہیں اور اب یہ کسی مخصوص اور خفیہ مشن کے تحت پاکستان میں قدم جما رہی ہے۔ اسے خصوصی طور پر امریکہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ امریکی حکومت پاکستان میں اسے کسی خاص مقصد کے تحت لانا چاہ رہی ہے اور اس کی مدد سے کوئی بہت ہی خفیہ کام مکمل کرنا چاہتی ہے۔ بلیک واٹر کی مدد سے امریکہ پاکستان میں کیا کرنا چاہتا ہے اور اس کا اگلا منصوبہ کیا ہے اس پر بحث کرنے سے پہلے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ امریکہ نے اس تنظیم کو پاکستان میں آزادانہ کارروائی کرنے اور بغیر کسی انوسٹی گیشن اور مقدمے کے باحفاظت واپس امریکہ پہنچانے کے لیے کیا اقدامات کیے اور اس سلسلے میں حکومت پاکستان سے کیا مطالبات کیے؟

امریکی حکومت نے ۲۰۰۸ء کے موسم بہار کے آغاز میں ہی کچھ مطالبات کیے تھے معتبر ذرائع کے مطابق ان میں سے کچھ تو پرویز مشرف نے ہی تسلیم کر لیے تھے اور کچھ ان کے جانشینوں نے مان لیے۔ اس حوالے سے پالیسی وہی رکھی گئی جو ڈرون حملوں کی ہے یعنی بظاہر مخالفت لیکن عملی طور پر تائید کی جارہی ہے۔

امریکہ نے پاکستانی حکومت سے جو مطالبات کیے ان میں پہلا مطالبہ یہ تھا کہ امریکی فوج کے سبکدوش مگر جواں سال افسروں اور دوسرے تربیت یافتہ افراد کو سفارتی عملے کی مراعات کے ساتھ پاکستان آنے کی اجازت دی جائے انہیں فقط اپنی شناخت واضح کرنی ہوگی اور ان پر ویزے کے حصول کی پابندی نہ ہوگی یعنی وہ حکومت پاکستان کی اجازت کے بغیر آسکیں گے اور جب چاہیں واپس جاسکیں گے۔ ان میں صرف بلیک واٹرز کے ارکان ہی نہیں بلکہ عسکری مافیا بھی شامل ہیں۔ پاکستان اور افغانستان میں ان کی تعداد تقریباً بیس ہزار سے زیادہ ہو چکی ہے امریکی مسلح افواج سے ان کا کوئی تعلق نہیں

اور نہ ہی ان پر کسی ضابطہ اخلاق کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ لوگ سی آئی اے سے رابطے میں ہوں گے یا اس کے ماتحت ہوں گے اس سے با آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔

امریکی حکومت کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ ویزے کے بغیر آنے والے ان مسلح افراد کو امریکہ میں جاری کردہ لائسنس پاکستان میں بھی قابل قبول ہوں گے یعنی دوسرے الفاظ میں اگر امریکہ انہیں جنگی جہاز، توپ، ٹینک یا راکٹ لانچر سمیت جس بھی قسم کا جدید سے جدید اسلحہ رکھنے اور چلانے کا لائسنس دیتا ہے تو حکومت پاکستان انہیں یہ سب رکھنے سے منع نہیں کرسکے گی۔ اسی مطالبے کی ایک شق یہ بھی تھی کہ یہ افراد یونیفارم پہن کر جہاں چاہے اسلحہ سمیت جاسکیں گے ان کی یہ یونیفارم امریکی فوج سے ہٹ کر ہے۔

امریکی حکومت کا تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ ان افراد کے کسی بھی جرم کے ارتکاب پر ان پر پاکستان کا قانون لاگو نہیں ہوگا بلکہ ان پر صرف امریکی قانون لاگو ہوں گے یعنی ان مطالبات کی رُو سے کہا جاسکتا ہے کہ اگر یہ افراد سرعام شراب پی کر گھوم رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں خطرناک اسلحہ بھی ہے تو یہ کوئی جرم نہیں ہے اور انہیں پاکستانی حکومت اس اقدام سے منع نہیں کرے گی اس سے بھی خطرناک بات یہ ہے کہ امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے اگر یہ کوئی خطرناک قدم بھی اٹھاتے ہیں تو یہ بھی کوئی جرم تصور نہیں ہوگا کیونکہ یہ لوگ پاکستانی قانون سے مستثنٰی ہوں گے اور اسی طرح یہ جو بھی جرم کریں گے وہ امریکی قانون کی نظر سے ہی دیکھا جائے گا اور اگر کسی مقدمے کی ضرورت ہوئی تو وہ بھی پاکستان کی عدالت میں دائر نہیں ہوسکے گا۔

اسی طرح ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ بلیک واٹر جسے اب ”وی“ کہا جاتا ہے اور اس کی مدد کرنے والی دوسری تنظیمیں کوئی بھی چیز درآمد یا برآمد کرسکیں گی اور ان سے کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا (یاد رہے کہ برطانیہ بھی برصغیر پاک وہند پر اسی لیے قدم جمانے اور بعد میں قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا کہ بادشاہ وقت نے ایک انگریز ڈاکٹر سے

خوش ہو کر اس کے کہنے پر اس کی قوم (برطانیہ) کو ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا)۔

مطالبات کی اس لسٹ میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ یہ تنظیمیں اور امریکی حکومت کی سرپرستی میں آنے والے اہلکار اپنے ساتھ گاڑیاں، جہاز اور ہتھیار لا سکیں گے اور پاکستان میں ان سے کسی قسم کی پارکنگ فیس وصول نہیں کی جائے گی دوسرے الفاظ میں اگر صرف بیس اہلکار جنگی جہاز یا بکتر بند گاڑیاں لے آئیں تو پاکستان انہیں رکھنے کے لیے اڈا دینے کا پابند ہو گا اور اس ضمن میں ان سے کسی قسم کی فیس لینے کا بھی مجاز نہیں ہو گا یعنی یہ تمام سہولتیں ان امریکیوں کے لیے مفت ہوں گی۔

امریکی حکومت کے مطالبات کی اس طویل لسٹ میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ یہ لوگ (امریکی اہلکار اور بلیک واٹر) پاکستان میں ٹیلی فون اور مواصلات کے دوسرے نظام قائم کر سکیں گے۔ امریکی حکومت اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بلیک واٹر اور اس جیسی دوسری تنظیموں اور اپنی خفیہ ایجنسیوں کو اپنے مقاصد میں کامیاب کروانے کے لیے کس حد تک چلی گئی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے ان مطالبات کی ایک شق یہ بھی تھی کہ اگر ان لوگوں (بلیک واٹر اور پرائیویٹ امریکی اہلکار) کی سرگرمیوں کے نتیجے میں کوئی حادثہ پیش آیا اور اس کے نتیجے میں کسی جائیداد یا زندگی کو نقصان پہنچا تو مقدمہ چلانا تو دور کی بات کسی قسم کے معاوضے کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائے گا۔ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان مطالبات کا مقصد کیا تھا اور یہ فقط مطالبات ہی تھے یا پھر باقاعدہ حکم تھا!

پاکستان نے امریکی مطالبات مان لیے:

امریکی حکومت نے ان شرمناک اور گھٹیا مطالبات میں سے کتنے مطالبات تسلیم کر لیے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے البتہ بعض ذرائع کے مطابق ان پر نوے فیصد عمل ہوچکا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ اس سے قدرے کم مطالبات پر عمل کیا گیا ہے لیکن اگر ان کی روشنی میں ڈرون حملوں پر نظر ڈالیں تو بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کس حد تک یہ مطالبات تسلیم کیے جا چکے ہیں۔ ڈرون جہاز، ان کے پائلٹ غیر ملکی ہیں اور ان حملوں کے نتیجے میں جو نقصان ہوا یا ہو رہا ہے اس پر کسی قسم کا معاوضہ، ہرجانہ یا مقدمہ کرنے کی بھی تاحال کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اسی طرح غیر ملکیوں کی نقل و حرکت اور مشکوک سرگرمیاں بھی عروج پر ہیں۔

اسی طرح ۲۴ اگست ۲۰۰۹ء کو دفاعی امور کی تجزیہ کار ڈاکٹر شیریں مزاری نے انکشاف کیا کہ “بلیک واٹر” چارٹر فلائٹس پر آتے ہیں اور انہیں پاکستانی حکومت نے ہائر کیا ہے۔ انہوں نے مزید بتاتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے نیٹو کو آفس بنانے کی اجازت دے دی ہے اور تربیلا کے قریب بیس بھی کھلے گا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ امریکہ کا کہنا ہے کہ تربیلا میں تربیت دینے کے لیے تین سو امریکی آ چکے ہیں۔ ویت نام میں بھی پہلے ٹرینیز آئے تھے اور پھر فوج آئی تھی۔ ڈاکٹر شیریں مزاری نے ایک اور انکشاف یہ کیا کہ امریکی صحافی نکولس شمیڈل جو بظاہر ریسرچ کی غرض سے یہاں آیا تھا، کچھ ایسی جگہوں پر جا رہا تھا، جہاں کی ریسرچ کا کام نہیں تھا لہٰذا اسے یہاں سے نکال دیا گیا لیکن امریکہ میں پاکستانی سفیر حسین حقانی نے اسے دوبارہ پاکستان کا ویزہ دے دیا۔

اسی طرح ستمبر کے پہلے ہفتے کی بات ہے کہ جمعہ کی دوپہر دو بجے اسلام آباد میں ایف آئی کے صدر دفتر کے قریب ایک گاڑی میں سوار چار مسلح امریکی روک لیے گئے۔ جنہوں نے پاکستانی اہلکاروں کو اپنی شناخت کروانے سے

انکار کر دیا اور امریکی سفارت خانے سے رابطہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی امریکی سفارت خانے سے تعلق رکھنے والے دو فوجی افسر وہاں پہنچ گئے۔ شرمناک بات یہ ہے کہ وہ نچلے درجے کے سبکدوش فوجی افسر تھے۔ امریکی چھوڑ دیئے گئے اور پاکستانیوں کو تھانے بھیج دیا گیا۔ ذرائع کے مطابق یہ امریکی بلیک واٹر کے ان ملازمین میں سے تھے جو ۴۰۰ سے ۵۰۰ ڈالر روزانہ پر امریکیوں کے لیے کام کر رہے ہیں۔

پاکستان میں بلیک واٹر کے ٹھکانے:

امریکیوں اور غیر ملکیوں کی پاکستان میں اس قسم کی نقل و حرکت منظر عام پر آنے کے بعد یہ سوال اٹھتا ہے کہ بلیک واٹر یا دوسری پرائیویٹ یا خفیہ امریکی تنظیمیں کس جگہ پر ہیں اور پاکستان میں ان کا ٹھکانہ کہاں ہے کہ یہ ایک مشکل اور خطرناک سوال تھا جب اس حوالے سے تحقیقات کی گئیں تو انکشاف ہوا کہ بلیک واٹر کے اہلکار پشاور میں سر عام جدید اور خطرناک اسلحہ اٹھائے گھومتے نظر آتے ہیں۔ مزید تحقیقات پر معلوم ہوا کہ ان کا دفتر پشاور کے علاقے حیات آباد میں تھا پھر پرل کانٹینٹل ہوٹل کی تیسری اور چوتھی منزل پر بھی انہوں نے اپنا دفتر بنالیا۔ پی سی ہوٹل پشاور پر جب خود کش حملہ ہوا تو انہیں وہاں سے باحفاظت نکال لیا گیا لیکن ایک رپورٹ کے مطابق اس حملے میں بلیک واٹر کے دو اہلکار بھی ہلاک ہوگئے تھے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق امریکہ نے پشاور کا پی سی ہوٹل خرید لیا ہوا ہے دفاعی نقطہ نظر سے اس ہوٹل کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ اس کے قریب ہی کور کمانڈر ہاؤس ہے۔

پشاور میں ہی ایک اور امریکی کمپنی ”کری ایٹو ایسو سی ایٹس انٹر نیشنل ان کارپوریٹڈ“ بھی کام کر رہی ہے اس کمپنی کے مطابق یہ ایک عام سی این جی او ہے جو رفاعی کام کر رہی ہے لیکن اس جھوٹ کا پول کھولنے کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ اس کے کارکن اور اہلکاروں کے استعمال میں جو گاڑیاں ہیں ان پر سفارتی نمبر پلیٹیں لگی ہوئی ہیں اگر یہ واقعی عام

سی این جی او ہے تو اس کے کارکن اور اہلکار سفارتی نمبر پلیٹ والی گاڑیوں میں کیوں گھوم رہے ہیں؟ اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ سی آئی اے کی فرنٹ کمپنی ہے یہ تنظیم Creative Assrciates International Inc یعنی CAII اپنی ویب سائٹس پر بھی خود کو این جی او قرار دیتی ہے لیکن مزید تحقیق کرنے پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ تنظیم واشنگٹن ڈی سی میں ایک پرائیویٹ انکارپوریٹڈ کمپنی کی حیثیت سے رجسٹر ہے اور اس کی رجسٹریشن این جی او کی حیثیت سے نہیں ہے۔

CAII نے یونیورسٹی ٹاؤن پشاور میں بھی خوف و ہراس پھیلا رکھا ہے۔ یہاں یہ لوگ خود کو امریکی سکیورٹی گارڈ قرار دیتے ہیں ان کی سب سے مشکوک بات یہ ہے کہ ان کی ویب سائٹ ان کے مالکان کی کوئی شناخت ظاہر نہیں کرتی لیکن عملے کی شناخت جاری کر رہی ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس کے مکمل فنڈ یو ایس ایڈ اور امریکی حکومت برداشت کر رہی ہے۔ اس کے تمام پراجیکٹ بھی سری لنکا، غزہ، انگولا، عراق، افغانستان اور پاکستان کے حساس علاقوں میں ہیں آج کل یہ فاٹا میں ایک ناقابل یقین پروجیکٹ کی آڑ میں بھی کام کر رہی ہے جس کو اس نے ”فاٹا ڈیولپمینٹ پروگرام گورنمنٹ ٹو کمیونٹی“ کا نام دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا عمل قاتل بلیک واٹر گارڈز کے محاصرے میں گھومتا ہے اور فاٹا، پشاور اور اس کے گرد و نواح میں جنگجوؤں اور دیگر مشکوک افراد سے ملتا ہے انہوں نے اپنی ویب سائٹس پر پوری دنیا میں اپنے ۳۰ کاموں کو ظاہر کیا ہے جن میں سے نصف پاکستان میں انجام دیے جا رہے ہیں۔

ذرائع کے مطابق بلیک واٹر کے خطرناک ترین کرائے کے ان قاتلوں میں سے ۱۸ ارکان پشاور جبکہ ۸۰ کے قریب تربیلا میں ہیں۔ ایسے قاتل اسکواڈز کا مرکزی کردار اور سربراہ امریکہ کی طرف سے افغانستان میں متعین کیے جانے والا کمانڈر جنرل میک کرسٹل ہے۔ دوسری طرف امریکی میرینز کی موجودگی کو بھی اسلام آباد تک محدود نہیں رکھا گیا انہیں بھی تربیلا کے ارد گرد دیکھا گیا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں ہماری فوج کی اسپیشل آپریشن ٹاسک فورس واقع ہے اس علاقے

میں پہلے بھی ۳۰۰ سے زائد امریکی فوجی موجود ہیں جن کو نام نہاد “ٹرینرز” کہا جا رہا ہے جبکہ سابق نگران وفاقی وزیر لیفٹیننٹ جنرل حامد نواز نے بتایا ہے کہ پاکستان میں امریکی ٹرینرز کی کوئی ضرورت نہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسا کوئی مشن نہیں دیا گیا جس کے لیے امریکیوں کی ٹریننگ کی ضرورت ہوا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جب وہ سیکرٹری دفاع تھے تو ان کے وفد کے فوجی افسران کو اس لیے ویزہ نہیں دیا گیا کہ ان کے نام القاعدہ کے اراکین سے ملتے تھے اسی طرح سابق سیکرٹری خارجہ ریاض کھوکھر کا بھی یہی کہنا ہے کہ امریکی بغیر ویزے کے پاکستان آ رہے ہیں۔

اسی طرح اسلام آباد، جس پر امریکہ اور بلیک واٹر کی خاص نظر ہے میں سیکٹر ایف ۶، ایف ۷ اور ایف ۸ میں بھی امریکیوں اور غیر ملکیوں کی پراسرار سرگرمیوں پر وہاں کے لوگوں میں اضطراب اور تشویش پائی جا رہی ہے۔

پاکستان میں امریکیوں اور غیر ملکی ایجنسیوں بشمول بلیک واٹر کی یہ سرگرمیاں باعثِ تشویش ہیں ان کے بارے میں مکمل معلومات رکھنا اور صورتِ حال پر قابو پانا حکومت کا فرض ہے۔ یہ درست ہے کہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان میں بلیک واٹر موجود نہیں ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ بلیک واٹر اپنا نام تبدیل کر چکی ہے اس لحاظ سے واقعی بلیک واٹر پاکستان میں نہیں ہے لیکن وہی نیٹ ورک ایک نئے نام کے ساتھ میدان میں اتر چکا ہے۔

سرعام سفارتی سطح پر بلیک واٹر کی مدد:

موجودہ منظر نامے کو دیکھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے امریکہ ہر صورت میں اپنے مخصوص اہلکاروں کو پاکستان میں پہنچانے اور کسی مخصوص مشن کی تکمیل کے بعد بحفاظت واپسی چاہتا ہے لہذا اب اس مقصد کے لیے اس نے مزید فوجیوں اور پرائیویٹ اہلکاروں کو محفوظ راستہ دینے کے لیے سفارتی سطح پر مدد حاصل کی ہے اور فول پروف انتظامات

مکمل کر لیے ہیں۔ ذرائع کے مطابق اب ان لوگوں کو سفارتی عملے کے طور پر پاکستان لایا جا رہا ہے۔

ڈپلومیٹک لیول پر کسی بھی سفارت خانے میں ۷۵۰ افراد بطور اسٹاف کی اجازت ہوتی ہے مگر اب امریکہ یکطرفہ طور پر اسٹاف کا اضافہ کر رہا ہے جس کے رو سے ۴۰۰ ایلیٹ میرین یہاں قیام کریں گے۔ امریکہ نے اسلام آباد میں بھی ۱۸ ایکٹر زمین سی ڈی اے سے اونے پونے داموں خرید لی ہے اور امریکہ کے اس سفارت خانے میں ۲۵۰ رہائشی مکانات تعمیر کیے جا رہے ہیں یعنی دوسرے الفاظ میں یہ سفارت خانہ نہیں بلکہ فوجی چھاؤنی بن جائے گی اس کے علاوہ امریکہ نے ۲۰۰ گھر کرایہ پر بھی حاصل کر لیے ہیں اور جبکہ ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان میں ۲۵ ہزار جبکہ پاکستان میں ۸۰ ہزار امریکی اتحادی فوج بھی پہلے بھی موجود ہے۔

زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ امریکہ نے کہوٹہ کے قریب جگہ حاصل کر لی ہے جہاں اس کے اہلکار رہائش اختیار کریں گے اور اپنا مشن مکمل کرنے کی کوشش کریں گے دوسری طرف ایشیا ٹائمز آن لائن (۱۳ اگست ۲۰۰۹ء) کے مطابق امریکہ نے تربیلا میں بھی ایک بڑا پلاٹ خریدا ہے اور وہاں ۲۰ بڑے کنٹینز بھی بھیج چکا ہے ان کنٹینز میں کیا تھا اس کا علم نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ امریکہ اسلام آباد میں اپنی موجودگی میں توسیع کرنے کے لیے ایک ارب ڈالر خرچ کرنے کا منصوبہ بھی رکھتا ہے اس پلان کی مرکزی اور خصوصیت اہمیت یہ ہے کہ ۴۰۰ سے زائد میرنیز اور سیکڑوں اے پی سی رکھنے کا منصوبہ بھی اسی پلان کا ایک حصہ ہے جبکہ پہلے ہی امریکہ کا ۳۵۰ کی تعداد کا منظور شدہ فوجی دستہ پاکستان میں موجود ہے۔

بلیک واٹر کا مشن کیا؟

قارئین کرام! اگر اس تمام منظر نامے کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ بلیک واٹر اور امریکی تنظیموں کے تربیت یافتہ اہلکار نہ صرف پاکستان میں آچکے ہیں بلکہ انہوں نے اپنے کسی خفیہ مشن کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ یہ خفیہ مشن کیا ہے اس کا ابھی اندازہ وہی لگایا جاسکتا ہے تمام صورتِ حال آپ کے سامنے ہے۔ امریکہ کے یہ اہلکار نہ صرف امریکی سفارت خانے کی گاڑیوں میں اسلحہ لیے گھوم رہے ہیں بلکہ ان کے محافظوں میں بلیک واٹر کے شوٹر اور کرائے کے قاتل بھی شامل ہیں انہوں نے رہائش یا دفاتر کے لیے جو علاقے منتخب کیے ہیں وہ کور کمانڈر ہاؤس، فوج کی اسپیشل آپریشن ٹاسک فورس، کہوٹہ ریسرچ سنٹر اور اسلام آباد میں واقع ہیں جبکہ اسلام آباد کے سیکٹر ایف ۶ ، ایف ۷ اور ایف ۸ میں بھی ان کی مشکوک نقل و حرکت نوٹ کی گئی ہے جبکہ سیکٹر ای ۷ میں ایٹمی سائنس دان عبدالقدیر خان بھی رہائش پذیر ہیں۔ پاکستان کا ایٹمی طاقت بننا امریکہ کو جس قدر کھٹک رہا ہے اس کی روشنی میں ان بلیک واٹر اور دوسرے اہلکاروں کی نقل و حرکت اور رہائش کے مقامات کو دیکھ کر ان کے منصوبے کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف امیر جماعت اسلامی سید منور حسن نے کہا ہے کہ ”امریکہ اسلام آباد میں سفارت خانے کے نام پر میرین ہاؤس بنا رہا ہے جہاں ایک ہزار سے زیادہ جنگجو میرینز تعینات کیے جائیں گے۔ حکومت بلیک واٹر کو پاکستان میں سرگرمیوں کی اجازت دے کر اپنی قبر کھود رہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ امریکہ ناراض ہوا تو موجودہ حکمران بلیک واٹر کا سب سے پہلے نشانہ بنیں گے۔

بلیک واٹر کی پاکستان آمد اور موجودہ صورتِ حال باعث تشویش ہے حکمرانوں کو اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے مناسب اقدامات کرنے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ (آمین)

بلیک واٹر پر شور کیوں؟

”سب سے پہلے پاکستان“ کے نعرے کو اپنے ایمان وعقیدہ کا درجہ دینے والون کو اب بظاہر اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ ”بلیک واٹر“ کے حوالے سے پاکستان کے ذرائع ابلاغ جو شور و غوغا برپا ہے اُسے دیکھ کر اور سن کر یہی لگتا ہے کہ امریکہ، ریاست پاکستان پر چڑھ دوڑنے کی تیاریاں مکمل کر چکا ہے اور اس ملک پر اُس کا مکمل قبضہ اب چند دنوں کی بات ہے لیکن یہ سب کچھ کسی سٹیج اداکاری سے کم نہیں، جس کے ذریعے پاکستانی عوام کو ایک ایسی آفت خیز بلا سے ڈرایا جارہا ہے جو پچھلے باسٹھ سالوں میں عموماً اور گزرے آٹھ سالوں میں خصوصاً ان کے تمام تر نظم مملکت کو اپنے کٹھ پتلی حکمرانوں کے ذریعے قابو میں کیے ہوئے ہے۔

یہاں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ بلیک واٹر کیا ہے؟ اس تنظیم کے مقاصد کیا ہیں اور آیا یہ تنظیم پاکستان میں کچھ مہینوں ہی سے (جیسا کہ میڈیا ظاہر کر رہا ہے) سرگرم عمل ہے یا عرصہ دراز سے اس کی کارروائیاں جاری ہیں؟ اور وہ کیا وجوہات ہیں کہ جن کی بناء پر بلیک واٹر کا جن اچانک بوتل سے باہر آگیا ہے اور اس کی ہیبت و دہشت سے ہر کوئی لرزاں وترساں نظر آرہا ہے۔

بلیک واٹر بنیادی طور پر کٹر صلیبیوں کا ایسا گروہ ہے جو دنیا بھر میں صلیبی مفادات کے تحفظ کے لیے جارحانہ اور ظالمانہ انداز میں کارروائیاں کر رہا ہے۔ یہ تنظیم ۱۹۹۶ء میں شمالی کیرولینا کے بنجر علاقے میں وجود میں آئی۔ بظاہر اس کا مقصد نجی طور پر سکیورٹی کے فرائض انجام دینے کے لیے فوجی تربیت فراہم کرنا تھا اپنے قیام کے ایک عشرے بعد ‘آج بلیک واٹر دنیا کی سب سے بڑی نجی فوج میں تبدیل ہوگئی ہے جو کہ ہر سال ۴۰ ہزار سے زائد فوجیوں اور دیگر ایجنسیوں

کے افراد کو خصوصی تربیت دے کر اپنے منصوبوں کے لیے استعمال کرتی ہے۔ اس کے پاس دنیا کی سب سے بڑی نجی فوجی چھاؤنی بیس جہازوں پر مشتمل فضائی فوج اور کئی گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں۔ اس فوج کا سربراہ ایک امریکی "ایرک پرنس" ہے جو کہ سابق اعلیٰ نیول آفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بنیاد پرست عیسائی بھی ہے۔ نظریاتی طور پر ایرک پرنس مالٹا کے اُن کٹر عیسائی گروہوں سے وابستہ ہے جو آخری صلیبی جنگ میں صلاح الدین ایوبی سے شکست کھانے کے بعد ذلت و رسوائی کے باعث یورپ واپس نہیں گئے تھے بلکہ فلسطین کے ساتھ سمندر کے دوسری جانب جزائر مالٹا میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور مسلمانوں سے ازلی دشمنی اور انہیں اس دنیا سے ختم کرنا اُن کا مشن رہ گیا تھا۔ اس تنظیم کے ساتھ چار سال تک ملازمت کرنے والے "جان ڈو" نے آن دی ریکارڈ عدالت میں بیان دیتے ہوئے ایرک پرنس کو عیسائی قرار دیا اور کہا "وہ دنیا میں سب مسلمانوں اور ان کے عقیدے کو ختم کرنے کے لیے کام کر رہا ہے۔ اس کی تنظیم نے عراقیوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے اور قتل کرنے پر انعامات دیے ہیں۔ ایرک پرنس عیسائی ہے جو عیسائیت کے فروغ اور اسلامی عقیدے کو ختم کرنے کا کام کر رہا ہے۔" ایرک اپنے باپ کا کروڑوں ڈالر کا آٹو پارٹس کا بزنس سنبھال سکتا تھا مگر پھر وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کی خواہش کیسے پوری کرتا، لہٰذا اس نے نیوی جوائن کر لی۔ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُس نے نیوی کو خیر باد کہا اور مشی گن آ گیا۔ پھر اس نے اپنے باپ کے کاروباری کمپنی کو بیچ ڈالا اور اپنے حصے کی رقم سے بلیک واٹر یو ایس اے کی بنیاد ڈالی۔

۱۹۹۰ء کے عشرے میں اس خاندان کے افراد کا شمار بڑے بڑے بینک کاروں میں ہوتا تھا اور ایرک بذات خود سابق صدر بش اور اس کے ساتھیوں کو مالی معاونت فراہم کرنے والا ایک نمایاں شخص تھا۔ ۲۰۰۱ء تک سرکاری معاہدے کے تحت بلیک واٹر کے پاس ایک ملین ڈالر سے بھی کم کا بزنس تھا لیکن جارج بش کے عہدہ صدارت کی پہلی مدت کی ابتدا میں ہی ڈرامائی طور پر یہ کمپنی ایک بلین ڈالر سے بھی زیادہ منافع سمیٹ چکی تھی۔ ۲۰۰۷ء میں امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے کمپنی سے ۹۲ ملین ڈالر کا معاہدہ کر لیا۔ اس سے پہلے اگست ۲۰۰۳ء میں اسے ۲۱ ملین ڈالر کا کنٹریکٹ ملا۔ وہ

امریکی استعمار جسے سرمایہ داری اور منافع خوری سے عشق ہے، وہاں عوام الناس کا وسیع پیمانے پر قتل کرنے والی بین الاقوامی مشینری اب تجارتی ہاتھوں میں پہنچ چکی تھی۔ لٰہذا جوں جوں وقت گزرتا گیا، بلیک واٹر کی سنگ دلی، بے رحمی اور سفاکی کی داستانیں بکھرنے لگیں۔

اس وقت امریکہ کی جانب سے عراق میں تعینات نجی سکیورٹی فرموں میں سے بلیک واٹر سب سے بڑی ہے اور اس کی آمدنی کا ۹۰ فیصد حکومتی ٹھیکوں سے حاصل ہوتا ہے۔ بلیک واٹر کے ایک اہلکار پر سالانہ ۴۵۰۰۰،۴ ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں جو کسی بھی امریکی جنرل کی ۲۶ سال کی ملازمت کے دوران حاصل کی گئی تنخواہ سے بھی زائد ہیں۔ مذکورہ بالا اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ اس تنظیم کے معاشی اثاثہ جات کس قدر ہیں اور مالی طور پر یہ تنظیم کس قدر مضبوط ہے۔ اس سارے تناظر میں ایک بار ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہیے جس کی طرف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ”سبحان اللہ! کیسا پاک اور صاف کلام ہے کہ جو ہر زمانے میں کفر کی اصلیت کے پردے چاک کرتا ہے اور اُس کے انجام بد کی پیشگی خبر دیتا ہے تا کہ مومنین شکستہ دلی اور مایوسی کا شکار نہ ہوں۔“ ذرا سورۃ الانفال کی اس آیت پر غور فرمائیں اور سوچیں کہ کیا آج بھی صلیبی لشکر خود اپنے ہاتھوں سے اپنی تباہی کا سامان، وافر مقدار میں مہیا نہیں کر رہا؟

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ﴾

﴿الأنفال: ٣٦﴾

”بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تا کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو ابھی (یہ) اور خرچ کریں گے پھر آخر (یہ مال خرچ کرنا) اُن کے لیے باعث حسرت

ہو گا اور آخر مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔“

پھر ہم اپنے رب کے بھروسے پر کیوں نہ کہیں
شاید قریب آگئی جہانِ پیر کی موت

بلیک واٹر کے کرائے کے فوجی کتنے بے حس اور ظالم ہیں، اس بات کا اندازہ عام آدمی کبھی نہیں لگا سکتا۔ انسانوں کی موت ان کے لیے سکون کا باعث ہے اور وہ بے قصور لوگوں کو مار کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ عراق میں ایسے بے شمار واقعات ہو چکے ہیں، جن میں بلیک واٹر کے سیاہ ناگوں نے اپنی گاڑیوں کے پیچھے یا دائیں بائیں آنے والی گاڑیوں پر بس یونہی فائرنگ کر دی۔ ڈرائیور کو گولی لگی اور اس نے گاڑی درخت میں دے ماری۔ اندر بیٹھے دیگر افراد جان بچانے کے لئے بھاگے تو وہ بھی یکے بعد دیگرے خون میں لت پت ہو کر ٹھیلوں سے ٹکراتے، فت پاتھوں پر گرتے مارے گئے۔ یوٹیوب پر ایسی بہت سی ویڈیوز دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ ان وحشی کرائے کے قاتلوں کے کارنامے ہیں جنہیں دنیا بلیک واٹر یا ژی سروسز کے نام سے جانتی ہے اور جو عراق، افغانستان اور دیگر ممالک میں دہشت کی علامت ہے۔

یہ تنظیم عراق میں جو گل کھلا چکی ہے، اس کا احوال پڑھ اور سن کر ہی ہر اُس فرد پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، جس کا دل امت کے درد سے معمور ہو اور جو ”مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں اگر اس کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے“ کے فرمان نبی ﷺ کا مصداق ہو۔ اس سلسلے میں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ستمبر کی سولہ تاریخ تھی اور سال ۲۰۰۷ء، امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کا ایک قافلہ بلیک واٹر کے زیر نگرانی عراق کے نصور چوک کی طرف جا رہا تھا۔ درمیان کی گاڑی میں ایک سینئر امریکی افسر براجمان تھے جسے بلیک واٹر کی

بلٹ پروف گاڑیاں گھیرے میں لیے ہوئے تھیں۔ وہ سڑک کے الٹی طرف بڑی تیز رفتاری سے جا رہے تھے۔ عراقی پولیس نے عام ٹریفک کو زبردستی روکا ہوا تھا تاکہ قافلہ بآسانی گزر سکے۔ ایسے میں ایک گاڑی چوک میں داخل ہوئی، پولیس کے ایک اہل کار نے اسے رکنے کے لیے للکارا لیکن ڈرائیور اس کی بات نہ سن سکا۔ اپنے امریکی کلائنٹ کی حفاظت پر معمور بلیک واٹر کے ذمہ داران نے لمحوں میں اس گاڑی پر فائر کھول دیا۔ شدید فائرنگ سے پوری گاڑی چھلنی ہو گئی لیکن اسی پر بس نہیں کیا اس پر مزید ہینڈ گرینیڈ پھینکے گئے جس سے وہ آگ کی لپیٹ میں آگئی۔ ایسے میں پورا نصور چوک فائرنگ سے گونج اٹھا۔ لوگ اپنی جانیں بچانے کے لیے گاڑیوں سے کود کود کر بھاگنے لگے۔ اس گاڑی میں نہ تو القاعدہ تھی اور نہ ہی ”دہشت گرد“۔ اس میں ایک چھوٹی سی عراقی فیملی تھی ایک مرد، اس کی بیوی اور اس کا ایک شیر خوار بچہ۔ اس فیملی کا جرم صرف اتنا تھا کہ وہ ٹریفک کی بھیڑ سے گھبرا کر اچانک روڈ پر نکل آئی اور اپنے ہی ملک، اپنی ہی سرزمین اور اپنی ہی سڑکوں پر غیروں کے ہاتھوں ماری گئی۔ شاہدین بتاتے ہیں کہ ماں اور بچے کی لاشیں پگھل کر آپس میں جڑ گئی تھیں۔ بلیک واٹر کی اس اندھا دھند فائرنگ کی زد میں آکر مزید ۲۸ عراقی شہید ہوئے۔

عراقی وکیل حسن جبار کو اس واقعے میں پیٹھ پر چار گولیاں لگیں۔ اُس نے ایک انٹرویو میں بتایا ”میں نے عورتوں اور بچوں کو گاڑیوں سے چھلانگ لگاتے اور رینگ کر محفوظ مقام تلاش کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے ایک دس سالہ بچے کو منی بس سے بدحواسی کے عالم میں بھاگتے دیکھا لیکن ایک گولی اس کے دماغ کو پھاڑتی ہوئی نکل گئی۔ اس کی ماں جو شور مچا کر اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی، یہ منظر دیکھ کر چلاتی ہوئی بس سے باہر نکلی مگر اسے بھی گولیوں سے بھون دیا گیا۔“ ایک امریکی کی جان بچانے کے لیے معصوم انسانوں کو ذبح کرنے والے ان درندوں کو کیا کسی بھی انسانی نام سے پکارا جا سکتا ہے؟ یہ آزمائش کی کڑی صورت ہے جو امت کو درپیش ہے اور آزمائشوں کے بغیر رضائے رب وجنت الخلد کا حصول اور دنیا میں عزت وتمکنت محض خواب ہے کیونکہ قرآن مجید صراحتاً بیان فرماتا ہے کہ

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ﴾

﴿البقرة: ٢١٤﴾

> ”کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر ان لوگوں جیسے حالات نہیں گزرے، جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ ان کو سختی اور تکلیف پہنچی اور وہ ہلا مارے گئے یہاں تک کہ (وقت کے) رسول اور جو اُن پر ایمان لائے پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد، دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔“

اور پھر اللہ تعالیٰ خود ہی بے بسی کی تصویر بنے ہوئے، بے چین اور مضطرب دلوں کو حیات آفرین پیغام دیتا ہے کہ

﴿أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾ ﴿البقرة: 214﴾

> ”سن رکھو اللہ کی مدد قریب ہے۔“

پاکستان میں پچھلے چند ہفتوں سے بلیک واٹر کی آمد کا شور و غوغا اس انداز سے برپا کیا گیا ہے جیسے یہ بلا ابھی ابھی پاکستان پر نازل ہوئی ہے۔ تفصیلات تو بہت زیادہ ہیں یہاں ہم اختصار سے میڈیا میں آنے والے، حقائق و واقعات کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کیا واقعی بلیک واٹر چند ہفتے پیشتر پاکستان پر آفت کی صورت میں نازل ہوئی ہے یا ”کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے“ کے مصداق، معاملہ کچھ اور ہے۔

پاکستانی میڈیا کے مطابق اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے میں توسیع کی آڑ میں منی پینٹا گون بن رہا ہے۔ ۱۸ ایکڑ رقبہ محض ایک ارب روپے میں امریکی سفارت خانے نے خریدا ہے۔ اسلام آباد میں امریکیوں نے ۲۰۰ سے زائد گھر کرایہ پر حاصل کر لیے ہیں اور بقول جنرل طارق مجید "ایک گھر میں اگر ۶ سے ۷ افراد بھی رہائش پذیر ہوں تو یہ تعداد ڈیڑھ ہزار کے قریب ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ سفارت خانے میں جو میرینز ہاؤس بن رہا ہے وہ بھی نہ معلوم کتنے افراد کی گنجائش رکھتا ہے۔ مجموعی تعداد کوئی ۳ سے ۴ ہزار کے قریب بنتی ہے۔" بلیک واٹر اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ایس ایس جی کے ریٹائرڈ لوگوں کو بھرتی کر رہی ہے۔ نیز اردو اور پنجابی زبانوں پر عبور رکھنے والے ایجنٹوں کو بھرتی کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس مقصد کے لیے بلیک واٹر کی ویب سائیٹ پر فارم موجود ہے۔ اگرچہ ویب فارم میں یہ تذکرہ نہیں کہ ان کو کہاں تعینات کیا جائے گا، تاہم اردو اور پنجابی بولنے والے ایجنٹوں کو پاکستان میں ہی ڈیوٹی پر لگایا جا سکتا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایک پرائیویٹ سکیورٹی فرم کی ویب سائٹ سکویرڈاٹ بلیک واٹر یو ایس اے ڈاٹ کام پر ایک بھرتی فارم دیا گیا ہے جس میں دیگر زبانوں کے علاوہ اردو اور پنجابی زبانوں پر عبور رکھنے والے ایجنٹوں کو بھی بھرتی کیا جا رہا ہے۔

بلیک واٹر کے ذمہ داران نے کراچی میں سرگرمیوں کے لیے ۱۲۲ افراد کو بھرتی کیا ہے جن میں سے ۱۶ افراد قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ریٹائرڈ اہل کار و افسران ہیں۔ دوسری جانب تین ماہ سے بلیک واٹر کے ذمہ داران سے رابطے میں رہنے والے کراچی سے تعلق رکھنے والی حکومتی اتحادی جماعتوں کے راہ نماؤں کے تعاون سے بلیک واٹر کے اہل کاروں نے شہر میں ۷ بنگلے ڈیفنس اور ۴ بنگلے گلشن اقبال میں مقررہ کرائے سے کئی گنا زیادہ کرائے پر حاصل کے ہیں۔ دوسری جانب کریگ ڈیوس نامی بلیک واٹر کا ذمہ دار جو امریکی کمپنی کری ایٹو ایسوسی ایٹس انٹرنیشنل کے اہل کار کے طور پر سامنے آیا، جو بلیک واٹر کا ایک ونگ بتایا جاتا ہے کو پشاور میں پراسرار سرگرمیوں میں ملوث ہونے پر رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کے بعد ملک سے نکال دیا تھا، تاہم میڈیا رپورٹس کے مطابق کریگ ڈیوس دوبارہ پاکستان آچکا ہے اور اپنی سرگرمیاں

دوبارہ شروع کرچکا ہے۔

بات صرف گھروں تک محدود نہیں بلکہ بلیک واٹر کے اہل کار اسلام آباد کی سڑکوں پر دندناتے پھر رہے ہیں وہ اسلحہ کی نمائش کر رہے ہیں شہریوں کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ دو واقعات کے بارے میں تفصیلات کچھ اس طرح ہیں کہ پہلا واقعہ ۲۵ اگست کی رات کو پیش آیا، جب پولیس نے دو مشکوک گاڑیوں کو روکا جن میں ۴ امریکی سوار تھے۔ ان کے پاس انتہائی خطرناک اسلحہ اور آٹو میٹک مشین گنز تھیں جب ان سے شناخت مانگی گئی تو انہوں نے اپنا تعارف بلیک واٹر گارڈز کے طور پر کرایا، جس کے بعد ان افراد کو گرفتار کرکے مارگلہ پولیس اسٹیشن لے جایا گیا، جہاں امریکی سفارت خانے کا سکیورٹی آفیسر کیپٹن اعجاز فوراً پہنچ گیا۔ اُس نے ایس ایچ او کو دھمکیاں دیں اور ان افراد کو چھڑا کر لے گیا۔ دوسرا واقعہ آب پارہ پیش آیا۔ جب پاکستانی شہری محسن بخاری کو امریکی بلیک واٹر کے اہل کاروں نے صرف اس لیے مارا پیٹا کہ اس نے اپنی گاڑی ان کی گاڑی کے آگے کھڑی کردی تھی۔

اطلاعات کے مطابق کراچی میں بلیک واٹر کی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں کراچی پورٹس پر ۵۰۰ سے زائد ہمویز موجود ہیں جنہیں خفیہ طریقوں سے مختلف حصوں میں ٹرانسپورٹ کیا جارہا ہے۔ ہمویز (ہائی یوٹیلٹی ملٹی پرپز وہیکل High Utility Multipurpose Vehicle) شہری آبادی میں آپریشن کے لیے انتہائی کارآمد ہوتی ہے۔ ایک ہموی کی قیمت ایک لاکھ چالیس ہزار ڈالر ہے جو پاکستانی ایک کروڑ بارہ لاکھ روپے بنتی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ۵۰۰ ہمویز کی کیا قیمت ہوگی جو امریکہ پاکستان میں جنگ لڑنے کے لیے لگا رہا ہے۔ پشاور میں بھی بلیک واٹر کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ بلیک واٹر نے پشاور میں ۴۰ کمروں پر مشتمل دو بلڈنگز کرائے پر حاصل کرلی ہیں۔

یہ تو اختصار تھا اُن تمام تفصیلات کا جو آج کل پاکستانی میڈیا پر چھائی ہوئی ہیں اب آتے ہیں اُن حقائق کی طرف جن کی وجہ سے بلیک واٹر کا ”راز“ طشت ازبام کیا گیا اور اپنے لیے ”مناسب ریٹ“ نہ ملنے کی صورت میں امریکیوں

کے ساتھ نورا کشتی شروع کی گئی۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہو گا کہ اس ساری مہم کے پیچھے کون سے عناصر کار فرما ہیں۔ بنظرِ غائر جائزہ لیا جائے تو اس سارے کھیل کے پیچھے آئی ایس آئی کے حمایت یافتہ سیاست دان، کالم نگار، اخبارات و ٹی وی چینلز اور ریٹائرڈ جرنیل موجود ہیں۔

پاکستان میں موجودہ طبقہ مترفین (جس میں کارپردازانِ مملکت، افواج و خفیہ ایجنسیاں، پولیس، سیاست دان اور میڈیا شامل ہیں) مدت سے امت مسلمہ کے ازلی دشمن، صلیبی و صیہونی لشکروں کے لیے دل و جان سے واری ہوا جا رہا ہے۔ اس گروہ کو ”عباد البطن“ کا عنوان دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ یہ دراصل شکم اور ہوس دنیا کی آگ ہی ہے جس کو بجھانے کے لیے اس طبقہ نے امت سے خیانت و غداری کر کے صلیبیوں کے لیے اپنے کندھے پیش کیے اور نتیجتاً شکم کی آگ بجھنے کی بجائے مزید تیز ہو گئی۔ ہوسِ دنیا نے ان کے قلوب و اذہان کو بری طرح اپنے شکنجے میں لے لیا مگر اپنی تمام تر وفاداریوں کے باوجود بھی صلیبی آقاؤں کی طرف سے ان پر بداعتمادی کا اظہار کیا گیا اور حرص و ہوس کے پجاریوں کی تسکینِ نفس کا سامان بتدریج کم ہوتا چلا گیا (لیکن ان کے لیے جہنم کے الاؤ ضرور بھڑک اٹھے ہیں) اب جبکہ صلیبیوں نے اپنی فطرت کے عین مطابق، طوطا چشمی کرنا شروع کی اور پیٹ کے ان بندوں، کو اپنی خوراک یعنی امریکی ڈالروں کی صورت میں نارِ جہنم سے کم حصہ ملتے ہوئے دکھائی دینے لگا تو انہوں نے اپنے آقاؤں کو پریشرائز کرنے کے لیے یہ سارا طوفان اٹھایا۔

امریکہ کے سابق صدارتی امیدوار سینیٹر جان کیری اور سینیٹر رچرڈ لوگر کا پاکستانی امداد کا مشترکہ بل جسے ”کیری لوگر بل“ کا عنوان دیا گیا، امریکی کانگریس نے منظور کر لیا جس کے تحت پاکستان کو پانچ سالوں میں 7.5 ملین ڈالر کی امداد ملے گی۔ امداد کی سالانہ قسط 1.5 ملین ڈالر ہو گی۔ امریکہ نے ماضی کی نسبت، اس امداد کو مختلف طریقوں سے دینے کا اعلان کیا ہے۔ پہلے جو بھی امداد امریکہ کی طرف سے دی جاتی تھی، وہ براہِ راست پاکستانی حکومت اور فوج کو دی جاتی تھی نیز

اس کے شفاف استعمال پر کبھی نظر نہیں رکھی گئی لیکن اب کی بار معاملہ کافی مختلف ہے۔

اس بار امریکا کی حکمت عملی یہ ہے کہ اس امداد کو براہ راست حکومت و فوج کو دینے کی بجائے این جی اوز، ضلعی حکومتوں اور فوجی اداروں کو دیا جائے، اور پھر اس کے استعمال کے حوالے سے بھی خصوصی Check and Balance کا نظام قائم کیا جائے۔ پس اسی وجہ سے امت سے خیانت کرنے والے ان حکمرانوں نے اپنی دکان داری کے "مندے" کے پیش نظر شور ڈالنا شروع کر دیا۔

اب امریکی ہر معاملے کو خود گراس روٹ لیول پر دیکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں ہر چھوٹے بڑے سیاست دان سے امریکی خود رابطے میں ہیں۔ اوباما کا مشیر خصوصی رچرڈ ہالبروک ہو، اسلام آباد میں تعینات امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن ہو یا لاہور میں بیٹھا امریکی قونصلر برائن ڈی ہنٹ یہ سب اپنی توجہ ایک ہی نقطہ پر مرکوز کیے ہوئے ہیں کہ نچلی سطح تک از خود رابطوں کو فروغ دیا جائے۔ اسی لیے ارباب اقتدار کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں کہ جس لعین دنیا کے دھن و دولت کے لیے ایمان بیچا، ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کی بستیوں کو اجاڑنے والے صلیبیوں کی گود میں جا بیٹھے، اب اگر وہ دھن دولت بھی ہاتھ سے جاتا رہا تو کیسا زبردست خسارہ ہے لہٰذا اُن کا ہاضمہ اس نئے طریقے کو جم نہیں کر پا رہا۔ سو "ہاضمے کا یہی مرض" ان مجرمین کو اب کسی پل چین نہیں لینے دے رہا۔

ایک طرف امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن کہتی ہے کہ "جب سے صدر زرداری منتخب ہوا ہے ہم سلامتی، اقتصادی اور ترقیاتی امداد کی مد میں مجموعی طور پر ۳ارب ڈالر کی امداد جاری کر چکے ہیں، قانونی طور پر موزوں طریقہ کار کو اپنا کر ہم قومی، صوبائی اور مقامی اداروں کے ذریعے مزید فنڈز فراہم کریں گے۔" لیکن دوسری طرف پاکستانی وزیر خزانہ شوکت ترین کا کہنا ہے کہ "امریکہ نے موجودہ حکومت کو ۳ارب ڈالر نہیں دیے مجھے صرف ۹۷ کروڑ ڈالر کی امریکی امداد کا علم ہے۔ کیری لوگر بل کے تحت ۱۱.۵ ڈالر کی امداد کے حوالے سے ہم چاہتے ہیں کہ امریکی حکومت پاکستان کی حکومت کی

مدد کرے۔"

پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان عبد الباسط نے کہا ہے کہ "امریکہ نے اگر پاکستان کو این جی اواز کے ذریعے امداد دی تو اس کا بڑا حصہ ان غیر سرکاری اداروں کے اپنے اخراجات پر ضائع ہو جائے گا امداد کے معاملے پر ہماری امریکہ سے بات چیت جاری ہے اور امید ہے کہ کوئی ایسا میکنزم بن جائے گا جو دونوں ممالک کے لیے فائدہ مند ہو گا۔ ہم نہیں چاہتے کہ امریکہ جو امداد ہمیں دے اس کا بڑا حصہ انتظامی امور میں ضائع ہو جائے۔"

سابق وفاقی وزیر خارجہ گوہر ایوب کا کہنا تھا کہ "این جی اوز ایک دفتر میں چند کمپیوٹروں کے ذریعے ایک بڑے پراجیکٹ کو کیسے مکمل کر سکتی ہیں؟ کیا کوئی این جی او ڈیم بنا سکتی ہے، ضلع حکومت بھی کوئی بڑا کام نہیں کر سکتی اس کے پاس تو وسائل ہی نہیں ہوں گے اور نہ ہی معلومات ہوں گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ فنڈز استعمال نہیں ہو سکیں گے۔ اس طرح اگر امریکی امداد ضلعی حکومتوں اور این جی اوز کو دی گئی تو وہ ضائع ہو جائے گی۔ فنڈا زاین جی اوز کے حوالے کر دینے سے ان کا استعمال مشکل ہو گا اور اگر ہوا تو غلط استعمال ہو گا کیونکہ این جی اوز کا زیادہ تر مقصد لمبی لمبی گاڑیاں اور بڑی بڑی تنخواہیں ہوتا ہے اگر اس طرح ہوا تو وہ پیسہ واپس جانا شروع ہو جائے گا۔"

رچرڈ ہالبروک کا کہنا تھا "ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ پاکستان کو امریکی امداد کب ملے گی۔ ابھی کانگریس کے ایوان نمائندگان سے اس بل کی منظوری باقی ہے (بعد ازاں ماہ ستمبر کے آخری ہفتے میں یہ بل پاکستان پر نہایت ذلت آمیز شرائط عائد کر کے منظور کر لیا گیا) علاوہ ازیں دونوں ممالک کی حکومتوں کے نظام کی پیچیدگیاں امداد میں تاخیر کا باعث ہو سکتی ہیں۔ امریکی کانگریس یہ جاننا چاہتی ہے کہ امداد کہاں اور کیسے خرچ ہو گی؟

پاکستان کے عوام کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بلیک واٹر اور امریکی عسکری ادارے راتوں رات پاکستان نہیں آ گئے۔ مجاہدین تو اللہ کی مدد، نصرت اور توفیق سے گذشتہ آٹھ سالوں سے امریکہ کی تمام تر ٹیکنالوجی اور اس " کالے

پانی” کو بھگتا رہے ہیں میریٹ ہوٹل جسے امریکی انتظامیہ اپنے ریجنل آپریشن ہیڈ کوارٹر کے طور پر استعمال کر رہی تھی، کو مجاہدین نے فدائی کارروائی کر کے نیست و نابود کر دیا۔ میریٹ کی تباہی کے بعد پی سی پشاور کو انہی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا اور ہر قسم کا انتظام و انصرام کرنے کے بعد خطے میں لڑی جانے والی جنگ کا کنٹرول روم یہی ہوٹل قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین نے اس امریکی اڈے کو بھی تباہ و برباد کر دیا (یاد رہے یہ دونوں مقامات بلیک واٹر کے لیے بھی مرکزی حیثیت رکھتے تھے اور اس کا پورا ڈھانچہ بھی یہی سے کنٹرول کیا جاتا تھا) اسی طرح نیٹو کے کنٹینرز پر حملے کر کے مجاہدین نے واشگاف انداز میں یہ پیغام دیا کہ اب افغانستان میں موجود صلیبی افواج کے لیے یہاں سے بھاگنے کے سوا کوئی دوسرا آپشن موجود نہیں۔ الغرض، مجاہدین نے پاکستان بھر میں ہر جگہ امریکہ اور اس کے مفادات کو ضرب لگائی ہے اور آئندہ بھی لگاتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾ ﴿آل عمران: 126﴾

”اور مدد تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے۔“

اللہ کی یہ نصرت (جس کا وعدہ اُس نے اپنے وعدوں پر ایمان لانے والوں اور آزمائشوں کی کٹھن وادیوں کو صبر و استقامت سے عبور کرنے والوں سے کیا ہے) ہی ہے جس کی بدولت عراق و افغانستان میں طاغوتِ اکبر امریکہ اپنی بقا کی جنگ ہار رہا ہے اور بلیک واٹر کے موجودہ معاملے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسی ہاری ہوئی جنگ میں صلیبیوں کے ”فرنٹ لائن اتحادی“ بھی مستقبل کے منظر نامے کو دیکھ رہے ہیں اور اب اپنی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے مختلف حیلوں بہانوں سے ایک طرف مجاہدین اسلام کی نظروں میں اپنا اعتماد بحال کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جبکہ دوسری طرف عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ امریکہ کو پاکستان پر حملے کی صورت میں لاکھوں چنے چبوا دیں گے۔

رہی بات عوام الناس کی تو عوام کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ امریکی سیلاب کو اگر اب تک کسی نے روکا ہوا ہے تو وہ یہی مجاہدین کا چھوٹا سا گروہ ہے جس نے افغانستان کے پہاڑوں کو خدائی دعویٰ دار، نام نہاد "سپر طاقت" کے قبرستان میں تبدیل کر دیا ہے کیونکہ اللہ کے یہ بندے تو ایک ہی بات جانتے ہیں کہ

جس دل میں خدا کا خوف رہے، باطل سے ہراساں کیا جا ہوگا
جو موت کو خود لبیک کہے، وہ حق سے گریزاں کیا ہوگا

مجاہدین نے صلیبیوں کے ہر وار کو اپنے سینے پر روک کر امت کی حفاظت کا فرض پورا کیا ہے البتہ مجاہدین، مسلمان عوام کی حفاظت کے لیے بالکل اُسی طرح میدان میں نظر آئیں گے جس طرح افغانستان و عراق میں اللہ کی توفیق و مدد سے باطل کا سرِ غرور پیوندِ خاک کرنے کے لیے میدان میں نکلے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہ بندے کسی طاغوت کے خوف و جبر سے رکنے اور تھمنے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے تو سبق ہی یہ پڑھا ہے کہ

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ ﴿آل عمران: ۱۳۹﴾

"اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔"

امریکی فوج اور بلیک واٹر کے عقوبت خانے اور اڈے

اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں قائم امریکی اڈے مسلمان ملکوں کی جاسوسی کے لئے کام کرتے ہیں اور انہی کفریہ اڈوں سے مسلمانوں کو بموں سے اُڑانے اور انہیں خطرناک گیسوں سے بھسم کرنے کی بھٹیاں بھی ہیں۔ قیدیوں کی منتقلی اور انہیں امریکہ تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں دراصل امریکہ نے پوری دنیا میں اپنا نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے اور اہم اسلامی ممالک میں اپنے حربی سامان کے ساتھ بلیک واٹر آرمی کو بھی تعینات کر رکھا ہے عرب ممالک کے نزدیک اڈے بنانے کا مقصد وہاں پر تیل کو ارزاں نرخوں پر اور بد معاشی کے ذریعے سات سمندر پار پہنچانا ہے۔ اس کے علاوہ ان اڈوں کا ایک صلیبی مقصد یہ بھی ہے کہ جب ہر مجدون Armageddon ایک ہولناک بین الاقوامی جنگ جس کا ذکر احادیث اور آثار میں ہے چھڑ جائے گی تو یہاں سے ان کے تعاقب میں جنگی مہمات روانہ کی جائے گی اور دجال کے ظاہر ہونے پر بھی یہی بلیک واٹر دجالی کتے اور امریکی دجال کا ساتھ دے کر اُس کو خدا مان کر مسلمانوں پر چڑھائی کریں گے اور مبہونی و صلیبی طاقتیں مسلمانوں پر ہر طرف سے حملہ کرکے اپنے مقاصد کی تکمیل میں چل پڑے گی۔ کچھ انٹرنیٹ نیوز کے مطابق امریکا نے پوری دُنیا میں اپنے اڈوں اور دفاتر کی سکیورٹی بھی بلیک واٹر آرمی کے سپرد کر دی ہے۔ تاکہ اپنی باقاعدہ فوج بیرکوں میں رہ کر مزاحمت سے بچ جائے اور ان کی حفاظت پر مامور یہ کالے کُتے مار دیے جائیں۔ اس کی مثال عراق میں قائم امریکی گرین زون اور افغانستان میں پورا کابل اور ڈپلومیٹک ایریاز اور پاکستان میں اسلام آباد میں بلیک واٹر کا دندناتے پھرنا قوم کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ اسی تناظر میں ان اڈوں کی مختصر تفصیل درج کی جارہی ہے۔

عراق میں امریکی اڈے:

ویسے تو اس وقت پورا ملک ہی امریکا کے کنٹرول میں ہے اس وقت عراق میں امریکی و اتحادی افواج لاکھوں کی تعداد میں بیٹھی ہے۔ لیکن میڈیا پر اپنے کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ مل کر امریکی فوج کا عراق سے انخلاء کا ایک ڈرامہ رچایا لیکن ہمارے معصوم مسلمان امریکی ڈرامے سے متاثر ہو کر ان کے لئے ہمدردیاں جتانے لگے۔ لیکن یہ امریکی ڈالر پر پلنے والے دانشور جان لیں آج آپ امریکی حمایت میں تو بول رہے ہیں کل آپ کو اللہ کے دربار میں جانا ہو گا اور مسلمان قوم کا ہاتھ آپ کے گریبانوں میں ہو گا۔ بغداد کے آئیر بیس پر سب سے بڑا امریکی اڈا موجود ہے۔ جہاں سے عراق کی جنگ کو کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بغداد کے سکیورٹی گرین زون میں تمام غیر ملکی فسادی دہشت گرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیمپ کروپر اور صدام حسین کا محل بھی امریکی اڈوں کے طور پر استعمال ہو رہا ہے جو کہ کئی مربع میل پر پھیلا ہوا ہے اور عراق میں تمام جیلیں بھی امریکی فوج اور بلیک واٹر کے اڈے ہیں۔

اب تک عراق میں اٹھارہ امریکی جیلوں کا پتہ چلایا جا سکا ہے، ان جیلوں کی فہرست یہ ہے۔

1- ٹرانسل جیل، موصل۔

2- بادوش جیل، موصل۔

3- بچہ جیل، موصل۔

4- اربیل سینٹرل جیل۔

5- خواتین جیل، اربیل۔

6- السہلیہ جیل۔

7- تسفیرات جیل، بغداد۔

8- الرصافہ جیل۔

9- ابو غریب جیل۔

10- ابو غریب جیل (داخلی) اس قید خانے میں تفتیشی مرکز اور عقوبت خانے بھی قائم ہیں۔

11- کیمپ اشرف جیل، یہ قید خانہ بھی تفتیشی مرکز اور عقوبت خانے پر مشتمل ہے۔

12- کیمپ کروپر جیل، یہ قید خانہ بھی تفتیشی مرکز اور عقوبت خانے پر مشتمل ہے۔

13- الکوت جیل۔

14- الحلہ جیل۔

15- الدیوانیہ جیل۔

16- کربلاء جیل۔

17- النجف جیل۔

18- کیمپ بوکا جیل / ام قصر سینٹر، یہ قید خانے بھی تفتیشی مرکز اور عقوبت خانے پر مشتمل ہے۔

کیمرے نے امریکیوں کے مظالم بے نقاب کر دیئے

ابو غریب جیل میں تشدید کے ذمہ دار امریکی فوج کے ساتھ بلیک واٹر آرمی بھی ہے ان کرائے کے قاتلوں نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی اور اپنی شیطان روح کو سکون دینے کے لئے ان مسلمانوں کی ویڈیو اور تصاویر شائع کیں۔ زنا کی پیداوار امریکی فوج اور بلیک واٹر کے کتوں نے یہ تمام ریکارڈ ویڈیو اور تصاویر کو خبر رساں ایجنسیوں کے ہاتھوں بیچ کر خوب ڈالر کمائے اور مسلمان حکمران یوں تماشائی بن کر دیکھتے رہے۔

ابو غریب جیل میں امریکی مظالم کی داستانیں پوری دنیا میں عام ہوئیں تو دنیا کو پتہ چلا کہ حقوق انسانی کا علمبر دار ملک اندر سے کس قدر درندہ صفت ہے۔ اس کے بعد نمائشی طور پر امریکہ نے اپنے فوجیوں پر مقدمات چلانے کا اعلان کیا۔ مقدمات چلنے کی خبریں اور ظالم فوجیوں کے نام بھی ذرائع ابلاغ میں آتے رہے۔

اس صورتحال سے بعض لوگ یہ سمجھے کہ شاید امریکہ کا ظلم ابو غریب اور عراق کی دیگر جیلوں میں بند ہو گیا ہے لیکن تازہ انکشافات نے واضح کیا ہے کہ ایسا بالکل نہیں ہوا بلکہ مظالم اور زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو لوگ امریکی بمباری سے اپنے اللہ کو جا ملے ان کی تعداد کے بارے میں اب امریکی ہفت روزہ نیوز ویک نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ وہ!

The total Figure at 100,000 or more, mostly from aeriaclbom-bardment.

ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں سے زیادہ تر اموات فضائی بمباری سے ہوئی ہیں۔ اور وہ اموات جو بمباری کی نسبت کم ہوئی ہیں۔ ان اموات میں امریکی مظالم کا اندازہ دیکھا جائے تو ہلاکو اور چنگیز کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ ان وحشی، غیر مہذب اور ان پڑھ لوگوں نے تلواروں سے عام لوگوں کے سر کاٹ کر کھوپڑیوں کے مینار بنائے

تھے تو آج کے نام نہاد مہذب اور پڑھے لکھے ٹیکنالوجی کی ترقیوں کے عروج پر پہنچے ہوئے لوگوں نے یہ کیا کہ عام لوگوں کو گھروں سے نکال کر ہاتھ باندھ کر زمین پر لٹایا اور اوپر سے آہستہ رفتار کے ساتھ ٹینک چلائے۔ ہفت روزہ نے واضح طور پر لکھا کہ امریکہ کو کسی پر بھروسہ نہیں رہا۔ آبادیوں میں محلہ جات کے کریک ڈاؤنز کیے جاتے ہیں اور پھر عام لوگوں کو جمع کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ ایک نوجوان کو باندھ کر اس قدر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا ہے کہ اس کے پاؤں کے تلوؤں سے خون رسنا شروع ہو جاتا ہے۔ امریکی فوجی کا بوٹ بھی اس خون سے رنگین ہو گیا ہے۔

ایک عراقی ملازم جو حال ہی میں ابو غریب جیل میں ڈیوٹی دے رہا تھا۔ جب وہ واپس گھر آیا تو اپنے ساتھ سینکڑوں تصاویر لایا۔ یہ تصویریں ویب سائٹ پر مذکورہ ملازم کی بیوی نے جاری کیں۔ ان تصاویر میں سے چالیس کے قریب امریکہ کے ذرائع ابلاغ نے بھی شائع کیں۔ چند تصاویر خلیج کے روزنامہ گلف نیوز نے بھی شائع کی ہیں۔ ایک تصویر میں ایک نوجوان کو امریکی فوجیوں نے دونوں بازوؤں سے محروم کر دیا ہے۔ یہیں پر بس نہیں کیا گیا بلکہ اس کی گردن کی بعض رگیں کاٹی گئی ہیں جن سے خون بہہ رہا ہے۔ کسی کو فرش پر لٹا کر کرنٹ لگایا گیا ہے اور جب وہ کرنٹ لگنے سے تڑپتا ہے تو امریکی فوجی سینے پر پاؤں رکھ کر تڑپنے بھی نہیں دیتا۔ بعض کو آگے پیچھے ایک دوسرے سے ٹائٹ کر کے اس انداز سے باندھا گیا ہے کہ وہ گھٹنوں تک حرکت نہ کر سکیں اور اگر پھر بھی کوئی حرکت کر بیٹھے تو امریکی فوجی اسے اپنے بھاری بوٹ کی کک رسید کر دیتا ہے۔ دنیا اس ظلم پر خاموش ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سکوت کے اس جرم میں دنیا کب تک مجرم بنے رہے گی؟ مصلحت کی چادر کب تک تنی رہے گی؟ مجبوریوں کا پردہ کب تک لٹکا رہے گا؟

فلوجہ میں عراقی مجاہدین کی گوریلا یلغاریں:

مارچ 2003ء کو جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو ان کا خیال تھا کہ عراقی عوام امریکی افواج کا استقبال

پھولوں سے کریں گے اور انہیں نجات دھندہ سمجھ کر انہیں اپنا آقا تسلیم کر لیں گے اور امریکہ بآسانی عراق پر قبضے کے بعد یہاں سے سارے خطے کو اپنے باقاعدہ قبضہ میں لینے کے قابل ہو جائے گا لیکن امریکیوں کی یہ آرزو برنہ آسکی اور آج عراق پر امریکی حملے اور قبضے کو چھ سال کا عرصہ بیت چکا ہے اور امریکیوں پر حملوں اور ان کی ہلاکتوں میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے، امریکی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ سب کیا ہے اور کیوں ہو رہا ہے؟ ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ء کو فلوجہ میں بلیک واٹر کے کارندوں کو موت کے گھات اتارا گیا تو بش خنزیر کے حکم پر فلوجہ پر اس صلیبی فوج نے اپنے ٹینکوں پر صلیب لٹکا کر بھرپور یلغار کی۔ پہلے سال تو وہ صدام حسین کے بیٹوں عدی اور قصی کو حملوں کا ذمہ دار قرار دیتے رہے۔ جب انہیں شہید کر دیا گیا تو صدام حسین کو ان حملوں کا سرغنہ قرار دیا گیا لیکن جب وہ بھی گرفتار ہو گئے تو پھر ابو مصعب الزرقاوی مجرم ٹھہرے۔ جب معاملہ اس سے بھی آگے بڑھا تو دنیا بھر خصوصاً عرب دنیا سے آئے ہوئے مجاہدین کو بھی اس کا حصہ دار قرار دیا جانے لگا اور آج عراق میں ان غیر عراقی مجاہدین کا سب سے زیادہ غلغلہ ہے۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے فلوجہ سے بڑی تعداد میں غیر عراقی مجاہدین شہید اور بہت سے گرفتار کر لیے ہیں لیکن شام کے راستے ان مجاہدین کی بڑی تعداد ہر روز عراق پہنچ رہی ہے۔ ان مجاہدین کی ”کمر“ توڑنے کے لیے امریکی عراق بھر میں جگہ جگہ بڑے آپریشن کر رہے ہیں۔ جن میں بے پناہ طاقت اور جدید ترین جنگی ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ دو ماہ میں سب سے پہلے امریکیوں نے سمارا میں مجاہدین کی ”کمر“ توڑنے کے لیے زور آزمائی کی۔ پھر یہ سلسلہ فلوجہ میں شروع ہوا۔ امریکی یہ دعویٰ کرتے رہے کہ اب کی بار تو واقعی مجاہدین کی ”کمر“ توڑ دی گئی ہے لیکن جب موصل پہ مجاہدین کا قبضہ ہوا اور بغداد، رمادی، بعقوبہ اور انبار میں بڑے حملے شروع ہوئے تو یہ کہا جانے لگا کہ فلوجہ آپریشن تو نئی مصیبت کا باعث بنا اور فلوجہ سے مجاہدین تو سارے ملک میں پھیل کر حملے کرنے لگے ہیں۔ آج کل امریکی مجاہدین کی ”کمر“ توڑنے کے لیے موصل اور بغداد میں مصروف ہیں۔ بقول بی بی سی کے ”لگتا ہے کہ امریکیوں کو تو مجاہدین کی آج تک کمر ہی نہیں مل سکی یا پھر ان کی کمر ہی ایسی ہے کہ وہ ایک جگہ سے ٹوٹتی ہے تو دوسری جگہ

سے نکل آتی ہے۔"

امریکی فوج اور بلیک واٹر آرمی جب فلوجہ کو تہہ و بالا کرنے اور اہل فلوجہ کو خاک وخون میں تڑپانے میں مصروف تھے تو اس روز عین عید الفطر کے دن مجاہدین نے ملک کے تیسرے بڑے شہر موصل کے بڑے بڑے پولیس اسٹیشنوں پر حملہ کر دیا اور 7 پولیس اسٹیشنوں کو قبضے میں لے لیا۔ مجاہدین نے موصل پر حملے سے قبل پولیس کو انتباہ دیا تھا کہ وہ جانیں بچانے کے لیے فرار ہو جائیں یا پھر موت کا سامنا کریں۔ اس اعلان کا سننا تھا کہ امریکہ کی سال بھر کی محنت اور اربوں ڈالر کے خرچ سے تیار کردہ عراقی پولیس اسلحہ سامان اور گاڑیاں چھوڑ کر فرار ہو گئی۔ مجاہدین نے بآسانی سارے شہر پر قبضے کے بعد تھانوں کو تباہ کیا، آگ لگائی اور پولیس کا چھوڑا ہوا جدید ترین اسلحہ کمپیوٹر، پولیس وردیاں، بلٹ پروف جیکٹس، جاسوسی اور جنگ کے جدید آلات کے ساتھ ساتھ گاڑیاں تک اٹھا کر لے گئے۔ امریکی حکام میں اس سے بھی بڑا خوف اس بات کا ہے کہ فرار ہونے والے سکیورٹی فورسز کی بڑی تعداد مجاہدین سے مل چکی ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر فرار کے بعد اب تک گھروں کو واپس ہی نہیں آئے۔ مجاہدین نے اس پولیس اکیڈمی سے بھی جی بھر کر فوجی سامان اور دیگر اشیاء وغیرہ اکٹھی کیں جو امریکہ نے کروڑوں ڈالر کی لاگت سے عراقی پولیس کی تربیت کے لیے تیار کی تھی۔ اس اکیڈمی کا حملے سے چند روز قبل ہی عراق اور امریکی افسران نے دورہ کیا تھا اور اس کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا تھا.... اس واقعہ نے امریکی حکام کی عراقی پولیس اور سکیورٹی فورسز کے حوالے سے پریشانی میں مزید اضافہ کر دیا ہے کہ وہ کسی بھی وقت فرار ہو سکتے ہیں اور مجاہدین سے مل سکتے ہیں کیونکہ یہ سلسلہ تو بہت پہلے سے جاری تھا۔ 8 نومبر کا نیوز ویک عراق کے موضوع پر "جہنم کی سزا" کے عنوان سے اپنے مضمون میں لکھتا ہے کہ عراقی مجاہدین اوپر سے نیچے تک عراقی سکیورٹی فورسز میں سرایت کر چکے ہیں۔ ایک سینئر عراقی افسر کا کہنا ہے کہ مجاہدین کو سکیورٹی فورسز کی تمام حرکات کا مکمل علم ہوتا ہے کیونکہ وہ ان کو جس قدر آسانی سے نشانہ بناتے ہیں یہ سب اس کی دلیل ہے کہ وہ فورسز میں پوری طرح داخل ہیں۔ نیوز ویک نے اپنے مضمون میں امریکہ

کے اپنے قائم کردہ انتہائی مضبوط حصار جسے گرین زون کا نام دیا ہے کے بارے میں لکھا ہے کہ چند ماہ پہلے تک مجاہدین بغداد سے سینکڑوں میل دور پائپ لائنوں کو تباہ کرتے تھے لیکن اب امریکی گرین زون پر ہر روز حملے ان کا معمول ہیں۔ یہاں روزانہ فائرنگ، مارٹر اور راکٹ حملے حتیٰ کہ کار بم حملے معمول کا حصہ ہیں حالانکہ یہاں سکیورٹی اس قدر سخت ہے کہ کسی ایسی حرکت کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ لیکن مجاہدین تو بغداد کی عوام کے اندر موجود ہیں۔ جہاں انہیں ہر طرح کی مدد اور پناہ ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمادی میں گزشتہ ہفتے جب وہاں کے گورنر کے فرار کے بعد جب امریکی فوجی وہاں کے نئے گورنر سے جس نے خود ہی حکومت سنبھالنے کا اعلان کر دیا تھا، مذاکرات میں مصروف تھے۔ دو مجاہدین سائیکلوں پر سوار کلاشنکوفوں سے فائرنگ کرتے ہوئے عین اس جگہ پہنچ گئے جس پر سب لوگ فرار ہو گئے۔ یہاں تو ہر کوئی مشکوک ہے۔ نیوز ویک نے مزید لکھا ہے کہ امریکی یہ سمجھتے رہے ہیں کہ شاید اب کے ان کے خلاف کارروائی اور حملے کم ہوں گے لیکن زمینی صورتحال یہ ہے کہ ان حملوں میں ہر روز اضافہ ہوا اور ہو رہا ہے۔ 22 نومبر کو رائٹرز نے لکھا کہ اب تو امریکی یہ سوال کرتے نظر آتے ہیں کہ وہ عراق میں اعتبار کریں تو کس پر کریں؟

فلوجہ پر جس وقت امریکی فوج اور بلیک واٹر آرمی نے حملہ کی تیاری شروع کی تو اس وقت ہی ہزاروں مجاہدین شہر چھوڑ کر نکل گئے تھے اور صرف چند سو مجاہدین یہاں مقابلے کے لیے ٹھہرے ان مجاہدین نے امریکیوں کا اتنی پامردی اور استقلال سے مقابلہ کیا کہ امریکی بھی ان کی طاقت کا لوہا ماننے پر مجبور ہو گئے۔

فلوجہ میں مجاہدین کے ہاتھوں زخمی ہونے والے امریکی فوج اور بلیک واٹر آرمی کے لیے جرمنی کے ہسپتال میں جگہ تنگ پڑ گئی۔ حتیٰ کہ ملک سے باہر امریکہ کے اسی سب سے بڑے فوجی ہسپتال کے حکام نے کہا کہ ہمیں ہسپتال کی گنجائش میں اضافہ کرنا پڑ رہا ہے اور بہت سے نئے کمرے زخمیوں کے لیے وارڈ میں بدل دیئے گئے ہیں۔ یہاں روزانہ 100 کے لگ بھگ زخمی لائے جا رہے ہیں۔ جن میں سے اکثر شدید زخموں سے چور ہیں۔

14 نومبر کو ہسپتال میں چند زخمی امریکی فوجیوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں یقین نہیں تھا کہ مجاہدین اتنی بے جگری سے مقابلہ کریں گے کیونکہ ہماری افواج نے اتنے بڑے پیمانے پر بمباری کی تھی کہ وہاں کسی کے بچ جانے کا امکان نہیں تھا.... اس موقع پر زخمی فوجی ٹریولیس شیفر نے بتایا کہ وہاں لڑنے والے مجاہدین تو پیچھے ہٹنے والے نہیں لگتے تھے اور وہ موت تک لڑنا چاہتے تھے۔ یہاں تو گھر گھر اور چھت چھت پر لڑائی لڑی گئی یوں لگتا تھا جیسے ان کے پاس راکٹوں اور مارٹر گولوں کا نہ ختم ہونے والا ذخیرہ ہے اور وہ ہر طرف بم برسا رہے تھے۔

بی بی سی الجزیرہ کے وہ نمائندے جو فلوجہ میں پھنس گئے تھے نے بھی تباہ شدہ امریکی ٹینکوں اور جنگی گاڑیوں کا ذکر کیا ہے۔ بی بی سی کے فاضل بدارانی یہ بھی بتایا تھا کہ ضلع جولان میں تو امریکی اپنے ٹینک چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے جن پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا تھا۔

فلوجہ میں 20 روزہ لڑائی کے دوران امریکی ہلاک شدگان کی تعداد پینٹاگون نے 53 بتائی تھی جو بعد میں 71 تک بڑھادی گئی جبکہ مجاہدین نے 10 روز بعد جاری کردہ اعداد و شمار میں بتایا ہے کہ انہوں نے کم از کم 400 امریکی ہلاک کیے.... دو ایف سولہ جنگی جہاز، 11 ہیلی کاپٹر، 5 جاسوس بغیر پائلٹ طیارے، 11 ابراہم ٹینک، 9 بکتر بند جبکہ 13 دیگر ہموی گاڑیاں تباہ کیں۔ 26 امریکی جبکہ 123 عراقی فوجی پکڑے گئے، جن کی ویڈیوز عرب ذرائع ابلاغ نے بھی جاری کرنے سے انکار کیا۔ 7 ہیلی کاپٹروں کی تباہی کا اعتراف تو امریکی فوج نے خود کیا۔

حملہ کے 5 روز بعد امریکہ نے فلوجہ پر مکمل قبضے اور فتح کا اعلان کیا لیکن امریکہ کا یہ اعلان فتح بھی عراق پر کیے گئے فتح سے کم نہیں کیونکہ یہاں بھی صورتحال تقریباً ویسی ہی ہے۔ امریکیوں پر حملوں اور ہلاکتوں کا سلسلہ جاری ہے اور امریکیوں پر شہر کے کھنڈرات اور تباہ شدہ عمارتوں سے حملے ہو رہے ہیں.... امریکہ نے مجاہدین کی جس کمر کو فلوجہ میں توڑنے کا دعویٰ کیا تھا اب وہ فلوجہ کی ہر تباہ شدہ عمارت اور ملبے سے نکل رہی ہے۔ فلوجہ پر حملے میں زخمی ہونے والے

امریکیوں کی تعداد کے بارے میں امریکی اخبار سٹار اینڈ سٹرپس کے یورپین ایڈیشن نے لکھا ہے کہ یہاں 850 سے زائد امریکی فوجی زخمی ہوئے۔ حالانکہ اپنی فوج کو بچانے کے لیے امریکہ نے ہر نئے سے نئی ٹکنیک اور حربہ استعمال کیا۔ جاسوسی اور بمباری کے لیے بغیر پائلٹ کے طیاروں کا استعمال کیا گیا تاکہ کسی بھی صورت کسی فوجی کو نقصان نہ پہنچ سکے لیکن مجاہدین نے کامیاب جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے ایک ہزار سے زائد امریکیوں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔ امریکی جنگی ماہرین اور حکام اس صورتحال پر بھی پریشان ہیں۔ سٹار اینڈ سٹرپس نے 25 نومبر کی اپنی اشاعت میں بتایا ہے کہ صرف جرمنی میں واقع امریکی فوجی ہسپتال میں تاحال عراق سے لائے گئے 21 ہزار فوجیوں کا علاج کیا جا چکا ہے۔ یہ رپورٹ امریکی فوج کے ایک اہلکار بن مودے نے لکھی ہے۔ جبکہ پینٹاگون نے عراق کے زخمی فوجیوں کی تعداد 9300 بتائی ہے۔ جن میں سے 1500 ایسے ہیں کہ جو بری طرح زخمی ہیں اور ہمیشہ کے لیے اپاہج ہو چکے ہیں اور جنگ لڑنے کے قابل ہی نہیں رہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر ہلاکتوں اور زخمیوں کے بارے میں پینٹاگون کے دفاعی تجزیہ نگار ڈینئیل گورے کا کہنا ہے کہ اس کی بنیادی وجہ فوج کی کمی کے باعث عراق میں فوجیوں کے لیے طویل قیام اور ان کا تبادلہ نہ ہونا ہے۔ ہم اس پر کنٹرول کی کوشش کر رہے ہیں۔

فلوجہ پر اتنے بڑے اور تباہ کن حملے کے باوجود امریکی جنرل تک یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ اس سے مجاہدین کا خاتمہ نہیں ہو گا۔ 11 نومبر کو امریکی مسلم افواج کے چیئرمین جائنٹ چیف آف سٹاف جنرل رچرڈ مائرز نے امریکہ کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ فلوجہ آپریشن جہادی تحریک کے خاتمہ کا باعث ہے تو امریکی بھول ہے ہم میدان میں موجود ہیں اور دشمن کو جانتے ہیں۔ اس لیے فلوجہ آپریشن سے نہ تو ہمارا مقصد تھا اور نہ ہی ہماری دلچسپی اور نہ ہی انہیں اس سے ایسی کوئی امید تھی۔

عراق میں لڑنے والے امریکی فوجیوں میں ذہنی تناؤ اور نفسیاتی مسائل سب سے زیادہ ہیں۔ امریکی ذرائع

ابلاغ نے اس سلسلے میں اپنی رپورٹوں میں بتایا ہے کہ عراق سے لوٹنے والا ہر چھٹا فوجی تقریباً پاگل ہے اور مکمل پاگل نہیں تو کم از کم پاگل پن کے قریب ضرور ہے۔ عراق جنگ سے متاثر ہو کر لوٹنے والے فوجیوں کی کل تعداد 30 ہزار کے قریب بتائی جا رہی ہے۔ اس لحاظ سے دماغی امراض کے شکار فوجیوں کی تعداد 6 ہزار بنتی ہے۔ امریکی اخبارات، لاس اینجلس ٹائمز اور Esther Schrader Times نے 14 نومبر کو اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ صرف امریکہ کے فوجی ہسپتال والٹر ریڈ آرمی انسٹیٹیوٹ میں علاج کے لیے آنے والے میرینز میں سے 15.6 جبکہ عام فوجیوں میں 17.1 فیصد ذہنی امراض کے شکار ہیں۔ فوج کے جنگی ذہنی امراض کے ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ صورتحال مزید خراب ہو گی اور فوج ایسے امراض کا بڑے پیمانے پر شکار ہو گی۔ اخبار کے مطابق فوجی سروے میں 6200 فوجی ایسے امراض کے شکار ہو گئے ہیں۔ امریکی ہسپتالوں کے ساتھ جرمن کے فوجی ہسپتال میں بھی ذہنی امراض کے مریض فوجیوں کی بہت بڑی تعداد زیر علاج ہے جیسا کہ چند ہفتے پہلے نیویارک ٹائمز نے ایک زخمی امریکی فوجی جینٹ سمیسن کے حوالے سے لکھا تھا کہ اس زخمی فوجی کو جب عراق سے جرمنی لایا جا رہا تھا تو اس کا کہنا تھا کہ میرا طیارہ زخمی فوجیوں کی آہ و بکا اور رونے دھونے کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ جب میں جرمنی پہنچا تو صورتحال کافی ابتر تھی۔ یہاں بے شمار ایسے فوجی تھے کہ جو پاگل ہو چکے ہیں۔ بہت سے ہمیشہ کے لیے اپاہج اور لنگڑے لولے ہو چکے ہیں۔ میری بھی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور ایک ٹانگ بھی گنوا کر ہمیشہ کے لیے بستر پر پڑ گیا ہوں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہاں عراق اور افغانستان کے لیے امریکی فوج کی کمی کا تذکرہ بھی بے جا نہ ہو گا۔

امریکی کمانڈر عراق کے لیے طویل عرصہ سے مزید فوج کا مطالبہ کر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ انہیں فوری طور پر 500 ہزار فوجیوں کی ضرورت ہے اس کی منظوری اور اعلان بش انتظامیہ کی جانب سے متعدد مرتبہ ہو چکا ہے لیکن امریکہ کے پاس اب اتنی فوج باقی ہی نہیں رہی کہ وہ عراق اور افغانستان بھیج سکے۔ یہی وجہ ہے کہ عراق میں آنے والے فوجیوں کو چھٹی نہیں مل

رہی کیونکہ ان کی جگہ لینے کے لیے فوجی موجود ہی نہیں۔ اس کے لیے ریٹائرڈ اور بوڑھے فوجیوں کو لانے کا پروگرام تشکیل دیا جارہا ہے۔ خصوصاً ایسی صورتحال میں جبکہ صرف عراق میں امریکی فوج پر حملوں کی روزانہ اوسط 100 سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ فوجیوں کے ساتھ ساتھ امریکی فوج کو افسران کی کمی کا بھی شدید سامنا ہے۔ امریکی اخبارات بالٹی مور سن کے مطابق اب عراق اور افغانستان میں متعین فوجی افسروں سے کہا گیا ہے کہ اب انہیں 179 دن کی ڈیوٹی کی بجائے مکمل 12 مہینے ڈیوٹی دینا ہوگی کیونکہ افسران کی شدید کمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکی فوج ملٹری سکولز میں سے بھی افسران کو نکال کر عراق کے محاذ پر لایا جارہا ہے اور ساتھ ہی تربیتی پروگراموں کو موخر کیا جارہا ہے۔ کیونکہ عراق اور افغانستان میں میجر اور لیفٹیننٹ رینک کی سینکڑوں آسامیاں خالی ہیں۔

عراق میں مجاہدین کے خلاف بڑے پیمانے پر جاری کارروائی میں فوج اس قدر گولہ بارود استعمال کر رہی ہے کہ امریکی حکومت کے لیے سپلائی جاری رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ چند ماہ قبل امریکہ نے اسرائیل سے درخواست کی تھی کہ وہ امریکی فوج کے لیے 50 لاکھ گولیاں مہیا کرے کیونکہ ان کے پاس ذخائر ختم ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مجاہدین کے ہاتھوں فوج کی مہنگی گاڑیاں بڑے پیمانے پر تباہ ہونے کی وجہ سے ان کی بھی شدید کمی واقع ہو رہی ہے۔ عراق میں امریکی کمانڈروں کا کہنا ہے کہ انہیں فوری طور پر مزید 3000 جنگی گاڑیوں کی ضرورت ہے۔ عراق میں امریکی فوج کے قائم مقام سیکرٹری لیس براؤن لی نے 15 نومبر کو واشنگٹن ٹائمز کو دیئے گئے انٹرویو میں کہا کہ ہمیں مجاہدین کا صفایا کرنے کے لیے مزید ہزاروں جنگی گاڑیوں کی فوری ضرورت ہے۔ امریکی فوج کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ جنگ کا مزاج اور انداز اتنی تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے اور فوج کو مکمل طور پر نئے سے نئے اسلحہ اور جنگی مہارتوں اور نئے انداز جنگ کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ امریکی جنگی ماہرین کے وہم و گمان اور خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ بغداد میں صدام حکومت کے خاتمہ کے بعد انہیں اتنے بڑے پیمانے پر ایک نئے دشمن کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان کی فوج کی فرنٹ لائن اور

بیک لائن دونوں کو ہمہ وقت محترک رہنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جو منصوبہ بندی کر کے آئے تھے ہمیں اب اس سے کہیں بڑھ کر مزید ہمویز جنگی گاڑیوں، فوجی ٹرکوں، بلٹ پروف جیکٹوں اور اسپیئر پارٹس کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ یہاں صورتحال تو اس قدر بگڑ چکی ہے کہ عراق میں امریکی فوج کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ریکارڈو سانچز کو امریکی حکومت کے نام یہ خط لکھنا پڑا ہے کہ میں موجودہ صورتحال میں عراق آپریشن جاری نہیں رکھ سکتا۔ ہمارے فوجی باوردی سرنگوں اور Improvised Explosive devices (IEDs) دھماکوں کے ذریعے بڑے پیمانے پر ہلاک اور زخمی ہو رہے ہیں اور ہماری ہمویز گاڑیاں تباہ ہو رہی ہیں کیونکہ وہ کمزور ہیں اور دھماکہ برداشت نہیں کر پاتیں۔

اس سے چند ہفتے قبل جنرل براؤن نے پینٹاگون میں دفاعی آلات اور سامان کرنے والے کمپنیوں کے مالکان کا اجلاس منعقد کیا تھا تاکہ عراق کے لیے بہتر سے بہتر اسلحہ اور ٹیکنالوجی فراہم کی جائے کیونکہ فوج تاحال اپنے موجودہ آلات سے مطمئن نہیں۔ سال رواں کے ماہ فروری میں جنرل براؤن لی نے سب سے جدید ہمویز جنگی گاڑیاں تیار کرنے والی کمپنی AMGeneral اور بلٹ پروف جیکٹیں اور گاڑیوں کی معاون ڈھالیں بنانے والی کمپنیوں

O,Gora-Hess اور Eisenhandt کا بھی اجتماعی اجلاس منعقد کیا تھا۔ اس اجلاس کے بعد جنرل براؤن لی نے بتایا تھا کہ انہوں نے اجلاس میں ان کمپنیوں کے مالکان سے کہا ہے کہ وہ اپنی پیداوار میں اضافہ کریں اور ان کو مزید مضبوط بنائیں کیونکہ عراق میں مجاہدین کے بارودی دھماکے ہماری گاڑیوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ دوسری طرف فوج نے ایسی فولاد ڈھالوں کے مطالبے سے بھی شدت پیدا کر دی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ان کے 5 سے 10 ٹن کے ٹرکوں کی حفاظت کا نظام کیا جائے جو مجاہدین کا سب سے آسان اور ہم نشانہ ہیں اور اب تک عراق میں ایسی 9 ہزار کٹس (Kits) روانہ کرتے ہیں۔ جنرل براؤن لی کا کہنا ہے کہ ہم میں سے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں ہو گا کہ ہم اپنے ٹرکوں کی بھی حفاظت کا اتنا بڑا اہتمام کرنا پڑے گا لیکن آج ہمیں یہ کرنا پڑا۔

اس ساری بحث کے بعد مجاہدین اور امریکی فوج اور بلیک واٹر آرمی کے مابین جاری جنگ میں اس بات کا اندازہ لگانا کہ کس کا پلڑا بھاری ہے، کس کے حوصلے پست ہیں اور کس کے بلند یہ بھی ساری دنیا کے سامنے آچکا ہے اور یہی فتح اور غلبہ کا پیش خیمہ ہے۔

امریکہ کے فوجی اور بلیک واٹر پر اخراجات:

11 ستمبر 2001ء کے واقعہ کے بعد امریکہ نے آرمی کے اخراجات میں 300 بلین ڈالر کا اضافہ کیا۔ اب تک کی تمام لڑائیوں میں پینٹاگون عراق اور افغانستان کی جنگ میں صرف ایک فوجی پر اتنا خرچ کر چکا ہے کہ اب تک کسی جنگ میں نہیں کیا گیا۔ لیگزنگٹن انسٹیٹیوٹ کے ایک ماہر افواج جناب لورن بی تھومس نے کہا کہ گلف وار کے بعد ہر سال فوجی اخراجات میں تیزی آئی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ معیشت کا ایک بڑا حصہ فوجی ساز و سامان پر خرچ کیا جا رہا ہے اس کے ساتھ کرائے کی فوج بلیک واٹر آرمی نے بھی امریکی اخراجات کو مزید بڑھا دیا ہے۔

حکومتی ذرائع کے مطابق صرف ایک مہینے میں عراق کی جنگ میں 4.3 بلین امریکہ ڈالر خرچ ہوئے ہیں اور افغانستان میں 800 بلین ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔ یہ تمام پیسہ تیل، گولہ، بارود، سپاہیوں، نیوکلیئر بم اور نیوکلیئر بم ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والے آلات میں صرف ہو رہا ہے۔ Congressional ریسرچ سروس کے مطابق 1965 اور 1975ء میں امریکہ نے ویت نام جنگ میں اتنا ہی پیسہ افراط زر کو کم کرنے پر صرف کیا تھا۔

بش انتظامیہ کا کہنا ہے کہ وہ آئندہ ایک یا دو سال میں عراق سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں گے اگر یہ محسوس کرے کہ عراقی فورسز عراق میں اٹھنے والی بغاوت کو کنٹرول کر سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ امریکہ عراق پر قبضہ اور تسلط برقرار رکھنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لیے اس نے مزید 81.9 بلین ڈالر کا جنگی بجٹ پیش کیا ہے۔

اب تک امریکہ ایک لاکھ 70 ہزار فوجی عراق اور افغانستان بھیج چکا ہے اور ویت نام جنگ کے دوران آدھے سے زیادہ امریکی فوج جنوبی اور شمالی ایشیا میں تعینات تھی۔

ماہرین نے جنگی اخراجات میں اضافہ کی بہت سی وجوہات بتائی ہیں کہ ستمبر 11 کے بعد کیوں امریکہ کی فوج پر اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کے مطابق امریکہ کی موجودہ ملٹری باصلاحیت اور پیشہ ور ہیں جتنی کہ پہلے نہ تھی۔ اس وقت ملٹری میں اعلیٰ تجربے کار اور تربیت یافتہ ٹیکنیشنز موجود ہیں جو کمپیوٹر کو کنٹرول کرتے ہیں۔ امریکی فوج کی آمدنی پہلے کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے، زیادہ تربیت یافتہ اور جدید آلات سے لیس ہے جو پہلے کی فوج کے پاس میسر نہ تھے اور یہ رقم جنگی اخراجات سے پوری کی جاتی ہیں نہ کہ ریگولر دفاعی بجٹ ہے۔

عراق کی صورتحال نہایت خراب ہے اس کے باوجود امریکہ جنگ کو مزید بڑھانا چاہتا ہے اور پہلے کی نسبت اس جنگ میں کافی تعداد میں اموات واقع ہوئی ہیں۔

81.9 بلین ڈالر کے بجٹ میں سے 74.9 بلین ڈالر دفاعی ڈیپارٹمنٹ، 12 بلین جنگی آلات کی مرمت کے لیے رکھے گئے ہیں اور 3.3 بلین مزید ٹرک اور دیگر حفاظتی سامان کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ یہ اخراجات پوری دنیا میں کیے جانے والے اخراجات سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ ذرائع کے مطابق روس دوسرا بڑا ملک ہے جو ملٹری پر زیادہ خرچ کرتا ہے جس کا سالانہ فوجی خرچ 65 بلین ڈالر ہے۔

کتیا کا بچہ.... بھونکتا ہے

دنیا میں سب سے زیادہ شائع ہونے والا ہفت روزہ "ٹائم" ہے۔ امریکہ سے شائع ہوتا ہے۔ یہودیوں کا میگزین ہے۔ پچھلے سال بھی اسی مہینے یعنی اپریل 2004ء میں اس میگزین نے سال کی سو عظیم شخصیات کے عنوان سے

خصوصی شمارہ شائع کیا تھا اور اس بار بھی اپریل 2005ء میں دنیا بھر کی سو عظیم شخصیات پر مشتمل سپیشل ایشو شائع کیا ہے۔ پچھلے سال بھی ابو مصعب زرقاوی کو سو شخصیات میں شامل کیا گیا اور اس بار بھی دنیا کی سو عظیم شخصیات میں شامل کیا گیا ہے۔ ان سو شخصیات کو زندگی کے مختلف شعبوں کے لحاظ سے درجہ دیا گیا ہے۔ دنیا کے لیڈرز اور انقلابیوں کا جو شعبہ ہے اس میں ابو مصعب زرقاوی کا نام دیا گیا ہے۔ اسی طرح صفحہ پر امریکی وزیر دفاع رمز فیلڈ کی تصویر ہے۔ اسی صفحہ پر ابو مصعب زرقاوی کی تصویر ہے۔ رمز فیلڈ اور ابو مصعب زرقاوی کا موازنہ یوں کیا گیا ہے کہ رمز فیلڈ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ رمز فیلڈ جنگ کے ایک نئے راستے پر گامزن ہوا ہے۔ اسی طرح ابو مصعب زرقاوی کو جو ٹائٹل دیا گیا ہے وہ ہے "His Enemy is America" اس کا دشمن امریکہ ہے۔ رمز فیلڈ کے بارے میں لکھا ہے Sharp, Strong, Always, Barking وہ تیز ہے۔ مضبوط ہے، ہر وقت بھونکتا ہے۔ ابو مصعب زرقاوی کے بارے میں لکھا ہے۔ امریکہ کے پاس دہشت گردوں کے اس لیڈر کو قتل کرنے کے مواقع تھے مگر وہ نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا اور اب وہ عراق میں۔

Has killed countiess American and other western soldiers.

بے شمار امریکی اور دوسرے یورپی فوجیوں کو قتل کر چکا ہے۔

اس کا اندازہ ٹائم میگزین سے لگا لیجیے جو رمز فیلڈ کو کہہ رہا ہے کہ ہمیشہ بھونکنا اس کا کام ہے.... اب بھونکتا کون ہے؟ جو بھونکتا ہے وہ لامحالہ کتا ہوتا ہے۔ رمز فیلڈ ہی نہیں بلکہ اس کی ماں کو بھی کتیا کہہ رہا ہے۔ کون؟ جناب والا! یہ امریکہ کی افواج کا سربراہ کہہ رہا ہے۔ اس کا نام ٹومی فرینکس ہے.... ٹومی فرینکس جو وزیر دفاع کا ماتحت تھا وہ اپنے باس کے بارے میں لکھتا ہے۔

میں افغانستان میں تھا۔ عراق پر حملے کا پروگرام تھا۔ رمز فیلڈ نے مجھے فون پر کہا۔ اگلے ہفتہ تجھے یہاں

(امریکہ میں) میرے پاس ہونا چاہیے۔ میں نے اس پر کہا۔

Son of bitch, I thought, no rest for the waary.....

کتیا کا بچہ۔ میں نے سوچا وردی والوں کے لیے کوئی سکون نہیں۔

ایک فوجی نے عراق سے امریکہ کے صحافی مائیکل مور کو خط لکھا۔ مائیکل مور نے اس خط کو اپنی ویب سائٹ پر بھی جاری کیا اور اپنی کتاب میں بھی شائع کیا۔ یاد رہے مائیکل مور کو بھی موجودہ ہفت روزہ ٹائم نے سو عظیم شخصیات میں شامل کیا ہے۔ اس لیے کہ عراق اور افغانستان میں امریکہ کی جو درگت بن رہی ہے۔ مائیکل مور نے اس پر سے پردے اٹھائے ہیں۔ اب مائیکل مور کے نام امریکی فوجی کے خط کا ایک جملہ ملاحظہ ہو۔

I believe this country was founded by thleves and run by crooks.

میرا ایمان ہے کہ اس ملک (امریکہ) کو چوروں نے بنایا اور اب یہ عیار عادی مجرموں کے ہاتھوں چلایا جا رہا ہے۔

یہ فوجی مزید لکھتا ہے۔ مجھے اپنے کمانڈر انچیف (بش) سے نفرت ہے۔ مجھے تو اس گراؤنڈ سے بھی نفرت ہے جس میں یہ کمانڈر انچیف آکر چہل قدمی کرتا ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ شخص جو کچھ ہمارے ملک کے ساتھ کر رہا ہے اور ہم فوجیوں کی زندگی کے ساتھ کر رہا ہے یہ جہنم میں سڑے۔ اپنے ملک کے جھنڈے کو سلامی دینے کو بھی دل نہیں چاہتا، مجھے اس سے بھی نفرت ہے نہ جانے ان بیہودہ اور لغو لوگوں سے کب چھٹکارا ملے گا؟

ایک اور فوجی لکھتا ہے۔

I that the army and my job.

مجھے فوج اور اپنے فوجی ہونے سے نفرت ہے۔

عراق میں متعین فوجی مسٹر ڈانیل راکلے نے 2 جولائی 2004ء کو جو خط لکھا۔ اس میں وہ اپنے حکمرانوں کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے۔

”کہ یہ سارے بیہودہ لوگ (بش، رائس فیلڈ وغیرہ) جہنم میں جائیں۔“

ایک اور فوجی مائیکل بات لکھتا ہے۔

The soldiers on the ground think Rummy is a pussy. They hate him.

عراق میں موجود فوجی رمز فیلڈ کا نام بگاڑ کر اسے رمی کہتے ہیں اور (Pussy) کی گالی دیتے ہیں.... فوجی لکھتا ہے۔ یہاں کے فوجی رمز فیلڈ سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

افغانستان میں امریکی اور بلیک واٹر اڈے:

افغانستان میں بلیک واٹر صرف بڑے شہروں جیسے کابل، مزار شریف، ہرات، ہلمند، قندھار، جلال آباد تک محدود ہیں۔ ان علاقوں میں بھی ان کے دفاتر امریکی اڈوں میں ہی موجود ہے۔ دوسرے ملکوں کی نسبت افغانستان اور پاکستان میں بلیک واٹر جوائنٹ سکیورٹی سسٹم کے تحت فعال ہے۔ کیونکہ یہاں پر ان اڈوں پر امریکی فوجی اور کرائے کے کتے اکٹھے ڈیوٹی دیتے ہیں۔ بگرام کا ہوائی اڈا، قندھار ائیر بیس، گردیز اور لوگر کا ہوائی اڈہ اور خوست کا سب سے بڑا امریکی اڈا اہمیت کا حامل ہے۔

ڈیگو گارشیا:

یہ بحیرہ ہند میں برطانوی جزیرہ ہے بغداد سے ۳۳۴۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے اس پر چھ B-2 ایسٹتھ بمبار طیارے B52 طیاروں کا بیڑہ جو کہ سٹیلائٹ لیزر گائیڈز ہمارے بموں سے لیس ہیں ڈنمارک کے ۶ بحری جہازوں کا بیڑہ بھی یہاں موجود ہے امریکی میری ٹائم پری پوزیشنگ فلیٹ پر ایم پی ایف اسکوارڈن میں ۱۷۳۰۰ فوجیوں کو ۳۰ دن تک رسید فراہم کر سکتا ہے۔

یہاں پر بلیک واٹر آرمی کے لیے ہر قسم کی سہولت موجود ہے اوران کو عراق فلوجہ کو غارت کرنے کے لیے اسی راستے سے عراق میں داخل کیا گیا اور دوسرے ذرائع کے علاوہ یہاں سے بھی بلیک واٹر کو سامان وغیرہ فراہم کیا جاتا رہا بلیک واٹر کا وجود عراق میں اُس وقت ظاہر ہوا جب عراقیوں نے اُن میں سے کچھ کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو چوراہے پر لٹکا دیا تھا۔

تاجکستان:

تاجکستان کے مناس ائیر بیس پر کروڑوں ڈالر کے بدلے لیز پر لیا ہوا یہ اڈا افغانستان میں جنگ کنٹرول کرنے کا اہم مرکز ہے۔

ترکی:

انسرالک ائر بیس پر ے ہزار فوجی موجود ۵۰ سے زائد F.15 اور F.16 طیارے F.3 اور ایکس برطانوی رائل ائر فورس کے ۱۰۰۱ ٹارنیڈو !-GR اور جیگوار طیارے کے ساتھ بلیک واٹر سکیورٹی بھی موجود ہے عراقی ریاست میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کے لئے مسلمان ملک کے ہر اڈے کو استعمال میں لاتے رہے۔

بحیرہ متوسط:

دیو ہیکل امریکی بحری بیڑے (۱) یو ایس ایس ہیری ایس نرومین (۲۰) یو ایس تھیوڈور روز ویلٹ بیڑے پر ۷۵ جنگلی طیارے ۷ کروڑ ڈسٹر ائر برطانوی ٹاسک فورس کے چار ہزار فوجیوں کے ۱۶ جہاز اور ۴ ہزار رائل نیوی MMS آرک رائل اور متعدد ہیلی کاپٹر حملے کے لیے تیار اوپر ہے وحشی خونی درندے بلیک واٹر کے سکیورٹی گارڈ بھی موجود جو کسی بھی لمحے مسلمانوں کا خون چوسنے کے لیے الرٹ رہتے ہیں۔

کویت:

ایک لاکھ امریکی فوج جو کہ السالم اور احمد الجائز ائیر بیس پر تعینات ۶۰ ہوائی جہاز بشمول F117 اسٹیتھ بمبار طیاروں A.10 ٹینک مسٹرز، اپاچی اور بلیک ہاک ہیلی کاپٹر یہ بھی ایک اسلامی ملک کا ائر بیس ہے جہاں پر صلیبی کتے مسلمانوں کو کاٹنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں اتنے سازو سامان کے باوجود بھی امریکی بلیک واٹر ڈاگ ہر جگہ مسلمانوں پر بھونکنے اور کاٹنے کے لیے موجود رہتے ہیں اس سمت سے یہ بھی بلیک واٹر عراق میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کرتی رہتی

ہے اور سکیورٹی کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام کیا جاتا ہے۔

دوحہ کیمپ:

۶۴۰ ایم آئی آرمز ٹینک، ۴۰۰ جنگی گاڑیاں، ۳۰۰ جنگی جہاز جن کے ساتھ ۳۰۰ ہار ٹیرز اور ۱۴۴ اپاچی ہیلی کاپٹر اور پیٹریاٹ دفاعی میزائل نظام بھی شامل ہے۔

برطانوی فرسٹ آرمرڈ ڈویژن کی کمان میں ۲۶ ہزار فوجیوں پر مشتمل لڑاکا دستہ ان میں صحرائی چوہے ساتوں آرمرڈ بریگیڈ جس میں ۱۲۰ چیلنجرز، ۲ ٹینک، ۱۵۰ جنگی گاڑیاں، ۱۶ ائر سالٹ بریگیڈ ۸۲ ہزار فوجی اور ۳ کمانڈر بریگیڈر کینیڈا کے ۲ ہزار سے زائد فوجی بشمول خصوصی فوج سکیورٹی کی ذمہ دار بلیک واٹر۔

بحرین:

جفیر نیول بیس میں امریکی بحریہ کے پانچویں بیڑے کا ہیڈ کوارٹر سکیورٹی کی ذمہ دار بلیک واٹر۔

امارات:

۲۔ u جاسوس طیارے فرانس بیراج جنگی بمبار۔

عمان:

۸ امریکی B.18 طیارے، برطانوی ائر فورس نے ۲ نمرود طیارے، کینیڈین ڈسٹائرے لڑاکا طیارے۔

اردن:

برطانیہ کے ۶ ٹارینڈو، ۴ جیگوار، ۷ ہار ئیر جیٹ۔

جبوتی:

امریکی فضائیہ اور بحریہ کے ۳ ہزار خصوصی سپاہیوں کا دستہ۔

بحیرۂ احمر:

امریکی ٹاسک فورس USS بلیو ووڈ کی کمان میں ۳ حملہ آور بحری جہاز ۱۵۰۰ بحری فوج ۳۲ ہیلی کاپٹر ۶ ہار ٹیرز۔ یاد رہے کہ بحیرہ احمر کے قریب سوڈان، صومالیہ اور براعظم افریقہ پر امریکی نظر ہے یہاں سے وہ ان ممالک پر کبھی کبھار بمباری کرتا ہے۔ صومالیہ میں الشباب نامی مجاہدین کی تنظیم نے ملک کے آدھے سے زیادہ حصے پر کنٹرول کر لیا ہے۔ امریکا چھپ چھپا کر وہاں پر بھی اپنے حملے جاری کیئے ہوئے ہے۔ اس کی بڑی مثال صومالیہ کی حکومت کا امریکا سے الشباب کے مجاہدین کو ختم کرنے کا بیان تمام میڈیا پر آچکا ہے۔

خلیج عرب:

امریکی فوج کے دیو ہیکل جنگی بحری بیڑے جن میں یو ایس ایس کانسٹلیشن، یو ایس ایس ابراہم لنکن، یو

ایس ایس کئی ہاک، یو ایس ایس نمیٹر، ۲ لاکھ ۲۵ ہزار امریکی ہزار امریکی فوج ۹۷۰ سے زائد امریکی لڑاکا طیارے ۱۰۰۰ ٹام ہاک میزائل اور امریکی بلیک واٹر کے خفیہ گرگے۔

قطر:

مرکزی کمان امریکی سینٹرل کمانڈر کے سربراہ جنرل نومی فرینکس نے الحدید ائر بیس پر اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا اور پوری جنگ کو یہاں سے کنٹرول کیا اس مرکز میں امریکی کمیونٹی کیشن کے ایک ہزار کارکن چند سو برطانوی اور ساڑھے ۳ ہزار لڑاکا فوجی موجود ہیں۔

پاکستان سب سے بڑا امریکی اڈا:

جس طرح امریکی نے تمام مسلمان ممالک میں اپنے ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور ان ممالک پر قبضہ جما کر اپنے اڈے قائم کر لیے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ اسی طرح امریکہ نے پاکستان کو بھی مکمل کنٹرول کرنے کے لیے کئی مقامات پر اپنے اڈے قائم کر رکھے ہیں جن میں شہباز ائیر بیس، شمسی ائیر بیس قابل ذکر ہیں یوں تو امریکی شمسی ائیر بیس سے ڈرون حملے کر رہا ہے اور مختلف مقامات یعنی تربیلا، اسلام آباد، پشاور، کراچی، لاہور وغیرہ میں بلیک واٹر کو بسا رکھا ہے اور کئی ایسے بے حس پاکستانیوں کو استعمال میں لا کر ڈالروں کی گڈیاں دکھا کر اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں ان لوگوں کو سہالہ ٹریننگ سنٹر میں تربیت دے کر بلیک واٹر کے حوالے کیا گیا جن سے بلیک واٹر پاکستان میں وارداتیں کروا رہا ہے جیسا کہ بم دھماکے، مختلف مقامات پر فائرنگ کر کے بے گناہ لوگوں کو قتل کر کے اس واردات کو دوسروں کے کھاتے میں ڈال کر خود کو صاف بچا لیتے ہیں پاکستانی ایجنسیاں جان بوجھ کر اس پہلو کو نظر انداز کر رہی ہیں اور

لکیر کے فقیر کی مانند ہر واردات کی کڑی دوسرے واقعات سے جوڑ کر خود کو بری الزمہ قرار دلوالیتے ہیں مگر یہ اس قدر حساس معاملہ ہے کہ اس پر آنکھیں موندلینا قوم وملک سے کھلی غداری کے مترادف ہے۔

عافیہ کی پاکستان میں گرفتاری

یکم مارچ 2003ء کو نوائے وقت اخبار میں یہ خبر لگی کہ امریکی خفیہ ادارے ایف بی آئی کی فہرست میں شامل پاکستانی خاتون نیوروڈاکٹر کو القاعدہ سے تعلق کے شبے میں حراست میں لے لیا گیا۔

ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے یہ بات واضح ہے کہ اُسے امریکی خفیہ ادارے نے کراچی سے اُٹھایا ہے۔ اصل میں امریکیFBI یہ کام بلیک واٹر سے کرواتی ہے اور قیدیوں سے تحقیقات اصلFBI کا کام ہے اور اس بات کو تسلیم کرنا ہوگا کہ امریکی ۲۰۰۱ء سے پاکستان آئے ہیں انہوں نے اپنی سکیورٹی بلیک واٹر کے سپرد کر رکھی ہے۔ CIA اور FBIتو تحقیقی ادارے ہیں اور ان کے عسکری و جنگی آپریشن میں بلیک واٹر اور امریکی فوج ملوث ہے۔

پی ایچ ڈی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو گلشن اقبال میں ان کے رشتے دار کے گھر سے حراست میں لیا گیا۔ وہ امریکہ سے واپس آئی تھیں۔ ایئرپورٹ سے حساس ادارے کے ارکان ان کے گھر جا پہنچے اور حراست میں لے کر نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا جہاں ایف بی آئی اور حساس ادارے کے اہلکاروں کے حوالے کر دیا گیا۔ ان پر مبینہ طور پر القاعدہ کے کیمیکل گروپ کے لئے کام کرنے کا الزام ہے۔ کراچی میں موجود سرکاری حکام نے خاتون کی حراست سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حال ہی میں ایف بی آئی نے لیڈی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی تصویر اپنی ویب سائٹ پر جاری کی تھی۔ رپورٹ کے مطابق عافیہ صدیقی نے نیوروسرجیکل سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے رکھی ہے۔ وہ ہوسٹن میں اپنے خاتون اور تین بچوں کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ عافیہ پر ایک شخص عدنان جی الشکری جمعہ کی سپورٹ کا بھی الزام ہے جو امریکہ کو مطلوب ہے۔

ڈاکٹر عافیہ کی بگرام جیل میں موجودگی کی تصدیق

اچانک اگست 2008ء میں امریکی حکام نے پہلی بار پاکستانی شہری ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی افغانستان میں امریکی تحویل میں موجودگی کی تصدیق کر دی۔ صدیقی فیملی کے ذرائع نے بتایا کہ امریکہ میں صدیقی فیملی کی وکیل ایلین وائٹ فیلڈ سے ایف بی آئی کے ایک ایجنٹ نے ملاقات کی جس میں پہلی بار اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ ڈاکٹر عافیہ افغانستان میں امریکی تحویل میں ہیں۔ ایف بی آئی ایجنٹ نے ڈاکٹر عافیہ کے بارے میں یہ بھی بتایا کہ وہ زخمی ہیں۔ صدیقی فیملی کے ذرائع کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کے بارے میں پہلی بار آزاد ذرائع سے کوئی اطمینان بخش اطلاع ملی ہے اور وہ ایف بی آئی کی جانب سے تصدیق کے بعد ان کی اٹارنی این وائٹ فیلڈ سے امریکہ میں سٹیزن سروس سے رابطہ کر کے ڈاکٹر عافیہ کے بارے میں مزید معلومات دینے اور ان سے ملاقات کے طریقہ کار کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ سٹیزن سروس سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کی گمشدگی کے وقت ان کے تین بچے بھی ان کے ہمراہ تھے جو امریکی شہری ہیں۔ ان کے بارے میں بھی مکمل معلومات فراہم کی جائیں۔ صدیقی فیملی نے ایف بی آئی کی تصدیق کے بعد انسانی حقوق کی تمام تنظیموں اور سیاسی و مذہبی جماعتوں سے ساتھ دینے کی اپیل کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ اور دیگر نظر بند افراد کی فوری رہائی اور ان کے ساتھ روا رکھے جانے والے غیر انسانی اور ظالمانہ رویے کے خلاف ان کا ساتھ دیں۔

ڈاکٹر عافیہ کی ڈرامائی امریکہ منتقلی

پانچ برس سے لاپتہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو افغانستان سے ایف بی آئی کی حراست میں نیویارک پہنچا دیا گیا ہے۔ ان کے خلاف اقدامِ قتل کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ نیویارک پولیس کمشنر ریمنڈ کیلی اور ایف بی آئی کے جاری ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کو ایک ماہ قبل افغانستان کے صوبہ غزنی سے گرفتار کیا گیا تھا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے

اٹھارہ جولائی کو ایف بی آئی اور امریکی فوجیوں پر مشتمل تفتیشی ٹیم پر ایک فوجی کی بندوق چھین کر فائرنگ کر دی اور جوابی کارروائی میں ڈاکٹر عافیہ زخمی ہو گئی تھیں۔ اس بیان کے مطابق ڈاکٹر عافیہ ایف بی آئی کو کافی عرصہ سے دہشت گردی کے الزامات میں مطلوب تھیں اور مبینہ طور پر القاعدہ کی رکن ہیں۔ ادھر صدیقی خاندان کے وکیل نے کہا ہے کہ الزامات بے بنیاد ہیں۔ دوسری طرف پاکستان نے امریکی حکام کو ڈاکٹر عافیہ تک سفارتی رسائی کی درخواست دے دی جبکہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بہن ڈاکٹر فوزیہ نے کراچی میں انسانی حقوق کمشن کے چیئرمین اقبال حیدر کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ میری بہن پر دہشت گردی کے الزامات غلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایف بی آئی نے عافیہ کے ایک بچے کا حوالہ دیا ہے، دوسرے دو کا نہیں بتایا۔ اس موقع پر ڈاکٹر فوزیہ مسلسل روتی رہیں۔

ڈاکٹر فوزیہ صدیقی نے کہا کہ امریکی حکام پانچ سال سے عافیہ پر الزامات ثابت نہیں کر سکے تو اب ایک ہفتہ کے اندر کیسے ثابت کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر عافیہ کے ساتھ نہایت انسانیت سوز مظالم کئے گئے۔ اب اسے نیویارک منتقل کر دیا گیا ہے۔ میری بہن کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ ایک پاکستانی اور مسلم خاتون ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر کے مسلمان اور پاکستان کی حکومت ڈاکٹر عافیہ کی بچے سمیت رہائی کے لئے آواز بلند کریں۔

ڈاکٹر فوزیہ نے کہا کہ مجھے فون پر مسلسل دھمکیاں دی جارہی ہیں اور اسلام آباد میں دائر مقدمہ واپس لینے کے لئے ہراساں کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے سارے خاندان کو نامعلوم افراد کی جانب سے مارنے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ ڈاکٹر فوزیہ نے کہا کہ عافیہ کو 2003ء میں کراچی سے راولپنڈی جاتے ہوئے ایئرپورٹ سے اغواء کیا گیا۔ بعد ازاں پاکستان کے حکام نے اپنی ہی ایک شہری خاتون کو امریکی ایجنسیوں کے حوالے کر دیا۔

انہوں نے کہا کہ تشدد کے باعث عافیہ کی ذہنی اور جسمانی حالت انتہائی خراب ہو چکی ہے۔ ہمیں امریکی عدالت سے انصاف کی توقع نہیں۔ ہمیں اور وکیل کو ڈاکٹر عافیہ تک رسائی دی جائے اور ڈاکٹر عافیہ اور اس کے بچوں کی رہائی

فوری طور پر ممکن بنائی جائے۔

اقبال حیدر نے کہا کہ عافیہ صدیقی کے خلاف چارج شیٹ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس معاملے پر انٹر نیشنل ٹربیونل قائم کیا جائے۔ بد قسمتی سے ہمارے ملک کے حکمرانوں نے چند ڈالروں کے عوض اپنے ہی شہریوں کو فروخت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم عالمی سطح پر امریکی ظلم کے خلاف مہم چلائیں گے۔

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ اور اس کے بچوں کی غیر قانونی حراست کے بارے میں اقوام متحدہ اور دوسری انسانی حقوق کی تنظیمیں تحقیقات کریں۔ امریکہ اور نیٹو خطرناک جنگی مجرم ہیں۔ پوری دنیا کو ان کے خلاف عالمی عدالت یا انسانی نسل کشی کے قوانین کی عدالتوں میں آواز بلند کرنی چاہئے۔

ڈیفنس آف ہیومن رائٹس کے چیف کو آرڈینیٹر خالد خواجہ نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو 30 مارچ 2003ء کو پاکستانی حکومت نے اغواء کیا تھا۔ ان کے گھر والوں کے احتجاج کرنے پر ان کو گھر میں نظر بند کر دیا تھا پھر اسے امریکہ کے حوالے کر دیا گیا۔ جبکہ اب برطانوی صحافی کی پاکستان میں آکر پریس کانفرنس کے دوران گوانتاناموبے جیل میں قیدی نمبر 650 کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا تو حکومت نے اس بارے میں مثبت ایکشن نہیں لیا جبکہ یہ ہماری قوم کی غیرت کا معاملہ ہے۔ قوم کو بتایا جائے کہ حکومت نے قوم کی غیرت امریکہ کو بیچنے کے کتنے پیسے لئے ہیں۔ عافیہ صدیقی کے کیس کے معاملے میں جلد ہی اسلام آباد میں تحریک چلائیں گے۔

امریکی حکام نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کو غزنی میں گورنر کی رہائش گاہ کے احاطے سے افغان پولیس نے گرفتار کیا تھا اور افغان پولیس کو عافیہ صدیقی کے قبضے سے شیشے کے مرتبانوں اور بوتلوں میں سے کچھ دستاویزات ملی تھیں جن میں بم بنانے کے طریقے درج تھے۔

ادھر امریکی اٹارنی جنرل مائیکل گارشیا نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ 17 جولائی کو ڈاکٹر صدیقی کے ہینڈ بیگ سے مشتبہ دستاویزات اور بم بنانے کی تراکیب بر آمد کی گئیں اور بعض ایسا مواد بھی بر آمد کیا گیا جو کیمیکل کے زمرے میں آتا ہے اور نیو یارک سمیت امریکہ کی اہم عمارتوں کے نقشے بھی موجود تھے۔ ایف بی آئی نے چھتیس سالہ عافیہ صدیقی پر اقدامِ قتل کے جرم میں مقدمہ درج کر کے گرفتار کیا۔ جرم ثابت ہونے پر انہیں بیس سال کی سزا ہو سکتی ہے۔

دریں اثناء امریکی حراست میں موجود پاکستانی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو گزشتہ روز امریکہ کی عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ ایف بی آئی کے سپیشل ایجنٹ کی چارج شیٹ امریکہ بنام عافیہ صدیقی کے عنوان سے نیو یارک کی سر ان ڈسٹرکٹ میں دائر کی گئی ہے جس پر الزام لگایا گیا ہے کہ 18 جولائی 2008ء کو عافیہ نے دانستہ طور پر خطرناک مہلک ہتھیار استعمال کیا۔ امریکیوں کو گالیاں دیں اور سپیشل ایجنٹوں پر فائرنگ کی۔ اس دوران وہ اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتی رہیں۔

دوسری جانب پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان محمد صادق نے کہا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ امریکی تحویل میں ہے اور حکومت امریکی تحویل میں تمام قیدیوں کی بحفاظت وطن واپسی کے لئے سنجیدہ کوششیں کر رہی ہے۔

وائٹ شوگر سے بلیک واٹر تک

پاکستان میں وائٹ شوگر نایاب ہے ہر دوکان پر سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد حکومتی دباؤ کی وجہ سے بورڈ آویزاں کر دیئے گئے کہ وائٹ شوگر دستیاب ہے مگر جب بھی کوئی گاہک دکاندار سے اپنی ضرورت کے مطابق طلب کرتا ہے تو دوکاندار جواب میں صرف ایک کلو وائٹ شوگر فراہم کرنے پر رضامندی ظاہر کرتا ہے کیونکہ گورنمنٹ نے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق وائٹ شوگر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا جس پر مارکیٹ سے وائٹ شوگر بلیکیوں نے نایاب کر دی اب جو حکومت کے ہاتھ لگتی ہے وہ عام پرچوں کے دوکانوں پر فروخت کے لیے بھیج دی جاتی ہے۔

سپریم کورٹ یہ جانتے ہوئے کہ شوگر مل مالکان بعض حکومتی شخصیات ہیں مگر عوام کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ صادر فرمادیا گیا مگر کچھ لوگوں کو یہ ہضم نہ ہوا اور ہائی کورٹ کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا مگر سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے پر یہ لوگ مجبور ہوگئے اور وائٹ شوگر کو فیصلے کی روشنی میں فروخت کرنے کے اقدامات کر لیے گئے ان تمام اقدامات کے باوجود وائٹ شوگر نایاب ہوگئی اور اس معاملے میں حکومت بے بس ہوگئی پس حکومتی غبارے سے ہوا اس وقت نکل گئی جب ملک کے بیشتر حصوں میں وائٹ شوگر تین گنا قیمتوں میں فروخت ہونا شروع ہوگئی۔ یہ تو حال ہے وائٹ شوگر کا مگر وائٹ ہاؤس کے حکم پر پاکستان میں بلیک واٹر نامی ایک اور چیز نمودار ہوگئی جو وائٹ شوگر کے بحران سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئی وائٹ شوگر کے استعمال نہ کرنے سے آدمی کم از کم زندہ رہ سکتا ہے مگر بلیک واٹر کی گولی کھانے کے بعد زندگی کا ناطہ جسم سے ٹوٹ جاتا ہے یہ وہ خطرناک بلا ہے جو ہر اُس پاکستانی مسلمان کو نگلنے آئی ہے جو ملکی مفادات کی بات کرے گا۔ شاید وائٹ شوگر بھی وائٹ ہاؤس کے حکم پر نایاب کر دی گئی تاکہ پاکستانیوں کے جسم میں شوگر لیول ڈاؤن ہو جائے

اور یہ لوگ شوگر مانگنے پر مجبور ہو جائیں جس طرح شوگر کے نہ استعمال کرنے سے انسان کا جسمانی توازن بگڑ جاتا ہے اور آخر کار اسے منوں مٹی تلے دفن ہونے پر مجبور کر دیتا ہے ٹھیک اسی طرح وائٹ ہاؤس نے بلیک واٹر کو پاکستانی وجود کا نظام درہم برہم کرنے کے لیے بھیج رکھا ہے تا کہ بلیک واٹر پاکستانیوں کے سرخ خون کو بلیک کر کے اپنے مفادات کی تکمیل کروا سکے جس طرح حال میں ایک پاکستانی ریٹائرڈ کیپٹن جعفر زیدی کے خون کو اپنے کالے کرتوتوں کی وجہ سے کالا کر کے اس کے کالے کرتوتوں سے فائدہ اٹھا کر ایس ایس جی کے ریٹائرڈ کمانڈو کو بلیک ڈالر کے ذریعے خرید کر ایمان فروشی وطن فروشی پر آمادہ کر کے اپنے ہی ہم وطنوں کے خون میں ہاتھ رنگنے پر تیار کر کے بلیک واٹر آرمی بھی بھرتی کر لیا اسی غدار کیپٹن کے ذریعے اس بلیک واٹر نے اپنے زرخرید غلاموں کو حکومت کی ناک کے نیچے سہالہ ٹریننگ سنٹر میں تربیت دے کر وحشی درندے بنا کر پاکستانیوں کا خون چوسنے کے لیے چھوڑ دیا تا کہ ان کے ذریعے وارداتیں کروا کر خود کو محفوظ کر سکیں ان زرخرید غلاموں میں اگر دوران واردات کوئی پکڑا بھی جائے تو پاکستان میں برسرپیکار دوسرے تنظیموں کا نام آئے اور حکومت ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی عمل میں لائے۔ میڈیا کے ذریعے اس کا پرچار کرے اور عوام میں خوف وہراس کے ساتھ ساتھ نفرت پیدا ہو جائے جسے یہ ایک وقت اپنے مفادات میں کیش کروا سکے۔ موجودہ وقت میں بلیک واٹر والوں کی چاندی ہے کیونکہ ملک کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جن کے سر پر بلیک واٹر اپنی تمام وارداتیں باآسانی تھوپ سکتا ہے انہیں حالات سے فائدہ اٹھا کر بلیک واٹر پاکستان کو غیر مستحکم کرنے میں موثر ثابت ہو رہا ہے ان کو ہر سہولت بہم پہنچانے کے لیے امریکہ ہر سطح پر دھونس دباؤ ڈال رہا ہے حال ہی میں ہونے والے واقعات کی کڑیاں بلیک واٹر سے ملانے کی بجائے دوسروں کے سر تھوپ کر قوم سے سخت زیادتی کی جا رہی ہے بلیک واٹر نے ڈاکٹر عبد القدیر خان کے گھر کے ساتھ دو گھر کرائے پر حاصل کر رکھے ہیں جن کا کیا مطلب ہے ظاہر بات ہے کہ ڈاکٹر قدیر کی جان خطرے میں ہے جس کا ابھی تک کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ دوسرے واقعہ کے مطابق اسلام آباد پولیس نے ناکے پر ایک مبینہ کار روک کر تلاشی لی تو اس میں خطرناک جدید اسلحہ برآمد ہوا جس کا کوئی اجازت نامہ بھی پیش نہ کیا گیا کار سواروں نے اپنا تعارف بلیک واٹر کے طور پر کروایا جس پر پولیس

ان کو متعلقہ تھانہ لے گئی اس کی خبر جب امریکی سفارت خانے کو ہوئی تو وہاں سے انہوں نے اپنے ایک پاکستانی ریٹائرڈ کیپٹن کو تھانے روانہ کیا جس نے تھانے میں موجود ایس ایچ او کو نہایت غلیظ قسم کی گالیاں دی اور سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتے ہوئے ان بلیک واٹر کے گرگے کو اسلحہ سمیت چھڑا کر لے گیا تیسرے واقعہ کے مطابق ایک پاکستانی شہری علی محسن بخاری نامی ایک نوجوان کو اس لیے شدید زدو کوب کیا گیا کہ اُس نے اپنی کار بلیک واٹر کی کار سے آگے کھڑی کی۔

یہ وہ حالات وواقعات ہیں جو نہایت ہی خوفناک منظر پیش کر رہے ہیں خدا جانے آگے اس ملک کے عوام کو کیا کیا بھگتنا پڑے فعل حال تو ملک میں وائٹ شوگر غائب ہے اب نہ جانے کیا کیا غائب ہونے والا ہے ہمیں تو ڈر ہے کہ بلیک واٹر کے ذریعے امریکہ ہمارے ایٹمی ہتھیار ہی غائب نہ کر دے کیونکہ یہ بدنام زمانہ گرگے یہی مشن لے کر پاکستان میں وارد ہوئے ہیں آج تو وائٹ شوگر کے لیے دکانوں پر بورڈ آویزاں ہیں مگر کل کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ پاکستان کے ہر چوک چوراہے گلی محلے میں یہ بورڈ آویزاں ہوں کہ بلیک واٹر دستیاب ہیں آپ ایک طلب کریں دکاندار درجن فراہم کرنے پر اسرار کرے کیونکہ وائٹ ہاؤس نے پاکستان میں بلیک واٹر کی کثرت کی قسم کھا رکھی ہے گزشتہ دور میں پاکستان سے غائب ہونے والی چیزوں میں سرفہرست پاکستانی افراد ہیں جنہیں انہی سورماؤں نے غائب کر دیا ابھی پاکستان میں غائب ہونے کے لیے کئی چیزیں باقی ہیں مثال کے طور پر بجلی، پانی، گیس وغیرہ مگر سب سے پر اسرار چیز پاکستان کے ایٹمی ہتھیار ہے جسے اب غائب ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا کیونکہ بلیک واٹر کا جن بوتل سے باہر آگیا ہے اور اب یہ جن ملک میں موجود ہر چیز کو نگل رہا ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس جن کو قابو میں کرنے والوں کو حکومت خود ہی ختم کر رہی ہے جو اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

امریکہ بدمعاش تاریخی دہشت گرد

بلیک واٹر کی بنیاد کو سمجھنے کے لئے آپ کو امریکہ کے کچھ تاریخی مظالم پر نظر ڈالنا ہوگی تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ اصل دہشت گرد کون ہے؟ دہشت گردی کے خلاف جنگ اور القاعدہ کے قلع قمع کے ظاہری اہداف سے لے کر امریکہ نے نئے ہزاریے کے دوسرے سال ایک سے ایک ایسے طرز عمل کو اپنی شناخت بنا لیا جس نے اس کے جمہوری چہرے کے داغ اتنے نمایاں کر دیئے ہیں کہ اب یہ پہچاننا مشکل ہو گیا ہے کہ امریکہ واقعی جمہوریت کا پاسدار اور انسانی حقوق کا حامی ملک ہے یا کمیونسٹ نظام سے بھی زیادہ بے رحم نظام والی ایک انسانیت دشمن استبدادی قوت ہے۔ اس کا مزاج واقعی democratic ہے یا اس نے نئے imperialism کی شکل اختیار کر لی ہے؟ یہ سوال صرف ہمارے ہی ذہن میں پیدا نہیں ہو رہا ہے، بے شمار اہل فکر یہ سوال اٹھا رہے ہیں اور خود امریکی اور عالمی پریس میں تسلسل کے ساتھ یہ سوال اٹھ رہا ہے۔ وہ اقدامات جو اس سوال کی بنیاد بن رہے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

☆ قانون کی حکمرانی اور اصولوں کی بالادستی جمہوری معاشروں کا بنیادی وصف ہوتا ہے۔ اس کے برعکس استبدادی اور آمرانہ طرز حکومت میں حکمران کا قانون یا حکمران کی بالادستی نمایاں پہنچ ہوتی ہے۔ اس وقت صاف نظر آتا ہے کہ امریکی انتظامیہ نیو کنزرویٹو نظریات کے حامل متعصب حکمرانوں کے طے شدہ عزائم اور منصوبوں اور ایک خاص طرح کی انا sysematic selfishness کے تابع ہے۔

☆ قانون کی حکمرانی میں انسانی حقوق کا احترام کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جبر و استبداد کی فضا میں انسانی حقوق کی پروا نہیں کی جاتی۔ امریکی انتظامیہ کے اس وقت تک کے اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طے

شدہ اہداف کو حاصل کرنا اس کی ترجیحات میں سرفہرست ہے خواہ اس مہم میں انسانی حقوق کی فصل پوری اجڑ کر رہ جائے۔

☆ روس میں سٹالن کے انداز حکمرانی میں اختلاف رائے رکھنے والوں کی جبری جلاوطنی ایک مکروہ روایت تھی۔ فاشسٹ اور نازی پالیسیوں میں مخالفین کا اغوا ایک بدترین پالیسی رہی ہے۔ لاطینی امریکہ میں مخالفین کو ہمیشہ کے لیے غائب کر دینے کا ظالمانہ عمل جاری رہا ہے۔ اس وقت دہشت گردی کے نام پر امریکہ کہیں براہ راست اور کہیں اپنے زیر اثر حکومتوں کے تعاون سے ٹھیک انہی پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ اس کی خفیہ ایجنسیاں کہیں براہ راست اور کہیں بعض خاص ملکوں کی ایجنسیوں کی معاونت سے افراد کو اغوا بھی کر رہی ہیں، جبری طور پر جلاوطنی کی مثالیں بھی سامنے آ رہی ہیں اور ایسے افراد کے تذکرے بھی میڈیا سے چھن چھن کر سامنے آ رہے ہیں جو مدت سے لاپتہ ہیں۔ گویا ان کو غائب کر دیا گیا ہے۔

☆ دسمبر 2002ء میں واشنگٹن پوسٹ نے CIA کے ایک خفیہ پروگرام سے پردہ ہٹایا جس کے مطابق مشتبہ افراد کو دوسری معاون اور دوست حکومتوں کے حوالے کر دینے اور محض شبے کی بنیاد پر گرفت میں لینے کے لیے نامزد افراد کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے عمل کو وسعت دے دی گئی ہے۔

☆ مشہور اخبار Guardian نے اپنی 19 مارچ 2005ء کی اشاعت میں اطلاع دی کہ اس پروگرام کے مطابق مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے ملزم اور مشتبہ افراد جو امریکی سیکیورٹی ایجنسیوں کی تحویل میں آتے ہیں انہیں شام ازبکستان پاکستان، مصر، اردن، سعودی عرب اور مراکش جیسی حکومتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جہاں ان کو سخت اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے یا ان سے حد درجہ برا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اس گروہ کے مظلوم انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو اس طرح غائب کر دیئے گئے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان کو

زمین نگل گئی یا آسمان اچک کر لے گیا ہے۔

☆ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے بعد قیدیوں کی قسموں کے بارے میں ڈکشنری میں کچھ نئی اصطلاحات کا اضافہ ہوا ہے۔ ایک ایسی ہی نئی اصطلاح بھوت قیدی Ghost detainees ہے۔ خود امریکی تفتیش کاروں کا انکشاف ہے کہ عراق میں CIA مسلسل ایسے لوگوں کو پکڑ کر لاتی ہے جن کی کوئی شناخت نہیں ہوتی یا پھر ان کی گرفتاری کی کوئی واضح وجہ نہیں ہوتی۔ ایسے قیدیوں کو بھوت قیدی کا نام دیا گیا ہے۔

☆ میجر جنرل انٹونیو ٹگوبا نے عراق کی بدنام جیل ابو غریب کے قیدیوں سے بدسلوکی کے بارے میں اپنی رپورٹ میں انہی ghost detainess کے بارے میں بتایا کہ ریڈ کراس کی عالمی کمیٹی کی طرف سے جیل کے ایک سروے کے دوران میں 320 ویں ایم پی بٹالین سے تعلق رکھنے والے امریکی فوجی آرمی کے قواعد سے انحراف کرتے ہوئے ریڈ کراس کمیٹی کے نمائندوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے کے لیے ایسے قیدیوں کو اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر گھماتے چھپاتے رہے۔ یہ عالمی قانون کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

☆ انسانی حقوق کی نگرانی کے ادارے human rights watch نے اکتوبر 2004ء میں ان افراد کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کی جو پاکستان انڈونیشیا تھائی لینڈ مراکش اور خلیج کے کچھ ملکوں سے حراست میں لے کر امریکہ کے حوالے کیے گئے وہ افراد یا تو سرے سے غائب ہو گئے یا طویل مدت کے بعد ان کے زیر حراست ہونے کو ظاہر کیا گیا۔

☆ نیویارک ٹائمز کے 14 فروری 2005ء کے شمارے میں jan mayer کی ایک رپورٹ شائع ہوئی۔ اس میں ایسے افراد کا ذکر آیا ہے جو یورپ افریقہ ایشیا اور مشرق وسطیٰ سے امریکی ایجنسیوں کے نقاب پوش

ایجنٹوں نے جبراً اغوا کیے۔ انہیں زبردستی جہازوں میں سوار کیا گیا اور ایسی جگہوں کی طرف لے جایا گیا جہاں ان کا وجود ہی مٹا دیا گیا۔

☆ اخباری محقق ایڈریان لیوی Adrian levy اور کیتھی سکاٹ کلارک cathy scort clark نے امریکہ اور برطانیہ کے فوجی ذرائع کے حوالے سے لکھا کہ بھوت قیدیوں کی تعداد دس ہزار سے بھی متجاوز ہے۔ ان میں سے بہت سے قیدیوں کی لرزہ خیز کہانی سامنے آئی ہے کہ وہ پکڑے گئے پھر کسی تیسرے ملک کے حوالے کر دیئے گئے جہاں ان پر تحقیق و تفتیش کے نام پر اور اقبال جرم کرانے کے لیے ایسے مظالم ڈھائے گئے جو ناقابل بیان ہیں۔

☆ قانونی ماہرین ایسی سپردگی اور حوالگی rendition کو امریکی کانگرس کے اپنے 1998ء کے پاس کیے ہوئے قانون کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں جس کی رو سے کسی شخص کو کسی ایسے ملک کے حوالے کرنا ممنوع ٹھہرایا گیا تھا جہاں اس شخص کو تشدد اور اذیت سے گزارے جانے کا احتمال ہو۔ چوتھے جنیوا کنونشن کا آرٹیکل 49 بھی ابھی اس عمل کو ممنوع غیر قانونی اور غیر انسانی قرار دیتا ہے کہ کسی ایک فرد یا کسی گروہ کو مقبوضہ علاقوں سے پکڑ کر باہر دھکیل دیا جائے یا کسی دوسرے ملک کے حوالے کر دیا جائے۔

☆ قانونی چھان پھٹک سے بچنے کے لیے امریکی انتظامیہ نے سینکڑوں مشتبہ افراد کو مختلف مقامات سے خود گرفتار کر کے ان کو پکڑنے والے دوسرے ملکوں سے اپنی تحویل میں لے کر کیوبا میں گوانتانا موبے Guantanamo bay کے پنجروں میں ڈال دیا۔ اس طرح معقول اور مہذب انداز کی قانونی کارروائی سے گریز کی راہ نکال لی گئی ہے تاکہ کہا جا سکے کہ اس جزیرے میں امریکی قانون لاگو ہی نہیں ہوتا۔ تین چار سال تک تو ان لوگوں کو کسی طرح کی قانونی چارہ جوئی کے حق سے محروم رکھا گیا۔ جون 2004ء میں

امریکی سپریم کورٹ نے ایسے قیدیوں کو امریکی عدالتوں سے رجوع کا حق دیا۔ لیکن وہاں محبوس تمام قیدی بے شمار مجبوریوں کے باعث اس حق سے فائدہ اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

☆ ان قیدیوں کو ذہنی اذیت دینے کے لیے ایسے ایسے غیر انسانی حربے استعمال کیے جاتے ہیں جو امریکہ کے جمہوری دعوؤں کو بالکل بودا ثابت کرتے ہیں۔ گوانتاناموبے سے جنوری 2005ء میں رہا ہو کر آنے اور پھر تین چار ماہ تک اپنے ملک کی جیلوں میں رہ کر اپریل کے وسط میں آزاد ہونے والے کویتی ناصر المطیری کا کہنا ہے کہ کیوبا کے اس عقوبت خانے میں ایک نئے انداز کی جنگ جاری ہے۔ یہ نفسیاتی جنگ ہے۔ تھوڑی مقدار میں کھانا دیا جاتا ہے جس سے سب قیدیوں کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اگر دیا بھی جاتا ہے تو اس طرح سامنے پھینکا جاتا ہے جیسے کتوں کے آگے ڈالا جاتا ہو۔

بوسٹن boston کی امریکی ڈسٹرکٹ کورٹ میں بش انتظامیہ کے خلاف ایک مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔

رائٹر کے حوالے سے گلف نیوز نے 15 اپریل 2005ء کی اشاعت میں اس کی تفصیل درج کی ہے کہ گوانتاناموبے میں بوسنیا سے تعلق رکھنے والے ایک قیدی کو جیل کے کارندوں نے اس بری طرح جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا کہ اس کا چہرہ مفلوج ہو گیا۔ اس کا سر اور منہ پکڑ کر ٹائلٹ کے کموڈ میں گھسایا جاتا اور پھر فلش چلا دیا جاتا۔ باغیچے کو پانی دینے والا پلاسٹک کا نل اس کے منہ میں ٹھونس کر پوری قوت سے پانی کھول دیا جاتا۔

جنسی تشدد ایک جنگی حربہ:

اگر دنیا ان پر تشدد اور ظالمانہ کارروائیوں کی تصاویر کو دیکھ کر پریشان تھی جو کہ ابو غریب اور گوانتانا موبے کے قیدیوں پر امریکی فوج کے مظالم کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ تو پھر دنیا ان تصاویر کو دیکھ کر کیا رد عمل دے گی۔ مثلاً ایک قیدی خاتون جس کے ہاتھ سر کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں اور گن اس کے سر کے ساتھ لگائی ہو اور تین امریکی فوجی اس کے ساتھ تشدد کر رہے ہوں جب یہ سوال اٹھایا گیا کہ امریکی فوج جنگ کی ان تصاویر کو کیوں چھاپتی ہے تو پینٹا گون کے سرکاری افسر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر لوگ اس قسم کی تصاویر دیکھیں گے تو پھر کبھی دوبارہ جنگ نہیں ہو گی۔

کسی بھی ضمیر رکھنے والے شخص کو دنیا کو ان مظالم سے آگاہ کرنا چاہیے جو کہ جنگ کے نام پر بڑے پیمانے پر خواتین کے ساتھ جاری ہیں۔ کیونکہ دنیا میں تمام لوگوں کو انٹرنیٹ تک رسائی حاصل نہیں۔ یہاں تک کہ امریکی کانگریس اور سینٹ کے لوگ جنہوں نے اسی طرح کی سینکڑوں تصاویر دیکھیں اور انہیں قابل مذمت کہا انہوں نے بھی اس کے لیے کچھ نہیں کیا۔

امریکہ کی کچھ خواتین کی حامی تنظیمیں وہ کام کر رہی ہیں جو کہ امریکہ کا میڈیا نہیں کر رہا۔ یہ اپنی ویب سائٹس پر نہ صرف امریکہ بلکہ تمام دنیا میں تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کے بارے میں تازہ ترین رپورٹس اور معلومات فراہم کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ان خواتین کے بارے میں بھی معلومات فراہم کر رہی ہیں جنہیں پولیس اور دیگر ملکی اتھارٹی کی جانب سے ہراساں کیا جاتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ امریکہ کا میڈیا بش انتظامیہ کے اشتہارات پر انحصار کرتا ہے اس لیے وہ ان مسائل کو سامنے نہیں لاتا۔ ایک سوال جو کہ بہت سی خواتین کو پریشان کرتا ہے کہ کیوں مرد غیر ضروری طور پر عورتوں خصوصاً بیویوں پر تشدد کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نرم اور مہربان ہوتے ہوئے بھی اپنی بات منوا سکتے ہیں۔ تو اس کا

جواب یہ ہے کہ کچھ مردوں کی ان کے بچپن اور جوانی میں بہتر طریقے سے پرورش نہیں کی گئی ہوتی جس کی وجہ سے وہ غلط طریقے سے تشدد کو اپنا لیتے ہیں۔ امریکی فوج کے افغانستان اور عراق میں مظالم بھی اسی کا شاخسانہ ہے۔

جنسی تشدد کی وضاحت:

بش کی انتظامیہ نے امریکی فوج کو اجازت دی تھی کہ وہ عراق میں کسی بھی غلط کام کو روکنے کے لیے وہاں کے قانون کا استعمال کر سکتے ہیں۔ اس اجازت نے امریکی فوجیوں کو لوٹ مار، تشدد ہر قسم کے غیر انسانی فعل کو سر انجام دینے کا کھلا موقع دے دیا اور بہت سے فوجیوں نے ایسا ہی کیا۔ آج تک عراق میں سرکاری طور پر جنسی تشدد کے بہت کم واقعات اس لیے سامنے آئے کیونکہ وہاں کے تشدد کا شکار ہونے والے گھرانے عراق کے قدامت پسند معاشرے کی وجہ سے یہ نہیں چاہتے کہ کسی اور کو بھی اس بارے میں معلوم ہو۔ لیکن تازہ ترین اور سب سے گھٹیا اور مکروہ واقعہ جو سامنے آیا ہے وہ یہ تھا کہ چار امریکی فوجیوں نے 14 سالہ بچی کو درندگی کا نشانہ بنایا اور مار ڈالا اور اس کے والدین اور 5 سالہ بہن کو بھی مار دیا اور پھر تشدد کا شکار ہونے والی لڑکی اور اس کے گھر والوں کو آگ لگا دی تا کہ وہ اپنا گھٹیا جرم چھپا سکیں اور یہ واقعہ بدلے کے طور پر دو امریکی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد منظر عام پر آیا۔ اس واقعہ نے تمام عراقیوں کے ساتھ ساتھ مسلم دنیا کو بھڑکا دیا۔ جنسی تشدد اور دیگر ظالمانہ کارروائیاں امریکی فوجیوں کے لیے معمول ہے بلکہ گوانتاناموبے اور ابوغریب وغیرہ میں ان جرائم کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ امریکی انتظامیہ کے اس کیس کو سنجیدہ طور پر حل کرنے کی ایک وجہ بین الاقوامی طور پر ان کی بدنامی تھی۔ دوسری جانب ان امریکی فوجیوں نے وہ مکروہ کام فوراً نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ کارروائی کرنے سے ایک ہفتہ قبل اس گھرانے کی سرگرمیوں پر نظر رکھی ہوئی تھی۔

تشدد امریکی وطیرہ:

تفتیشی صحافی بوراڈیوس لکھتا ہے کہ یہ دیکھنا اور جاننا بہت تکلیف دہ ہے کہ آپ نہ صرف تشدد بلکہ جوانوں کو مرتا بھی دیکھ رہے ہیں، جیلوں کے محافظ قیدیوں پر برقی راڈ، بندوقیں اور کتے لیے کھڑے ہوتے ہیں، ان کو گالیاں دیتے ہیں اور انہیں زمین پر رینگنے کو کہتے ہیں اور اگر کوئی قیدی ایسا کرنے میں وقت لے تو اسے دھکا دے کر نیچے گراتے ہیں اور ٹھوکریں مارتے ہیں ایک قیدی بہت زور سے چیخا جب اس کی پنڈلی پر کتے نے کاٹا ایک اور کا ٹخنہ ٹوٹا ہوا تھا اسے بجلی کے کرنٹ سے تکلیف پہنچائی جاتی اور ان کی یہ توہین لحہ بہ لحہ کیمرے کے ذریعے عکس بند کی جاتی۔ گوانتانامو اور ابوغریب کی جیل کے مناظر عراقی قیدیوں کے خلاف تشدد میں بھی نظر آئے ہیں جنہیں کسی میدان جنگ سے نہیں پکڑا گیا بلکہ وہ امریکی شہری ہیں اور یہ مناظر ٹیکساس کی جیل کے ہیں یہ امریکہ میں قیدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی چند ایک مثالیں ہیں جو ہم سامنے لائے ہماری معلومات افواہوں اور شکوک پر مبنی نہیں یہ ٹھوس شواہد پر مبنی ہیں خاص طور پر وہ فلمیں جو امریکہ سے اکٹھی کی گئیں۔ یہ ثبوت سراغ رساں کے پاس کیسے آئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امریکہ میں جیل محافظ اس کے پابند ہیں کہ وہ تشدد کی ہر شکل پر واقعے کو عکس بند کریں اس کا مقصد یہ تھا کہ تفتیش کا عمل شفاف ہو اور حد سے زیادہ طاقت قیدیوں کے خلاف استعمال نہ ہو مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ یہ فلمیں ان سے چھپائی جاتی ہیں جنہیں یہ دیکھنی چاہیے۔ تشدد اور امریکہ کے نام سے مارچ 2006ء میں بی بی سی نے چار ماہ کی تفتیش پر مبنی یہ فلم پیش کی جو بدقسمتی سے پاکستان نہ لائی جاسکی۔

کرائے کے سپاہی:

ایک زمانہ تھا جب دنیا بھر میں فوجیں قوموں کی محافظ ہوا کرتی تھیں جس کی وجہ سے انہیں نفع ونقصان کی دنیا سے علیحدہ رکھا جاتا تھا وہ اس پیشہ وارانہ تشخص پر فخر محسوس کیا کرتی تھیں اور طے شدہ اصولوں کے مطابق جنگ امن

اور جنگی قیدیوں کے ساتھ رویہ اختیار کرتی تھیں مگر آج پرائیویٹ فوج منظر عام پر آچکی ہے خاص طور پر امریکہ میں جو روایتی فوج کی طاقت اور وفاداری کے لیے ایک خطرہ ہے۔ مگر امریکی فوج اس سلسلے میں پرائیویٹ کمپنیوں کی بہت زیادہ حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ نتیجتاً امریکہ میں پبلک سروس کی طرح فوج بھی سکڑ رہی ہے بہت سارے ایسے فرائض جو ماضی میں فوج نبھایا کرتی تھی پرائیویٹ اداروں کے ذمہ لگا دیئے گئے ہیں۔ ذاتی فوجوں کے اس کاروبار نے مقابلے کی فضا پیدا کر دی ہے یہ صرف امریکی فوج ہی کے لیے کام نہیں کرتیں بلکہ انہیں کرائے پر بھی دیا جا سکتا ہے۔ امریکی فوجوں کی بھی پرائیویٹائزیشن شروع ہو گئی۔ پینٹا گون کا دعویٰ ہے کہ اس سے ٹیکس ادا کرنے والوں کی رقم بچ جاتی ہے اگر ایسا ہے تو امریکہ کا دفاعی بجٹ 300 بلین ڈالر سالانہ کیسے ہوا اور اگر یہ درست بھی تھا تو یہ ایک رسکی قدم ہے کیونکہ ان لڑنے والوں پر کنٹرول بہت کم ہے اور وہ اپنے کاموں کے بارے میں جوابدہ بھی نہیں ہیں جبکہ ان کے متعلق نظم و ضبط کے مسائل، غیر موثر ہونے اور بھرتی کیے ہوئے اور کرائے کے فوجیوں میں رابطے کی کمی جیسی شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ مگر ایسے لوگوں کو ہائر کرانا امریکی فوج کے مفاد میں ہے کیونکہ کسی بھی گڑبڑ کے نتیجے میں وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ اس کا انہوں نے حکم نہیں دیا تھا۔ برطانوی اور امریکی اسے پارلیمنٹ کی چھان بین سے بچنے کے لیے اپنا رہے ہیں جبکہ یہ خارجہ پالیسی کا بھی حصہ بنتی جا رہی ہے فوجیں ابھی بھی بہت ساری ذمہ داریوں سے بری الذمہ نہیں ہو پائیں انہیں ابھی بھی ٹارچر اور انسانی حقوق کے خلاف ظلم کے لیے بھرتی کیا جا رہا ہے۔ پچھلی تین دہائیوں میں امریکہ نے اپنی فوج نصف کر لی ہے مگر حقیقتاً صرف بھرتی کرنے کے اصولوں میں تبدیلی ہوئی ہے عراق جنگ کے دوران امریکی فوجوں میں کمی کی بھی یہی وجہ ہے۔ امریکی فوج اس پرائیویٹ سروس کارپوریشن کو بہت زیادہ استعمال کر رہی ہے۔ اسے افریقی گروہوں کو تربیت کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جا رہا ہے اسی طرح سنگاپور، کولمبیا، فلپائن، جارجیا، مغربی کوریا، نائیجیریا، تائیوان، یوکرائن، بوسنیا، جاپان اور بہت سے دوسرے ممالک میں پرائیویٹ کنٹریکٹر بھرتی کیے جا رہے ہیں امریکی فوج کی سب سے مختصر برانچ جس کی خدمات کرائے پر لی جاتی ہیں آرمی اور فضائیہ ہے۔ شہریوں کے ساتھ فوجی کارکنوں کی تبدیلی، روزگار میں اضافہ کا تاثر دیتی ہے جو کہ مختلف

ریاستوں میں منتخب افسران کے لیے فائدہ مند ہے یہی وجہ ہے کہ وہ وفاقی دفاعی بجٹ میں اضافہ کے حق میں ہے جس کا دوسرا مطلب اضلاع میں وفاقی رقوم کا بڑھانا ہے۔ دنیا بھر میں سپاہی شہری ملازم ہوتے ہیں یا ان کا تعلق براہ راست حکومت سے ہوتا ہے مگر امریکہ میں فوج مختلف پرائیویٹ کمپنیوں کو کنٹریکٹ پر رکھتی ہے جو کہ بالکل نیا ہے۔ یہ قانون تکلیف دہ ہے کہ نہ تو وہ فوجی ہوتے ہیں اور نہ ہی فوج کے عام ملازم انہیں نہ ہی عام فوجیوں کی طرح کوئی حکم دیا جا سکتا ہے اور مزید برآں کہ وہ فوج کے لیے کام کرنے کی بجائے پرائیویٹ کمپنیوں کے لیے کام کرتے ہیں جن کا مقصد قوم کے دفاع کے بجائے پیسے کمانا ہوتا ہے۔ اس طرح کی 35 کمپنیاں 100 ملین ڈالر کی مارکیٹ میں شراکت دار ہیں جس کے اگلے پانچ سالوں میں دگنا ہونے کے امکانات ہیں ان میں اسلحہ بنانے والے بھی شامل ہیں۔ امریکہ کے بین الاقوامی عام معافی کے ڈائریکٹر نے وضاحت کی ہے کہ امریکہ ایسا آزاد خطہ قائم کر رہا ہے جہاں قانون توڑنے کے مرتکب افراد کسی کے سامنے جوابدہ نہ ہوں گے۔ حقیقتاً وہ بڑی پرائیویٹ کمپنیوں پر ابو غریب جیل میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے الزامات ہیں ان میں سے ایک معاہدہ تقریباً 300 ملین ڈالر ہے۔

فدائیوں کی تربیت گاہ:۔

ڈبلیوری گٹمین ”فدائیوں کی سیاست“ میں لکھتے ہیں امریکی آرمی کا خون ریز تحفہ سکول آف امریکن ہے، جہاں روایتی ہتھکنڈے الیکشن، تشہیری مہمیں قومی ریفرنڈم ناکام ہو جائے سکول آف امریکن (SOA) مدد کرتا ہے یہ ایک ماڈل ادارہ ہے اس میں پڑھانے والے اور طالب علم لاطینی امریکہ کی کریم پر مشتمل ہیں نصاب باغیانہ لڑائیوں ملٹری انٹیلی جنس تکنیک، پیادہ اور کمانڈو مشقوں پروپیگنڈا اور جنگل آپریشن وغیرہ پر مشتمل ہے۔ مگر لاطینی امریکی فوجیوں کو SOA میں اپنے ممالک کی سرحدوں کو بیرونی قبضہ سے بچاؤ کے لیے نہیں تیار کیا جاتا بلکہ ان کا مقصد اپنے لوگوں کے خلاف لڑنا ہے سچائی کو ختم کرنا، مشترکہ خوابوں کو خاک میں ملانا عموں کی آوازوں کو دبانا اور احتجاج کرنے والوں کو اطاعت شعاروں

میں بدلنا ہے۔ ایس او اے جس کا سالانہ بجٹ چالیس ملین ڈالر ہے اس ساری تنقید کو یہ کہتے ہوئے رد کرتا ہے کہ اگر فارغ التحصیل افراد کا کوئی گروہ غلط قسم کی کارروائیوں میں مشغول ہو تو اس میں سکول کا کوئی قصور نہیں۔ 1993ء سے جوزف کینڈی دوئم کے زیر اثر امریکیوں کا ایک گروہ اس سکول کو بند کروانے کے لیے کوشاں ہے کینڈی کے مطابق ایس او اے سے فارغ التحصیل ڈکٹیٹر اور فوجی بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی میں مشغول ہیں اس کا خرچہ ملین ڈالرز ہے اور یہ ظالم اور غاصب حکمران کے طور پر ہماری شناخت کروا رہا ہے تاہم وہ ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے۔ اسے فدائیوں کے سکول کے طور پر بھی یاد کیا جاتا ہے اس کی بنیادی نظر لاطینی امریکہ کے ممالک پر تھی جو قدرتی دولت سے مالا مال ہیں۔ اس کا سب سے سنگین جرم بے یارومددگار گلی میں پلنے والے بچوں کو مارنا تھا جو لیو سیگن، گواتے مالن فوج کا سربراہ تھا اس کے ذمے دس لاکھ افراد کی گمشدگی ہے جن میں سے بہت سارے بے گھر خوفزدہ اور اکیلے بچے تھے وہ بچوں کے مسئلہ کا حل ان کو مارنے میں ہی سمجھتا تھا۔ بی بی سی نے اس پر ایک ڈاکومنٹری بھی ریلیز کی۔ سکول آف امریکن 1946ء میں پانامہ کینال زون میں امریکی حکومت کے زیر سایہ قائم ہوا مگر 1977ء میں پانامہ کینال ٹریٹی کی شرائط کے مطابق اسے بند کر دیا گیا مگر جارجیا میں فوراً ہی اسے دوبارہ قائم کر دیا گیا۔ 1946ء میں یہ 60,000 افسروں اور کیڈٹس اور 300 فیکلٹی ممبران پر مشتمل تھا۔ ایس او اے کو سکول آف ڈکٹیٹر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ بعد میں بہت سے افراد امریکہ پلٹ ڈکٹیٹر بنے۔ برطانوی اخبار کے جارج موتوبائٹ کے مطابق SOA دہشت گردوں کا کیمپ ہے ان کا شکار نیویارک پر حملے، بمباری اور ایسے دوسرے حملوں میں مرنے والے افراد ہیں اس کے بہت سے طلباء اس براعظم کے انتہا پسند ظالم، قاتل، ڈکٹیٹر اور ملکی دہشت گرد ہیں۔ ایس او اے واچ گروپ نے سینکڑوں صفحات پر مشتمل دستاویز تیار کی ہے جس میں ایس او کے افراد کے ہاتھوں لاطینی امریکہ کی تباہ حالی کا ذکر ہے اس کا سربراہ فادر رائے برجیس ہے جو کہ ایک پادری ہے اور اس سکول کے خلاف احتجاج کی وجہ سے دو سال جیل میں گزارے ہیں ان کا کہنا ہے ایس او اے غریبوں سے چھینتا ہے اور امیروں کو مزید مستحکم کرتا ہے یہ سنجیدہ جنگی جرائم کے مرتکب افراد جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔ 1993ء میں اقوام متحدہ نے ان الفاظ کی تصدیق کی ہے۔ ایک دہائی سے

زیادہ عرصہ ہوا اس سکول کے خلاف ملک گیر احتجاج جاری ہے۔ حکومت نے اسے بند کروانے کا بھی حکم دیا تھا مگر یہ دوبارہ نئے نام کے ساتھ کھل گیا اور کاروبار دوبارہ جاری وساری ہے۔

قارئین اندازہ لگائیں کہ امریکی ایک ایسی فوج تیار کر رہا جو کہ انسان کو جانور سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ اس طرح کوئی مسلمانوں پر ظلم وستم جاری رکھنے کے لیے کئی ہتھکنڈے استعمال کرنے کی اجازت ہے نامعلوم خفیہ جیلوں میں ظلم جاری ہیں۔

سی آئی اے اور بلیک واٹر کی غیر قانونی سرگرمیاں

بلیک واٹر کے سرپرستوں میں امریکی خفیہ ایجنسیوں بالخصوص CIA اور FBI کے ارکان میں شامل ہیں۔ CIA کے ذریعے بلیک واٹر نے امریکا اور یورپ میں کئی مسلمانوں کو ٹھکانے لگایا ہے۔ نائن الیون کے بعد بلیک واٹر کا کام خوب چمکا اور ہر جگہ لوگوں نے بلیک واٹر کے افراد کو سکیورٹی کے لئے چنا امریکا کی آسمان کو چھوتی ہوئی بلڈنگ بشمول سرکاری وغیر سرکاری عمارات پر بلیک واٹر کے ہیلی کاپٹر مستعد کھڑے رہتے ہیں اور اب کسی بھی بلڈنگ کی تعمیر ہوتی ہے تو اس کی بالائی منزل پر ہیلی پیڈ ضرور بنتا ہے۔ CIA اور امریکی حکومت اپنے خاص مراعات استعمال کر کے بلیک واٹر کو ہزاروں ہیلی کاپٹر دے چکی ہے تاکہ بلیک واٹر کے کتے باآسانی زمین کے ساتھ ہواامیں بھی اڑتے پھرتے رہیں۔ بلیک واٹر کی گھٹیا تربیت اور انسانوں کے قاتل اور پکے نشانہ باز کی بازگشت یورپ تک بھی پہنچ چکی ہے۔ یورپ میں کئی مسلمانوں کو مشکوک سمجھ کر پکڑنے اور پھر امریکہ منتقل کا کام بلیک واٹر کے سپرد ہے۔ کیونکہ امریکا اپنی فوج کو بے دریغ کسی جگہ جھونکنے سے بہتر بلیک واٹر کرائے کے سپاہی مروانے میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔

اطالوی حکومت اپنے غیر یورپی اور مسلمان شہریوں کے اغوا اور اذیت رسانی کے خلاف باقاعدہ عدالتی تحقیقات کر رہی ہے اور یہ کارروائی تیسری دنیا کے کسی کمزور ملک کے کارندوں کے خلاف نہیں بلکہ سپر پاور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے بدنام زمانہ خفیہ ادارے ”سی آئی اے“ کے خلاف ہے۔ انہوں نے سی آئی اے کے 25 ایجنٹوں کے خلاف اطالوی قوانین کی خلاف ورزی کے مقدمات درج کر لیے ہیں اور اطالوی حکام عدالتی سماعت کے دوران جو حلفیہ بیانات دیتے ہیں، ان کے ذریعہ سی آئی اے کی غیر قانونی سرگرمیوں کی تفصیلات سامنے آ رہی ہیں۔ اٹلی کے شہر میلان میں گزشتہ ہفتے اطالوی ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ ایڈمرل جیان فرانکو بٹیلی کا بیان ریکارڈ کیا گیا جس کی تفصیلات امریکی اخبارات میں شائع

ہوئی ہیں۔

11 ستمبر 2001ء کے کچھ ہی عرصے کے بعد روم میں سی آئی اے کے اسٹیشن چیف ایڈمرل بٹیلی سے ملنے گئے اور پوچھا کہ کیا وہ مشتبہ دہشت گردوں کو اغوا کرنے اور ملک سے باہر لے جانے میں سی آئی اے کی مدد کریں گے لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کن لوگوں کو اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ ایک اور عہدیدار جنرل گستاوود پجنیرو کے بیان کے مطابق ایک برس کے بعد پھر فرمائش ہوئی۔ اس مرتبہ سی آئی اے والوں نے 10 افراد کی فہرست دکھائی۔ یہ تمام کے تمام مسلمان تھے جن پر آسٹریا، بلجیم، ہالینڈ اور اٹلی میں سی آئی اے نظر رکھے ہوئے تھی۔ جنرل پجنیرو نے بتایا کہ 2002ء میں سی آئی اے نے یہ پیشکش کی تھی کہ وہ اطالوی کمیونسٹ تنظیم ریڈ بریگیڈ کے ایک لیڈر کو جو جنوبی امریکہ میں چھپا ہوا تھا، اغوا کر کے اٹلی کے حوالے کر دیں گے اور اس کے عوض اٹلی انہیں مشتبہ مسلمانوں کو اغوا کر کے ملک سے باہر لے جانے میں تعاون کرے۔ اٹلی کے حکام نے تعاون سے انکار کر دیا کیونکہ وہ نہ تو کمیونسٹ لیڈر کو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے ملک لانا چاہتے تھے اور نہ ہی اپنے شہریوں کو خود اپنے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سی آئی اے کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔

جن لوگوں کو اغوا کیا جاتا ہے، انہیں بعد میں Rendition کے ذریعے کسی تیسرے ملک کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایسے ممالک ہوتے ہیں جہاں کوئی خاص قاعدہ قانون نہیں ہوتا۔ یہ ممالک انسانی حقوق کو پامال کرنے کے حوالے سے بدنام ہوتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ قاہرہ بھیجے گئے تھے۔ یورپی ممالک سے 4 افراد کو اغوا کیا گیا تھا، جو سویڈن، مقدونیہ اور اٹلی میں تھے جبکہ 6 افراد کو سفر کے دوران اغوا کیا گیا تھا۔ ان میں سے بعض پاکستان میں گرفتار ہوئے تھے اور اطالوی خفیہ ایجنسی کے بعض ایجنٹوں نے اس سلسلے میں تعاون کیا تھا۔

اغوا کا سب سے مشہور واقعہ حسن مصطفی کا تھا جسے فروری 2003ء میں میلان کی ایک سڑک سے اٹھایا گیا

تھا۔ اس شخص کا تعلق مصر سے تھا۔ اس کے غائب ہونے پر اطالوی حکام کا خیال تھا کہ وہ شاید عراق چلا گیا ہے تا کہ وہاں امریکی حملے کے خلاف مدافعتی تحریک میں حصہ لے سکے۔ سی آئی اے والوں نے روم میں ایک انٹیلی جنس بلیٹن جاری کیا جس کا مقصد دھوکا دینا تھا۔ بلیٹن میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ نصر کو خطہ بلقان میں دیکھا گیا ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ جب وہ میلان کی ایک مسجد میں نماز پڑھنے جا رہا تھا تو سی آئی اے کے ایجنٹوں نے اسے اٹھا کر ایک سفید وین میں ڈالا اور اپنے خصوصی طیارے کے ذریعے جرمنی میں Ramstein Air Base لے گئے، وہاں سے اسے قاہرہ بھیجا گیا۔ نصر کا دعویٰ ہے کہ اسے وہاں شدید اذیت پہنچائی گئی، مثال کے طور پر بجلی کے جھٹکے لگائے گئے اور جنسی بد سلوکی کی گئی۔

نصر کے ایک دوست جمال المنشاوی آسٹریا کے شہر گریز سے حج کے لیے مکہ جا رہے تھے جہاں اہلیہ ان کی منتظر تھیں لیکن وہ وہاں نہیں پہنچے۔ ان کے عمان (اردن) پہنچنے تک کا ریکارڈ تھا، انہیں وہاں سے اغوا کر کے مصر بھیجا گیا جہاں وہ دو برس قید رہے اور انہیں 2005ء میں رہا کیا گیا۔ ایک سوڈانی باشندے مسعد عمر بحری کو 12 جنوری 2003ء میں جب وہ سوڈان سے ویانا میں واقع گھر واپس جا رہے تھے، اردن کی سیکرٹ سروس نے ایئرپورٹ سے اٹھا لیا تھا۔ وہ 10 برس سے آسٹریا میں مقیم تھے۔ انہوں نے یورپی پارلیمنٹ کے لیے تحقیقات کرنے والوں کو بتایا کہ انہیں تین برس تک اردن میں رکھا گیا اور آسٹریا میں ان سے انتہا پسندوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی۔ ان کو اطمینان دلانے کے لیے کہا گیا کہ انہیں دہشت گرد نہیں سمجھا جا رہا ہے لیکن وہ اطلاعات فراہم کر سکتے ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ نے سرکاری دستاویزات کے حوالے سے کہا ہے کہ بحری آسٹریا کی قومی خفیہ سروس کی نگرانی میں 1998ء سے تھے جب ویانا میں امریکی سفارت خانے کو بم سے اڑانے کا منصوبہ سامنے آیا تھا۔ اسلامک گروپ آف آسٹریا کے چیئرمین محمد محمود کا کہنا ہے کہ امریکی حکومت یورپ میں یہ دیکھتی ہے کہ کون اونچی آواز میں بول رہا ہے، کون کھل کر بول رہا ہے اور اسی قسم کے لوگوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔

11 ستمبر 2001ء کے بعد صدر جارج بش نے اعلان کیا تھا کہ دہشت گردوں کو چاہے وہ جہاں کہیں بھی

ہوں، انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔ بین الاقوامی قوانین کے مطابق اگر آپ کسی ملک سے اس کے شہری یا وہاں قانونی طور پر رہنے والے کسی اور شخص کو اپنے ملک میں لا کر اس پر مقدمہ چلانا چاہتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ اس ملک اور آپ کے ملک کے درمیان تحویل مجرمین کا معاہدہ ہو اور آپ اس کے مطابق وہاں سے اپنے مطلوبہ شخص کو لائیں اور اپنے ملک میں قانون کے مطابق کارروائی کریں لیکن جن لوگوں کو ختم کرنا یا خاموش کرنا مطلوب ہے، انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے لہٰذا عام قانون کے مطابق عام عدالتوں میں ان پر کوئی الزام ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

11 ستمبر کے بعد بے شمار ”قوانین“ بنائے گئے ہیں جو عالمی تصور قانون کے ساتھ مذاق ہیں لیکن ان کے تحت بھی زیادہ تر لوگوں کے خلاف جرم ثابت کرنا مشکل ہے۔ امریکی حکومت لوگوں کو خاموش کرنا چاہتی ہے، اگر کوئی شخص سچ بول رہا ہے تو اسے خاموش کرنا ضروری ہے کیونکہ سچ بولنا امریکی مفادات کے خلاف ہے۔ ہمیں پہلے مثال دی جاتی تھی کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور یورپی ممالک میں جمہوریت اور منصفانہ عدالتی نظام ہے جبکہ تیسری دنیا اور خاص کر اسلامی دنیا میں انسانی حقوق کی پاسداری اور انصاف نہیں ہے۔ اب امریکہ یورپی ممالک سے بغیر الزامات لگائے ہوئے لوگوں کو اغوا کر کے اپنے ہاں انصاف کے کٹہرے میں نہیں لاتا بلکہ مصر، اردن یا بعض دوسرے ممالک لے جاتا ہے اور یہ ممالک اذیت رسانی کے لیے مشہور ہیں۔ سی آئی اے نے مشرقی یورپ کے ممالک اور خاص طور پر رومانیہ میں خفیہ قید خانے بنائے تھے۔ رومانیہ اور مشرقی یورپ کا انتخاب اس لیے کیا گیا تھا کیونکہ سرد جنگ کے دنوں میں سوویت یونین کو توڑنے کے لیے وہاں سی آئی اے کا نیٹ ورک موجود تھا۔ وہاں کی فوج نئے سیاست دانوں اور خفیہ سروسز میں سی آئی اے کے گہرے رابطے موجود ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سوویت یونین کے ٹوٹنے سے پہلے سی آئی اے سے بھی تنخواہ لیتے ہوں گے۔

مسلمانوں کو اذیت رسانی کے لیے جمہوری ممالک سے انسانی حقوق کا بدترین ریکارڈ رکھنے والے ممالک میں بھیجنے کے عمل سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ مسلمانوں سے انصاف کرنا نہیں چاہتا۔ وہ مسلمانوں کو اغوا کر کے یا بعض مسلم

ممالک سے بھیڑ بکریوں کی طرح خرید کر جیلوں میں سڑاتا ہے یا موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔

تشدد کی زندہ مثالیں:

امریکی صدر جارج واکر بش نے کمال دروغ گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھاشن دیا ہے کہ امریکی انتظامیہ قیدیوں کو اذیت دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ ان کے اس سفید جھوٹ کی داد ان کے نائب صدر ڈک چینی ہی دے سکتے ہیں جنہوں نے ایک دن پہلے یہ گوہر افشانی کی تھی کہ ان کے خیال میں زیر حراست مشتبہ دہشت گردوں سے معلومات حاصل کرنے کے لیے انہیں پانی میں غوطے دے کر ڈوبنے کا احساس دلانا جائز ہے جب صدر بش سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ امریکہ نہ ایذا رسانی کے طریقے استعمال کرتا ہے نہ کبھی ایسا کرے گا، حالانکہ بگرام ابو غریب اور گوانتانا موبے کے اذیت خانوں کے در و دیوار پر امریکی درندوں کی طرف سے القاعدہ کے ارکان، طالبان اور عراقی حریت پسندوں پر ڈھائے جانے والے وحشیانہ مظالم کی ہولناک داستانیں رقم ہو چکی ہیں۔

ڈک چینی بھی سنگدلی اور قساوت قلبی میں اپنی مثال آپ ہیں بش ایسے ناعاقبت اندیش صدر کو افغانستان اور عراق پر یکے بعد دیگرے حملہ آور ہونے کی راہ ڈک چینی اور ان کے یہودی نائب وزیر دفاع پال ولفوٹز (حال صدر عالمی بینک) جیسے نابغوں ہی نے سجھائی تھی اور گرفتار شدہ افغانیوں، القاعدہ والوں نے دی تھی جسے ڈک چینی کی بھرپور تائید حاصل تھی۔ 24 اکتوبر کو سکاٹ ہینن نے ریڈیو انٹرویو میں ڈک چینی سے پوچھا آیا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ اوروں کی جانیں بچانے کے لیے کسی قیدی کو پانی میں غوطے دینا No-bralner یعنی زیادہ دماغی کاوش سے عاری فعل ہے؟ سنگدل ڈک چینی نے ڈھٹائی سے کہا۔ ”میرے نزدیک یہ No-brainer ہے۔ اگرچہ کچھ دیر کے لیے ایسا کیا جاتا ہے مگر مجھ پر تنقید کی گئی کہ میں نائب صدر برائے اذیت رسانی ہوں۔ ہم اذیت نہیں دیتے، ہم بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کرتے ہیں جن

پر ہم نے دستخط کر رکھے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ اذیت کے بغیر خاصے آئینی دائرے میں تفتیشی پروگرام بروئے کار لاسکتے ہیں۔“

اسلام دشمنی اور صلیبی تعصب کے آزار میں مبتلا ڈک چینی دروغ بافی میں اپنے صدر ہی کی طرح تاک ہیں۔ ان کی ”بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کے افسانے نائن الیون کے بعد شروع ہونے والی کروسیڈ کی ان شرمناک تصویروں کی شکل میں دنیا کے سامنے آچکے ہیں جو ابو غریب اور گوانتاناموبے کے تعذیب خانوں سے باہر آتی رہی ہیں۔ مسلمان قیدیوں سے امریکیوں کے شرمناک برتاؤ اور ڈک چینی کی طرف سے اذیت رسانی کی حمایت کی مذمت کرتے ہوئے ایمنسٹی انٹرنیشنل یو اس اے کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر لیری کاکس نے کہا۔ ”یہ دماغی کاوش سے عاری فعل ہی تو ہے کہ کوئی اور نہیں خود امریکی نائب صدر اذیت رسانی کی حمایت کر رہا ہے۔“ اور ہیومن رائٹس واچ (واشنگٹن) کے ایڈووکیسی ڈائریکٹر نام میلفوسکی نے نائب صدر کی خبر لیتے ہوئے کہا ”اگر ایران یا شام کسی امریکی کو قید کر لیں تو کیا ڈک چینی کے نقطہ نظر سے یہ عین اچھی بات نہیں ہوگی کہ وہ اس امریکی کا سر پانی میں ڈبوئے رکھیں حتیٰ کہ اس کی جان کے لالے پڑ جائیں؟ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں ایرانیوں یا شامیوں کی جانیں بچانے کے لیے ایسے ہتھکنڈے استعمال کرنے کی ضرورت ہے؟“

امریکیوں کے قیدیوں پر ظالمانہ تشدد کی بعض وارداتوں کا حال ہی میں انکشاف ہوا ہے۔ اے ایس پی کے مطابق زیڈ ڈی ایف پبلک ٹی وی کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جرمن حکام اس نوع کی اطلاع پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ 2001ء کے اواخر میں بوسنیا کے اندر ایک امریکی خفیہ قید خانے میں ایک معمر جرمن شہری کو اذیت دی گئی تھی سرکاری دستاویز کے مطابق وفاقی پولیس (BKA) اور فارن انٹیلی جنس سروس (BND) جانتی تھیں کہ ”عبدالحلیم کے“ کو شمالی مشرقی بوسنیا میں تزلہ کے امریکی فوجی اڈے میں قید رکھا گیا تھا۔ اس کے پاس مصری اور جرمن پاسپورٹ تھے اور اسے سرائیود سے پکڑا گیا تھا۔ BND اور BKA کے حکام نے تزلہ میں امریکہ کیمپ کا دورہ کرتے

ہوئے عبدالحلیم سے ملاقات کی تھی۔ 70 سالہ مشتبہ دہشت گرد کے سر پر رائفل کے بٹ سے ضرب لگائی گئی تھی اور پھر اس کے زخم پر بیس ٹانکے لگانے پڑے تھے۔ ایک جرمن پولیس افسر نے تزلہ کے امریکی اڈے میں جو مشاہدہ کیا سے بوسنیا میں سربوں کے جنگی جرائم سے مشابہ قرار دیا تھا۔

ابو غریب جیل (بغداد) کے فوجیوں سے تفتیش کرنے اور ان پر مقدمہ چلانے والی آرمی جج ایڈووکیٹ جنرل ٹیم کے رکن کرسٹاف گریولائن نے گزشتہ ماہ واشنگٹن پوسٹ میں لکھا کہ ”عینی شہادتوں سے معلوم ہوا کہ قیدیوں سے گھناؤنے برتاؤ والی بیشتر تصویروں کا ان کے تفتیش سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جیل کے محافظوں (امریکیوں) نے محض تفریح طبع کے لیے وہ گھناؤنے افعال انجام دیئے تھے۔“ اور آرمی میجر جنرل جارج فائی جنہوں نے ابو غریب کی تفتیش کی، اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ ”آرمی گارڈز نے بتایا کہ انہوں نے نامعلوم آدمی سول کپڑوں میں دیکھے جو قیدیوں کو ساتھ لے جاتے تھے اور گارڈز سے کہتے تھے کہ ان قیدیوں کے شناختی نمبر کسی کو نہ بتائے جائیں۔ یہ جنیوا کنونشن کے ضوابط کی خلاف ورزی تھی مگر وہ سویلین یہ ظاہر کرتے تھے کہ اصول وضوابط سے انحراف کی انہیں اجازت دی گئی ہے۔ تفتیشی بوتھ میں روا رکھی گئی ایسی کئی خلاف ورزیوں کا انکشاف ہوا۔ ابو غریب کے اندر سی آئی اے کی تفتیش کے ایک واقعے میں ایک شخص تشدد کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو گیا۔“

ایک فوجی تفتیش کار چیف وارنٹ آفیسر لیوس ویلشوفر نے سخت (Harsh) تفتیش کی مبہم زبان سے من پسند مطلب نکالتے ہوئے ایک عراقی جنرل کو سلیپنگ بیگ میں لپیٹ دیا، بیگ کے ارد گرد بجلی کا تار باندھا اور پھر اس کی چھاتی پر بیٹھ کر اسے ”ڈرانے“ کی کوشش کی کہ اگر اس نے زبان نہ کھولی تو وہ دم گھٹ کے مر جائے گا اور وہ بدنصیب واقعی دم گھٹ کے مر گیا۔ یہ واقعہ ابو غریب کے علاوہ کسی اور زمانے میں پیش آیا۔ فوج کی طرف سے ویلشوفر کو غفلت سے انسانی قتل کا مجرم ٹھہرایا گیا۔ کرسٹافر گریولائن کے مطابق صدر بش نے اب جس نئے تفتیشی قانون پر دستخط کیے ہیں اس میں یہ

واضح نہیں کیا گیا کہ کیا ایسے ہی افعال کے مرتکب سویلین تفتیش کار پر بھی مقدمہ چلے گا کیونکہ یہ ثابت کرنا ناممکن ہو گا کہ تفتیش کار تشدد کرنے یا شدید یا سنگین جسمانی یا ذہنی اذیت دینے کا خاص طور پر ارادہ رکھتا ہے۔ گریو لائن مزید لکھتا ہے بدقسمتی سے اس نئی قانون سازی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامیہ اور کانگریس دونوں ابو غریب (عراق) میں قیدیوں سے بدسلوکی سے سبق حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں جس کو بش نے ”اب تک ہونے والی سب سے بڑی غلطی“ قرار دیا تھا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکی فوجیوں اور سی آئی اے مسلمان قیدیوں پر بدستور تشدد کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے جبکہ صدر بش نے حال ہی میں بڑے فخر سے کہا تھا کہ القاعدہ کے ماسٹر مائنڈ خالد شیخ محمد سے راز اگلوانے کے لیے جو حربے آزمائے گئے ان سے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بہت مدد ملی ہے ان تفتیشی ہتھکنڈوں میں ”واٹر بورڈنگ“ بھی شامل ہے۔ نیوز ویک نے اس طریقہ اذیت کے بارے لکھا ہے کہ یہ طریقہ اسپین نے ایجاد کیا تھا۔ جس میں قیدی کو اوندھے منہ لٹکا دیا جاتا ہے اور ایک باریک پائپ کے ذریعے قیدی کے نتھنوں میں پانی کے قطرے ٹپکائے جاتے ہیں جس سے تھوڑی دیر میں ہی محسوس ہوتا ہے کہ انسان پانی میں ڈوب رہا ہے۔

اس سلسلے میں ”دی نیشن“ کے خصوصی نامہ نگار کی رپورٹ (28 اگست 2006ء) بھی انکشاف انگیز ہے۔ وہ لکھتا ہے ”امریکہ، گوانتاناموبے کے قیدیوں اور صفائی کے وکلاء کے مابین رابطے بہت محدود کرنے کے لیے کوشاں ہے کیونکہ انتظامیہ قیدیوں کو اشتعال انگیز مواد فراہم کیا ہے، مثلاً ابو غریب جیل میں بدسلوکی کی رپورٹیں اور دہشت گردی کے حملوں کے متعلق اخباری مضامین، امریکی حکومت نے اگست میں فیڈرل اپیلز کورٹ واشنگٹن میں نئے رولز پیش کیے تھے جو گوانتاناموبے کے قیدیوں کے کیس کے سلسلے میں ان پر نظر ثانی کر رہی ہے اگر عدالت ان نئے رولز کی منظوری دے دیتی ہے تو ان کی رو سے وکلاء صفائی کو قیدیوں سے صرف چار ملاقاتوں کی اجازت ہو گی جبکہ پہلے ملاقاتوں کی تعداد لامحدود تھی، نیز حکومت ان ملاقاتوں میں زیر بحث موضوعات گفتگو کو کنٹرول کر سکے گی اور قیدیوں اور وکلاء کے مابین بذریعہ ڈاک معلومات

کے تبادلے کو بھی محدود کر سکے گی۔“

نائن الیون کے سانحے کے بعد بش انتظامیہ قیدیوں کے نام اور ان کے بارے میں دیگر معلومات خفیہ رکھتی رہی ہے اور انہیں وکلاء کی خدمات حاصل کرنے کی اجازت دینے سے بھی انکاری تھی، تاہم وکلائے صفائی 2004ء میں قیدیوں سے ملاقات کا حق حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے جب کیوبا کے فوجی اڈے میں بند 450 کے لگ بھگ افراد کے متعلق امریکی سپریم کورٹ نے رولنگ دی کہ وہ اپنی حراست کو وفاقی عدالتوں میں چیلنج کر سکتے ہیں۔

کیری لوگر بل کا متن

واشنگٹن .... ذیل میں جمعرات 24 ستمبر 2009ء کو سینیٹ سے پاس ہونے والے کیری لوگر بل کا متن پیش کیا جارہا ہے۔ یہ ہاؤس آف ریپریز نٹیٹو میں پیش کیا جارہا ہے اور اگر یہ بغیر کسی ترمیم کے منظور ہو گیا تو صدر اوباما کے پاس قانون دستخط کے لیے بھیج دیا جائے گا جس کے بعد یہ قانون بن جائے گا۔ s.1707 پاکستان کے ساتھ تعلقات کے فروغ ایکٹ برائے 2009ء (مستغرق، متفق یا سینیٹ سے منظور) SEC 203 کچھ امداد کے حوالے سے متعین حدود۔۔۔

a) سکیورٹی تعلقات میں معاونت کی حدود:

مالی سال 2012ء سے 2014ء کے لیے، پاکستان کو مالی سال میں اس وقت تک کوئی سکیورٹی تعلقات میں معاونت فراہم نہیں کی جائے گی، جب تک سیکریٹری آف اسٹیٹ، صدر مملکت کی ہدایت پر سب سیکشن (c) میں درج ہدایات کے مطابق منظوری نہ دے دیں۔

b) اسلحہ کی فراہمی کی حدود:

مالی سال 2012ء سے 2014ء تک کے لیے، پاکستان کو اس وقت تک بڑا دفاعی سامان کی فروخت کا اجازت نامہ یا لائسنس، وی آرم ایکسپورٹ کنٹرول ایکٹ (seq. 2751etusc22) کے مطابق جاری نہیں کیا جائے گا، جب تک امریکی وزیر خارجہ امریکی صدر کی ہدایت کے مطابق، سب سیکشن (c) میں درج ضروریات کے مطابق منظوری نہ دے دیں۔

c) تصدیق کا عمل:

اس سب ایکشن کے تصدیقی عمل کے لیے ضروری ہے کہ اسے سیکریٹری آف اسٹیٹ، صدر کی ہدایت کے مطابق منظور کریں گے، کانگریس کی کمیٹیز کے مطابق کہ (1) امریکا، حکومت پاکستان کے ساتھ تعاون جاری رکھے گا کہ پاکستان جوہری ہتھیاروں سے متعلق مواد کی منتقلی کے نیٹ ورک کو منہدم کرنے میں کردار ادا کرے، مثلاً اس سے متعلقہ معلومات فراہم کرے یا پاکستانی قومی رفاقت جو اس نیٹ ورک کے ساتھ ہے تک یا براہ راست رسائی دے۔ حکومت پاکستان نے موجودہ مالی سال کے دوران مسلسل اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اب بھی دہشت گرد گروپوں کے خلاف موثر کوششیں کر رہی ہے۔

جیش محمد، لشکر طیبہ (جماعۃ الدعوۃ) القاعدہ، طالبان اور آئی ایس آئی کے انتہاپسند عناصر کو لگام ڈالنا

سیکشن 201 میں امداد کے جن مقاصد کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کے تحت حکومت پاکستان نے مندرجہ ذیل امور میں قابل ذکر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ (الف) مدد روکنا.... پاکستانی فوج یا کسی انٹیلی جنس ایجنسی میں موجود عناصر کی جانب سے انتہاپسندوں یا دہشت گرد گروپوں، خصوصی طور پر وہ گروپ جنہوں نے افغانستان میں امریکی یا اتحادی افواج پر حملے کئے ہوں، یا پڑوسی ممالک کے لوگوں یا علاقوں پر حملوں میں ملوث ہوں (ب) القاعدہ، طالبان اور متعلقہ گروپوں جیسے کہ لشکر طیبہ اور جیش محمد سے بچاؤ اور پاکستانی حدود میں کارروائیاں سے روکنا، سرحد پر پڑوسی ممالک میں حملوں کی روک تھام، قبائلی علاقوں میں دہشت گرد کیمپوں کی بندش، ملک کے مختلف حصوں بشمول کوئٹہ اور مرید کے میں موجود دہشت

گردھکانوں کا مکمل خاتمہ، اہم دہشت گردوں کے بارے میں فراہم کردہ خفیہ معلومات کے بعد کارروائی کرنا، (ج) انسداد دہشت گردی اور اینٹی منی لانڈرنگ قانون کو مضبوط بنانا، (3) پاکستان کی سکیورٹی فورسز پاکستان میں عدالتی وسیاسی معاملات میں عملاً یا کسی اور طریقے سے دخل اندازی نہیں کرینگی۔ بعض ادائیگیاں (1) عام طور پر ان کا تعلق پیراگراف (2) سے ان فنڈز میں سے کسی کا تعلق مالی سال 2010ء سے 2014ء تک کے مالی سال سے نہیں ہے یا اس فنڈ کا کوئی تعلق پاکستان کے کاؤنٹر انسر جینسی کیسے بلیبٹی فنڈ سے بھی نہیں ہو گا جو سپلی مینٹل اپیروپری ایشن ایکٹ 2009ء (پبلک لاء 32-III کے تحت قائم ہے) اس کا دائرہ کاران ادائیگیوں تک وسیع ہو گا جن کا تعلق (الف) لیٹر آف آفرانیڈ ایکسپٹینس (Acceptnce and Offer of Letter)، NAP-D-PK سے ہے۔ جن پر امریکا اور پاکستان نے 30 ستمبر 2006ء کو دستخط کئے تھے اور (ب) پاکستان اور امریکا کی حکومتوں کے درمیان 30 ستمبر 2006ء کو دستخط شدہ لیٹر آف آفرانیڈ ایکسپٹنس NAP-D-PK اور (ج)(Acceptnce and Offer of Letter)، NAP-D-PK جس پر امریکی حکومت اور حکومت پاکستان کی جانب سے 30 ستمبر 2006ء کو دستخط ہوئے تھے۔ استثنٰی .... مالی سال 2010ء سے 14 تک کیلئے جو فنڈز سکیورٹی میں مدد دینے کے لئے مختص کئے گئے ہیں وہ تعمیرات اور متعلقہ سرگرمیوں کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں جن کی وضاحت (Acceptnce and Offer of Letter) کے پیراگراف (1) میں کی گئی ہے۔ تحریری دستاویز.... وزیر خارجہ صدر کی ہدایت کے تحت مختص رقم میں سیکشن (A-B) اور (D) کے تحت ایک سال کے لئے کمی کرسکتے ہیں وزیر خارجہ یہ اقدام اس وقت اٹھائیں گے جب انہیں خیال ہو گا کہ یہ اقدام امریکا کی قومی سلامتی کے مفاد میں ہے۔ تحریری دستاویز کا نوٹس .... وزیر خارجہ کو صدر کی ہدایت کے مطابق رقوم میں کمی کا اختیار پیراگراف (1) کے مطابق اس وقت تک استعمال نہیں کرسکیں گے جب تک کانگریس کی متعلقہ کمیٹی کو اس سلسلے میں سات روز کے اندر تحریر نوٹس نہ مل جائے جس میں رقوم میں کمی کی وجوہات درج ہوں یہ نوٹس کلاسیفائیڈ یا نان کلاسیفائیڈ شکل میں ضرورت کے مطابق پیش کیا جائے گا۔ (ف) مناسب کانگریسی کمیٹیوں کی اصطلاح سے مراد ایوان نمائندگان کی نمبر 1 کمیٹی برائے خارجہ

امور، کمیٹی برائے مسلح افواج، کمیٹی برائے حکومتی اصلاحات اور فروگذاشت 2 سینیٹ کی امور خارجہ تعلقات کمیٹی، مسلح افواج کمیٹی اور نتیجہ کمیٹی برائے انٹیلی جنس ہیں۔ سیکشن 204 خانہ جنگی سے نمٹنے کی پاکستانی صلاحیت کا فنڈ (ایف) مالی سال 2010 (1) عمومی طور پر۔ برائے مالی سال 2010ء کیلئے ریاست کے محکمہ نے ضمنی تخصیص ایکٹ 2009ء (پبلک لا 32-111) کے تحت پاکستان کی خانہ جنگی سے نمٹنے کی صلاحیت کا فنڈ قائم کر دیا گیا ہے۔ (اس کے بعد اسے صرف فنڈ لکھا جائے گا) پر مشتمل ہو گا۔ مناسب رقم پر جو اس سب سیکشن پر عملدرآمد کیلئے ہو گی (جو شاہد شامل نہیں ہو گی اس مناسب رقم میں 70 ایکٹ کے عنوان نمبر ایک پر عملدرآمد کیلئے ہے۔ (ب) وزیر خارجہ کو دستیاب رقم بصورت دیگر اس سب سیکشن پر عملدرآمد کیلئے ہو گی۔ (2) فنڈ کے مقاصد.... فنڈز کی رقم اس سب سیکشن پر عملدرآمد کیلئے کسی بھی مالی سال دستیاب ہو گی اور اس کا استعمال وزیر خارجہ، وزیر دفاع کی اتفاق / مشاورت سے کریں گے اور یہ پاکستان کی انسداد خانہ جنگی صلاحیت کے فروغ اور استحکام پر انہی شرائط کے تحت صرف ہو گی۔ ماسوائے اس سب سیکشن جو مالی سال 2009ء کیلئے دستیاب فنڈ اور رقوم پر لاگو ہو گا۔ (3) ٹرانسفر اتھارٹی.... (الف) عمومی طور پر: امریکی وزیر خارجہ کسی بھی مالی سال کیلئے پاکستان انسداد خانہ جنگی فنڈ جو ضمنی تخصیص ایکٹ 2009ء کے تحت قائم کیا گیا ہے، کو رقوم منتقل کرنے کی مجاز ہوں گی اور اگر وزیر دفاع کے اتفاق رائے سے یہ طے پائے کہ فنڈ کی ان مقاصد کیلئے مزید ضرورت نہیں جن کیلئے جاری کئے گئے تھے تو وہ وزیر خارجہ یہ رقوم واپس کر سکتے ہیں۔ (ب) منتقل فنڈ کا استعمال۔ سیکشن 203 کی ذیلی شق (د) اور (ع) کے تحت پیراگراف (الف) میں دی گئی اتھارٹی اگر فنڈ منتقل کرتی ہے تو انہی اوقات اور مقاصد کے تحت پاکستان انسداد خانہ جنگی فنڈ کے لئے استعمال ہو گی۔ (ج) دوسری اتھارٹیوں سے تعلقات۔ اس سب سیکشن کے تحت معاونت فراہم کرنے والی اتھارٹی اضافی طور پر دیگر ممالک کو بھی امداد کی فراہمی کا اختیار رکھے گی۔ (د) نوٹیفکیشن۔ وزیر خارجہ سب پیراگراف (اے) کے تحت فنڈز کی فراہمی سے کم از کم 15 روز قبل کانگریس کی کمیٹیوں کو تحریری طور پر فنڈز کی منتقلی کی تفصیلات سے آگاہ کریں گی۔ (ر) نوٹیفکیشن کی فراہمی۔ اس سیکشن کے تحت کسی نوٹیفکیشن کی ضرورت کی صورت میں کلاسفیائیڈ یا غیر کلاسفیائیڈ نوٹیفکیشن جاری

کیا جائے گا۔ (س) کانگریسی کمیٹیوں کی وضاحت۔ اس سیکشن کے تحت مجاز کانگریشنل کمیٹیوں سے مراد (1) ایوان نمائندگان کی آرمڈ سروسز اور خارجہ تعلقات کمیٹی ہے۔ سیکشن .... 205 فراہم کی گئی امداد کا سویلین کنٹرول .... ضروریات (1) مالی سال 2010ء سے مالی سال 2014 کے دوران حکومت پاکستان کو سکیورٹی کیلئے فراہم کی گئی براہ راست نقد امداد پاکستان کی سویلین حکومت کے سویلین حکام کو فراہم کی جائے گی۔ کیری لوگر بل کی سیکشن 205 کے تحت مخصوص امدادی پیکیج پر سویلین کنٹرول کی شرط.... کیری لوگر بل میں سیکشن 205 کے تحت پاکستان کو امداد کی فراہمی کیلئے سویلین کنٹرول کی شرائط عائد کی گئی ہیں۔ (ا) شرائط: (1) عمومی طور پر 2010ء سے 2014ء تک حکومت پاکستان کو امریکہ کی جانب سے ملنے والی سکیورٹی معاملات سے متعلقہ کیش امداد یا دیگر نان اسسٹنس (غیر امدادی) ادائیگیاں صرف پاکستان کی سویلین حکومت کی سویلین اتھارٹی کو دی جائے گی۔ (2) دستاویزی کارروائی مالی سال 2010-2014 تک امریکی وزیر خارجہ، وزیر دفاع کی معاونت اور تعاون سے اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ امریکہ کی جانب سے حکومت پاکستان کو دی جانے والی غیر امدادی (Assistance-Non) ادائیگیوں کی حتمی دستاویزات پاکستان کی سویلین حکومت کی سویلین اتھارٹی کو وصول ہو چکی ہیں۔ (ب) شرائط میں چھوٹ: (1) سکیورٹی سے متعلق امداد، بل کے مطابق امریکی وزیر خارجہ، وزیر دفاع سے مشاورت کے بعد ذیلی سیکشن (a) کے تحت سکیورٹی سے متعلق امداد پر عائد شرائط کو ختم کر سکتے ہیں۔ تاہم اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ سکیورٹی امداد امریکی بجٹ کے فنکشن نمبر 150 (بین الاقوامی معاملات) سے دی جارہی ہو اور امریکی وزیر خارجہ کانگریس کی متعلقہ کمیٹیوں کو اس امر کی یقین دہانی کرائیں کہ شرائط میں چھوٹ امریکہ کی قومی سلامتی کیلئے ضروری اور امریکی مفاد میں ہیں۔ (2) غیر امدادی (Assistance-Non) ادائیگیاں امریکی وزیر دفاع، وزیر خارجہ کی مشاورت سے ذیلی سیکشن (a) کے تحت ایسی غیر امدادی ادائیگیاں جو بجٹ فنکشن 050 (قومی دفاع) کے اکاؤنٹس سے کی جارہی ہوں۔ پر عائد شرائط کو ختم کر سکتے ہیں۔ تاہم اس چھوٹ کیلئے وزیر دفاع کو کانگریس کی متعلقہ کمیٹیوں کو یقین دہانی کرانا ہو گی۔ کہ پابندیوں میں چھوٹ امریکہ کے قومی مفاد کیلئے اہم ہے۔ (ج) بعض مخصوص سرگرمیوں پر سیکشن (205) کا

اطلاق۔ درج ذیل سرگرمیوں پر سیکشن 205 کے کسی حصے کا اطلاق نہیں ہو گا۔ (1) ایسی کوئی بھی سرگرمی جس کی رپورٹنگ 1947 کے قومی سلامتی ایکٹ (Seqet 41350U.S.C) کے تحت کیا جانا ضروری ہے۔ (2) جمہوری انتخابات یا جمہوری عمل میں عوام کی شرکت کی فروغ کیلئے دی جانے والی امداد، (3) ایسی امداد یا ادائیگیاں جن کا وزیر خارجہ تعین کریں اور کانگریس کی متعلقہ کمیٹیوں کو یقین دہانی کرائیں کہ مذکورہ امداد یا ادائیگیوں کو ختم کرنے سے جمہوریت حکومت اقتدار میں آگئی ہے۔ (4) مالی سال 2005ء میں رونلڈ ڈبلیو ریگن نیشنل ڈیفنس آتھورائزیشن ایکٹ کی سیکشن (208) (ترمیم شدہ) کے تحت ہونے والی ادائیگیاں (2086 (Stat 118375,-108 Law Public) ، (5) امریکی محکمہ دفاع اور وزارت دفاع اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مابین کراس سروسنگ معاہدے کے تحت کی جانے والی ادائیگیاں، (6) مالی سال 2009ء کیلئے ڈنکن ہنٹر نیشنل ڈیفنس آتھورائزیشن ایکٹ کی سیکشن (943) کے تحت کی جانے والی ادائیگیاں (4578 (دStat 122417,- 110 Law Public) ”اصطلاحات“ کی وضاحت / تعریف سیکشن 205 میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی تعریف / وضاحت اس طرح ہے۔ (1) ”متعلقہ کانگریس کمیٹیوں“ سے مراد ایوان نمائندگان اخراجات سے متعلق کمیٹیاں، آرمڈ سروسز اور فارن افیئرز کی کمیٹیاں سینٹ کی اخراجات سے متعلق کمیٹیاں، آرمڈ سروسز اور فارن افیئرز کمیٹیاں ہیں۔ (2) ”پاکستان کی سویلین حکومت“ کی اصطلاح میں ایسی پاکستانی حکومت شامل نہیں۔ جس کے باقاعدہ منتخب سربراہ کو فوجی بغاوت یا فوجی حکم نامے کے ذریعے اقتدار سے ہٹا دیا گیا ہو۔ عنوان III حکمت عملی، احتساب، مانیٹرنگ اور دیگر شرائط .... سیکشن 301 حکمت عملی رپورٹس .... (اے) پاکستان کی امداد سے متعلق حکمت عملی کی رپورٹ۔ اس ایکٹ کے نافذ العمل ہونے سے 45 روز کے اندر سیکرٹری خارجہ کانگریس کی متعلقہ کمیٹیوں کو پاکستان کی امداد سے متعلق امریکی حکمت عملی اور پالیسی کے حوالے سے رپورٹ پیش کرے گا۔ رپورٹ میں درج ذیل چیزیں شامل ہوں گی۔ (1) پاکستان کو امریکی امداد کے اصولی مقاصد .... (2) مخصوص پروگراموں، منصوبوں اور سیکشن 101 کے تحت وضع کردہ سرگرمیوں کی عمومی تفصیل اور ان منصوبوں، پروگراموں اور سرگرمیوں کے لئے مالی سال 2010ء سے

2014ءتک مختص کردہ فنڈز کی تفصیلات۔ (3) ایکٹ کے تحت پروگرام کی مانیٹرنگ آپریشنز، ریسرچ اور منظور کردہ امداد کے تجزیئے کا منصوبہ۔ (4) پاکستان کے قومی، علاقائی، مقامی حکام، پاکستان سول سوسائٹی کے ارکان، نجی شعبہ، سول، مذہبی اور قبائلی رہنماؤں کے کردار کی تفصیلات جو ان پروگراموں، منصوبوں کی نشاندہی اور ان پر عملدرآمد میں تعاون کریں گے جن کے لئے اس ایکٹ کے تحت امداد دی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ حکمت عملی وضع کرنے کے لئے ایسے نمائندوں سے مشاورت کی تفصیل: 5 .... اس ایکٹ کے تحت اٹھائے گئے اور اٹھائے جانے والے اقدامات سے یہ یقینی بنایا جائے گا کہ امداد افراد اور دہشت گرد تنظیموں سے الحاق رکھنے والے اداروں تک نہ پہنچے۔ 6: اس ایکٹ کے تحت پاکستان کو فراہم کردہ امداد کی سطح کا تخمینہ لگانے کیلئے اسے مندرجہ ذیل کیٹگریوں میں تقسیم کیا گیا جسے میلینیم چیلنج اکاؤنٹ امداد (Assistance) کے لئے اہل امیدوار ملک کے تعین کے طریقہ کار کے حوالے سے سالانہ معیاری رپورٹ (Criteria Report) میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کیٹگریز مندرجہ ذیل ہیں۔

دہشت گردوں کی پناہ گاہوں کا خاتمہ:

(I) عوامی آزادی (II) سیاسی حقوق (III) آزادی اظہار رائے اور احتساب (IV) حکومت کی موثریت (V) قانون کی بالادستی (VI) بدعنوانی پر قابو (VII) بیماریوں کی شرح (VIII) شعبہ صحت پر خرچ (IX) لڑکیوں کی پرائمری تک تعلیم مکمل کرنے کی شرح (X) پرائمری تعلیم پر بجٹ (XI) قدرتی وسائل کا استعمال (XII) کاروباری مشکلات کے خاتمے (XIII) لینڈ رائٹس اور ان تک رسائی (XIV) تجارتی پالیسی (XV) ریگولیٹری کوالٹی (XVI) مہنگائی پر قابو (XVII) مالی پالیسی۔ 7: پاکستان کے پاس پہلے سے موجود ہیلی کاپٹرز کی تبدیلی اور اس حوالے سے تربیت اور ان کی درستگی کے لئے سفارشات اور تجزیہ بھی کیا جائے گا۔ (B) علاقائی حکمت عملی کی تفصیلی رپورٹ.... کانگریس کی فہم و فراست: یہ کانگریس کی فہم و فراست ہے کہ امریکی قومی سلامی کے مقاصد کے حصول، پاکستان میں

دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے خاتمے کے لئے ایک تفصیلی ترقیاتی منصوبے کی ضرورت ہے جس میں دیگر متعلقہ حکومتوں کے تعاون واشتراک سے قومی طاقت کے تمام عناصر کو اس مقصد کے لئے استعمال میں لایا جائے۔ پاکستان کی دیرپا خوشحالی اور سلامتی کے لئے بھی ضروری ہے کہ پاکستان، افغانستان اور بھارت کے مابین مضبوط تعلقات ہوں۔ علاقائی سلامتی کی تفصیلی حکمت عملی: پاکستان میں دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے خاتمے کے لئے صدر پاکستانی حکومت اور دیگر علاقائی حکومتوں اور اداروں کے اشتراک سے علاقائی سلامتی کی حکمت عملی ترتیب دینگے۔ پاک افغان سرحدی علاقوں فاٹا، صوبہ سرحد، بلوچستان اور پنجاب کے علاقوں میں اس علاقائی سلامتی کی حکمت عملی پر موثر عملدرآمد اور انسداد دہشت گردی کے لئے موثر کوششیں عمل میں لائی جائیں گی۔ 3: رپورٹ: عمومی طور پر اس ایکٹ کے لاگو ہونے کے 180 روز کے اندر اندر صدر علاقائی سلامتی کی حکمت عملی کے حوالے سے رپورٹ کانگریس کمیٹی کو جمع کروائیں گے جس کے مندرجات میں علاقائی سلامتی کی حکمت عملی کی رپورٹ کی کاپی، اہداف کا تعین اور تجویز کردہ وقت اور حکمت عملی پر عمل کے لئے بجٹ کی تفصیل شامل ہے۔ (ب) رپورٹ میں ریجنل سیکیورٹی کی جامع حکمت عملی کی ایک نقل شامل ہو گی جس میں اہداف سمیت حکمت عملی پر عملدرآمد کیلئے مجوزہ وقت اور بجٹ کی تفصیلات شامل ہوں گی۔ (C) مناسب کانگریسی کمیٹی کی تعریف .... اس پیراگراف کے مطابق مناسب کانگریسی کمیٹی کا مطلب۔ (i) ایوان نمائندگان کی کمیٹی برائے Appropriations امور کمیٹی برائے مسلح افواج، کمیٹی برائے خارجہ امور اور مستقل سلیکٹ کمیٹی برائے انٹیلی جنس ہو گا اور (ii) سینٹ کی کمیٹی برائے Appropriations ، کمیٹی برائے مسلح افواج، کمیٹی برائے خارجہ امور اور مستقل سلیکٹ کمیٹی برائے انٹیلی جنس ہو گا۔ (C) سیکیورٹی میں مدد کے حوالے سے منصوبہ: اس قانون کے بنائے جانے کے 180 دن کے اندر وزیر خارجہ مناسب کانگریسی کمیٹی کے سامنے وہ منصوبہ پیش کریں گے جس کیلئے فنڈز مختص کئے جائیں گے اور یہ مالی سال 2010ء سے 2014ء تک ہر سال ہو گا، اس منصوبے میں یہ بتایا جائے گا کہ رقم کا استعمال کس طرح سے سیکشن 204 میں مذکورہ رقوم سے متعلقہ ہے۔ سیکشن: 302 مانیٹرنگ رپورٹس (a) سیکشن 301 (اے) پر عمل کرتے

ہوئے Report Strategy Assistance Pakistan پیش کئے جانے کے 180 دن کے اندر (ششماہی) اور بعد ازاں 30 ستمبر 2014ء تک ششماہی بنیادوں پر سیکرٹری خارجہ کی طرف سے سیکرٹری دفاع کے ساتھ مشاورت کے بعد مناسب کانگریسی کمیٹی کو رپورٹ پیش کی جائے گی جس میں اس طرح (180 دنوں میں) میں فراہم کی گئی مدد / معاونت کی تفصیلات ہوں گی۔ اس رپورٹ میں درج ذیل تفصیلات ہوں گی۔ (1) جس عرصے کیلئے یہ رپورٹ ہو گی اس عرصے کے دوران اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت کسی پروگرام، پراجیکٹ اور سرگرمی کے ذریعے فراہم کی گئی معاونت اور اس کے ساتھ ساتھ جس علاقے میں ایسا کیا گیا ہو گا اس کا حدود اربعہ اس رپورٹ میں شامل ہو گا اور اس میں اس رقم کا بھی ذکر ہو گا جو اس کے لئے خرچ ہو گی، جہاں تک پہلی رپورٹ کا تعلق ہے تو اس میں مالی سال 2009ء میں پاکستان کی معاونت کیلئے فراہم کی گئی رقوم کی تفصیل ہو گی اور اس میں بھی ہر پروگرام، پراجیکٹ اور سرگرمی کے بارے میں بتایا جائے گا۔ (2) رپورٹ کے عرصے کے دوران اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت پراجیکٹ شروع کرنے والے ایسے امریکی یا کسی اور ملک کے شہریوں یا تنظیموں کی فہرست بھی رپورٹ میں شامل ہو گی جو ایک لاکھ ڈالر سے زیادہ رقم / فنڈز حاصل کریں گے اور یہ فہرست کسی کلاسیفائیڈ ضمیمہ میں دی جا سکتی ہے تاکہ اگر کوئی سیکیورٹی رسک ہو تو اس سے بچا جا سکے اور اس میں اس کو خفیہ رکھنے کا جواز بھی دیا جائے گا۔ (3) رپورٹ میں سیکشن 301 (اے) کی ذیلی شق (3) میں مذکورہ منصوبے کے بارے میں تازہ ترین اپ ڈیٹس / پیش رفت اور اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت دی گئی معاونت کے اثرات کی بہتری کے لئے اقدامات کی تفصیل بھی شامل ہو گی۔ (4) رپورٹ میں ایک جائزہ بھی پیش کیا جائے گا جس میں اس ایکٹ کے تحت فراہم کی گئی معاونت کے موثر / اثر پذیری کا احاطہ کیا گیا ہو گا اور اس میں سیکشن 301 (اے) کی ذیلی شق 3 میں بتائے گئے طریقہ کار کو مدنظر رکھ کر مطلوبہ مقاصد کے حصول یا نتائج کا جائزہ لیا گیا ہو گا اور اس سب سیکشن کے پیراگراف 3 کے تحت اس میں ہونے والی پیش رفت یا اپ ڈیٹ بھی بیان کی جائے گی جو کہ یہ جانچنے کیلئے کہ آیا مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے ہیں یا نہیں ایک منظم مربوط بنیاد فراہم کرے گی، اس رپورٹ میں ہر پروگرام اور پراجیکٹ کی تکمیل کا عرصہ بھی بتایا جائے گا۔

(5) امریکا کی طرف سے مالیاتی فزیکل، تکنیکی یا انسانی وسائل کے حوالے سے کوئی کمی و بیشی جو کہ ان فنڈز پر موثر استعمال یا مانیٹرنگ میں رکاوٹ ہو گی، کے بارے میں بھی اس رپورٹ میں ذکر کیا جائے گا۔ (6) امریکا کی دو طرفہ یا کثیر الطرفہ معاونت کے منفی اثرات کا ذکر بھی اس رپورٹ میں شامل ہو گا اور اس حوالے سے اگر کوئی ہو گی تو پھر تبدیلی کیلئے سفارشات بھی دی جائیں گی اور جس علاقے کیلئے یہ فنڈز یا معاونت ہو گی اس کی انجذابی صلاحیت / گنجائش بھی رپورٹ میں مذکور ہو گی۔ (7) رپورٹ میں اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت ہونے والے اخراجات کے ضیاع، فراڈ یا غلط استعمال کے حوالے سے کوئی واقعہ یا رپورٹ بھی شامل کی جائے گی۔ (8) ان فنڈز کی رقم جو کہ سیکشن 102 کے تحت استعمال کیلئے مختص کی گئی اور جو کہ رپورٹ کے عرصے کے دوران انتظامی اخراجات یا آڈٹ یا سیکشن 103 یا 101 (سی) کی ذیلی شق 2 کے تحت حاصل اختیارات کے ذریعے استعمال کی گئی کہ تفصیلات بھی رپورٹ میں شامل ہوں گی۔ (9) سیکشن 101 (سی) کی ذیلی شق 5 کے تحت قائم / مقرر کردہ چیف آف مشن فنڈ کی طرف سے کئے گئے اخراجات جو کہ اس عرصے کے دوران کئے گئے ہوں گے جس کیلئے رپورٹ تیار کی گئی ہے اس رپورٹ میں شامل ہوں گے اس میں ان اخراجات کا مقصد بھی بتایا جائے گا اور اس میں چیف آف مشن کی طرف سے ایک لاکھ ڈالر سے زائد کے اخراجات کے وصول کنندگان کی فہرست بھی شامل ہو گی۔ (10) اس ایکٹ کے ٹائٹل ایک کے تحت پاکستان کو فراہم کی گئی معاونت کا حساب کتاب (اکاؤنٹنگ) جو کہ سیکشن 301 (اے) کی ذیلی شق 6 میں دی گئی مختلف کٹیگریز میں تقسیم کی گئی ہے کہ تفصیل بھی رپورٹ میں بیان کی جائے گی۔ (11) اس رپورٹ میں درج ذیل مقاصد کیلئے حکومت پاکستان کی طرف سے کی گئی کوششوں کے جائزہ بھی پیش کیا جائے گا۔ (الف) فاٹا یا بندوبستی علاقوں میں القاعدہ، طالبان یا دیگر انتہا پسند اور دہشت گرد گروپوں کے خاتمے، ان کو غیر موثر یا شکست دینے کیلئے کی گئی کوششیں۔ (ب) ایسی قوتوں کے پاکستان میں موجود محفوظ ٹھکانوں کے خاتمے کیلئے کی گئی کوششیں .... (ج) لشکر طیبہ اور جیش محمد کے تربیتی مراکز کی بندش (د) دہشت گرد اور انتہا پسند گروپوں کو ہر قسم کی مدد و تعاون کا خاتمہ (ر) ہمسایہ ممالک میں حملوں کی روک تھام کیلئے کوششیں / اقدامات (س) مدارس کے نصاب کی نگرانی میں اضافہ اور طالبان یا

دہشت گرد یا انتہا پسند گروپوں سے تعلق رکھنے والے مدارس کی بندش کیلئے کی گئی کوششیں۔ (ش) انسداد منی لانڈرنگ قوانین اور دہشت گردی کے انسداد کیلئے فنڈز کے استعمال میں بہتری یا اضافے کی کوششیں یا اقدامات مالیاتی ایکشن ٹاسک فورس کیلئے مبصر کا درجہ اور دہشت گردی کیلئے مالی وسائل کی فراہمی روکنے کیلئے اقوام متحدہ کے بین الاقوامی کنونشن پر عملدرآمد کیلئے کی گئی کوششیں۔ (12) پاکستان کی طرف سے جوہری عدم پھیلاؤ (جوہری مواد اور مہارت) کیلئے کی گئی کوششوں کی جامع تفصیل بھی اس رپورٹ میں شامل ہوگی۔ (13) اس رپورٹ میں ایک جائزہ بھی پیش کیا جائے گا تاکہ آیا پاکستان کو فراہم کی گئی معاونت اس کے جوہری پروگرام کی توسیع میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مددگار ثابت ہوئی ہے یا نہیں، آیا امریکی معاونت کے انحراف یا پاکستان کے وسائل کی Realloction جو کہ بصورت دیگر پاکستان کے جوہری پروگرام سے غیر متعلقہ سرگرمیوں پر خرچ ہوں گے۔ (14) رپورٹ میں سیکشن 202 (بی) کے تحت مختص کئے گئے اور خرچ کئے گئے فنڈز کی جامع تفصیلات بھی شامل ہوں گی۔

پاک فوج کی گردن میں غلامی کا طوق:

”اس شق کی وجہ سے جی ایچ کیو میں جنرل پرویز کیانی سمیت پاکستان کی بری، بحری اور فضائی افواج کے افسران نے اُسے بری طرح مسترد کردیا۔“

(15) اس رپورٹ میں حکومت پاکستان کا فوجی / ملٹری بجٹ کی نگرانی اور منظوری، کمانڈ کے تسلسل، سینئر فوجی افسروں کی ترقی میں عمل دخل کی تفصیلات، سٹریٹجک پلاننگ میں سولین عمل دخل اور سول انتظامیہ میں فوجی مداخلت کی تفصیلات بھی شامل ہوں گی۔ (b) حکومتی احتساب دفتر کی رپورٹس.... پاکستان معاونت لائحہ عمل رپورٹ: سیکشن 301 (اے) کے تحت پاکستان معاونت لائحہ عمل رپورٹ پیش کئے جانے کے ایک سال کے اندر کنٹرولر جنرل آف

امریکا مناسب کانگریسی کمیٹی کو ایک رپورٹ پیش کرے گا جس میں درج ذیل تفصیلات مذکور ہوں گی۔ (الف) پاکستان معاونت لائحہ عمل رپورٹ کا جائزہ اور اس حوالے سے رائے (ب) اس ایکٹ کے تحت مقاصد کے حصول کیلئے امریکی کوششوں کو موثر بنانے کیلئے اگر کنٹرولر جنرل کوئی اضافی اقدامات مناسب سمجھتا ہے تو وہ بھی بیان کئے جائیں گے۔ (پ) آرمز ایکسپورٹ کنٹرول ایکٹ (22 یو ایس سی) کی شق 22 کے تحت دی گئی گرانٹ کے مطابق پاکستان کی طرف سے کئے گئے اخراجات کی مفصل رپورٹ بھی پیش کی جائے گی۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب---------------------------دجال کا لشکر بلیک واٹر

مؤلف-------------------------------------مولانا عمر عاصم

سن اشاعت------------------------------------نومبر 2009ء

ناشر------------------------------------جامعہ حفصہ اُردو فورم

قیمت------------------------------------- فی سبیل اللہ

نوٹ:۔ مزید ویڈیوز، کالمز، کتابیں پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

http://www.jamiahafsaforum.com/forum

BLACK WATER

- خیبر سے کراچی اور گوادر تک بلیک واٹر کے اڈے۔
- بلیک واٹر دجال کا لشکر کیسے؟
- بلیک واٹر کا ظلم عراق، افغانستان اور پاکستان۔
- بلیک واٹر کے خفیہ ہاتھ۔
- بلیک واٹر پاکستانی فوج کے افراد کیوں بھرتی کرتی ہے۔
- اس کے علاوہ موجود حالات کے سلگتے واقعات۔
- دجال کے موضوع پر یہ کتابیں ضرور پڑھیں!

دجال کون کب کہاں؟

(مفتی ابولبابہ شاہ منصور)

تیسری جنگ عظیم اور دجال
برمودا تکون اور دجال

تبصرہ نگار: محمد ابراہیم نقشبندی
(مولانا عاصم عمر)

جامعہ حفصہ اردو فورم